
عمران سیریز
ڈیتھ نائٹ
صفدر شاہین

عمران سیریز

ڈیتھ نائٹ

مصنف صفدر شاہین

شاہین پبلشرز کراچی
کتاب مارکیٹ۔ گوالی لائن نمبر 3۔ نیو اردو بازار

تمام کردار، نام، واقعات، مقامات اور سچویشنز فرضی ہیں۔ کسی قسم کی مطابقت محض اتفاقیہ سمجھی جائے اور اس کے لیے مصنف، پبلشر اور پرنٹر ذمہ دار نہ ہوں گے۔ شکریہ!

مصنف...... صفدر شاہین

پرنٹر.......... المخزن پرنٹنگ پریس کراچی

کمپوزنگ...... عمران / عامر

قیمت........... -/35 روپے

اسٹاکسٹ:

اشرف بک ایجنسی — اقبال روڈ کمیٹی چوک۔ راولپنڈی

گلزار نیوز ایجنسی — اخبار مارکیٹ۔ لاہور

الکوثر نیوز ایجنسی — اخبار مارکیٹ کراچی

شمع بکسٹال — بھوانہ بازار فیصل آباد

پیش لفظ

محترم قارئین۔ السلام علیکم!

پیش خدمت ہے احمق اعظم علی عمران اور اس کے جانباز ساتھیوں کا نیا کارنامہ ''ڈ۔تھ ٹائٹ''۔

گزشتہ دس برسوں میں میرے کئی پڑھنے والوں نے بذریعہ خطوط اور بعض نے بالمشافہ شکایت کی کہ آپ کے ناول کیوں نہیں شائع ہو رہے اور آپ نے لکھنا کیوں بند کر دیا۔ جبکہ اس وقت ملک میں آپ کے سوا صرف ایک ہی بڑا رائٹر ہے دوسرا کوئی نہیں جو عمران سیریز لکھ سکے۔ میں انفرادی طور پر ان قارئین کو نہ لکھنے کی وجوہات سے آگاہ کرتا رہا۔ لیکن بے شمار قارئین کو اب بھی معلوم نہیں کہ میرے نہ لکھنے کی کیا وجہ تھی۔ چنانچہ ان قارئین سے میں اس صفحہ کے ذریعے عرض کر رہا ہوں کہ جب کسی چیز کے نقال اور جعل ساز پیدا ہو جائیں تو لوگوں کا اصل سے اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ میرے ساتھ بھی ماضی میں یہی ہوتا رہا۔

1988ء میں ایک پبلشر سے معاوضہ کے حصول میں دشواری ہوئی تو میں نے اس کی بجائے ایک دوسرے ادارے کے لیے لکھنا شروع کر دیا۔ اس پر پہلے پبلشر نے میرے دو پرانے ناول نئے ناموں سے میری تصویر کے ساتھ میرے ذاتی ادارے کے پتا پر شائع کر دیئے۔ لیکن وہ فائدہ نہ اٹھا سکا۔ کیونکہ میں نے فوری طور پر بک سیلرز حضرات کو اس جعل سازی سے مطلع کرتے ہوئے بتایا کہ یہ میرے پرانے ناول ہیں جو ملتان کے ایک ادارے سے ماضی میں شائع ہوئے تھے۔

پھر 1993-1992ء میں جو ادارہ میرے ناول شائع کر رہا تھا۔ اس نے معاوضہ بچانے کے لیے ردی والے سے 1972ء کے چھپے ہوئے ابن صفی کے ناول پانچ دس روپے میں خریدے اور انہیں میری تصویر اور میرے نام کے ساتھ شائع کر دیا۔ ممکن ہے وہ آئندہ بھی اس قسم کی حرکت کرتا۔ لیکن میں نے عمران سیریز لکھنا بند کر دیا۔ محض اس لیے کہ میرے اصل ناولوں کے ساتھ دوسری طرف سے جعلی ناول بھی میرے ہی نام اور تصویر سے شائع ہوں گے تو قارئین کا اعتماد اٹھ جائے گا۔

جعلی ناول پڑھ کر وہ صفدر شاہین کو برا بھلا کہیں گے کیونکہ اس پر نام تو میرا ہی ہوتا۔ بطور مصنف میں ہی بدنام ہوتا اور میری شہرت کو دھچکا پہنچتا۔ میں نے ناول لکھنا بند کر کے اپنی شہرت کو بحال رکھا اور دوسرے موضوعات پر کتابیں اور ڈائجسٹوں کے لیے کہانیاں لکھتا رہا۔ گزشتہ دس برس کے دوران مجھے کئی پبلشروں نے دعوت دی کہ آپ عمران سیریز لکھیں ہم چھاپیں گے۔ لیکن وہ معاوضہ کے سوال پر پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ کوئی مفت میں لکھوانا چاہتا تھا کوئی کہتا کہ دس ناول چھاپنے کے بعد معاوضہ ملے گا اور کوئی میری مالی دشواریوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے انتہائی قلیل معاوضہ کی پیش کش کرتا۔ چنانچہ کسی سے بات نہ بن سکی۔ میں جانتا تھا کہ جو پبلشر مفت میں یا چند سو روپے میں ناول لکھوائے گا وہ ناول چھاپنے کے مصارف میں بھی کنجوسی کرے گا اور بہت کم لاگت سے زیادہ منافع حاصل کرنے کے لیے ناول کو غیر معیاری اور بھدے طریقے سے شائع کرے گا جس سے میری شہرت کو نقصان پہنچے گا اور جب قارئین کی طرف سے ناپسندیدگی کا اظہار دیکھ کر میں پبلشر سے احتجاج کروں گا یا اس کے لیے لکھنا بند کر دوں گا تو وہ میرے جعلی ناول شائع کرنا شروع کر دے گا۔

اس لیے میں نے صبر کیا اور فیصلہ کیا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو اپنے ناول میں خود شائع کروں گا جیسا کہ پہلے اپنے ذاتی ادارہ بک لینڈ ملتان سے شائع کرتا رہا تھا۔

ڈر ڈائجسٹ کے پبلشر اور شمع بک ایجنسی کے مالک خالد علی صاحب سے میری دوستی اس وقت سے ہے جب میرے ناول لاہور سے شائع ہو رہے تھے۔ یہاں 1993ء سے میں ان کے ادارے کے لیے مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں لکھ چکا ہوں۔ گزشتہ برسوں میں وہ مجھ پر زور دیتے رہے کہ میں اپنی کتابیں خود شائع کروں۔ اب انہوں نے باقاعدہ طور پر تعاون کیا ہے اور مجھے ہر قسم کی سہولت فراہم کی ہے جس سے میں اپنے ناول اپنے ادارہ شاہین پبلشرز کراچی سے شائع کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اب یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا اور میں ہر ماہ باقاعدگی سے دو ناول آپ کی خدمت میں پیش کرتا رہوں گا۔ موجودہ ناول پڑھیے اور اپنی رائے سے بذریعہ خط مطلع فرمائیے۔

شکریہ

والسلام

صفدر شاہین

ہیلی کاپٹر بتدریج دور ہوتا جارہا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوتا، ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑ گئے۔ اس کے جلتے ہوئے ٹکڑے فضاء میں بکھر کر زمین کی طرف گرتے چلے گئے۔ ان چاروں افراد نے کھلی آنکھ سے ہیلی کاپٹر کو کریش ہوتے دیکھا، اور ایک لمحے کے لئے انہیں اتنے قیمتی ہیلی کاپٹر کی تباہی پر افسوس بھی ہوا۔ لیکن پھر انہوں نے سر جھٹک دیئے کہ عظیم مقاصد کی تکمیل کے لئے ایسی قربانیاں ناگزیر ہوجاتی ہیں۔ ان کے پانچویں ساتھی نے ریموٹ کنٹرولر جیب میں رکھتے ہوئے گہرا سانس لیا۔ پھر ہیلی کاپٹر کی مخالف سمت میں قدم بڑھا دیئے۔ ان چاروں نے بھی اس کی پیروی کی اور اس کے پیچھے چلنے لگے۔

یہاں ستاروں کی مدھم روشنی کے سوا کوئی روشنی نہ تھی۔ اس روشنی میں وہ چھوٹے بڑے ٹیلوں کے درمیان سفر کرتے ہوئے بھٹکتی روحیں معلوم ہورہے تھے۔ کیونکہ وہ سرتاپا سیاہ لباس میں ملبوس تھے ان کے چہروں پر بھی سیاہ نقاب تھے جبکہ پاؤں میں ربڑ سول جوتے بھی سیاہ رنگ کے تھے۔ اسطرح ان میں سے دو کی کمر پر لدے ہوئے سفری بیگ بھی سیاہ تھے۔ وہ پانچوں اسی ہیلی کاپٹر سے زمین پر اترے تھے جو ان کی آنکھوں کے سامنے تباہ کردیا گیا تھا۔ ابھی

انہیں پیدل سفر کرتے تین چار منٹ ہی گزرے تھے کہ فضا میں مخصوص گونج پھیلنے لگی۔ وہ سب ٹھٹھکے اور تیزی سے قریب میں واقع بلند ٹیلے کی آڑ میں پہنچ گئے۔ اسی لمحے دو بمبار طیارے ان کے اوپر سے گزر گئے۔ ان کے لیڈر نما پانچویں سیاہ پوش نے جیب سے چھوٹی سی سیاہ رنگ کی ڈبیا نکالی اور اس کے پیندے میں نصب بٹن پر زور دے کر ڈبیہ منہ کے قریب کی اور آہستہ آہستہ بولنے لگا۔

اس کے ساتھی خاموشی سے سن رہے تھے۔ لیکن ان کی نگاہیں آسمان کی نگرانی کر رہی تھیں۔ بمبار طیارے اسی سمت گئے تھے جس طرف فضا میں ہیلی کاپٹر تباہ ہوا تھا اور اب بائیں جانب آسمان پر چند جگنو چمک رہے تھے۔ آہستہ آہستہ وہ بڑے ہوتے گئے اور پھر اس سمت سے ہلکا سا شور بھی سنائی دینے لگا۔ وہ جگنو دراصل ہیلی کاپٹروں کی روشنیاں تھیں جو جائے حادثہ کی طرف پرواز کر رہے تھے۔ لیڈر نما سیاہ پوش اپنے ہاتھ میں موجود ڈبیا نما ٹرانسمیٹر پر کسی سے کہہ رہا تھا۔

''اوکے...... ہم نصف گھنٹہ بعد گاڑی کے پاس پہنچ جائیں گے۔ تم ذرا گردوپیش سے باخبر رہنا۔''

''آپ بے فکر رہیں سر۔'' ٹرانسمیٹر سے آواز ابھری۔ ''میں ہوشیار رہوں گا۔''

''ٹھیک ہے۔ اس وقت تک کے لئے شب بخیر۔'' اس نے آخر میں کہا۔ ''اوور اینڈ آل۔''

اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس جیب میں رکھتے ہوئے ہیلی کاپٹروں

کی طرف دیکھا۔ جواب مزید واضح ہو چکے تھے۔

"تم نے ہیلی کاپٹر تباہ کر کے اچھا نہیں کیا۔" دفعتاً بقیہ چاروں میں سے ایک سیاہ پوش نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"بس غلطی ہوگئی۔" لیڈر نے جواباً کہا۔ "مجھے چاہئے تھا تمہیں اس کے اندر ہی رہنے دیتا۔"

"بکومت...... میرا مطلب یہ تھا کہ اگر تم اسے خود تباہ کرنے کے بجائے یونہی جانے دیتے تو وہ......"

"تنویر صاحب اپنی حکمت عملی اپنے پاس رکھیں۔ میں چیف کی ہدایات کا پابند ہوں۔" لیڈر نے خشک لہجے میں کہا۔

پھر دوسرے ساتھیوں سے بولا۔ "گاؤں پہنچنے تک ہمیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔ یہ سرحدی علاقہ ہے اور یہاں ہمارے لئے قدم قدم پر خطرات موجود ہیں۔ اپنے ہتھیار ہاتھ میں لے لو۔ لیکن صرف شدید خطرے میں استعمال کرنا۔"

"عمران صاحب...... آپ نے کسی سے بات کی تھی ٹرانسمیٹر پر؟" ایک اور ساتھی نے سوال کیا۔

"ایکسٹو کا مقامی ماتحت کاشر تھا۔" لیڈر بولا جو احمق اعظم علی عمران ہی تھا۔ "آؤ...... چلیں۔"

"صفدر کو تو بڑے پیار سے جواب دیا ہے اور مجھ سے کٹکھنے انداز میں بات کرتے ہو۔" تنویر نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"غلط فہمی ہے تمہاری۔" عمران نے آگے بڑھتے ہوئے احمقانہ لہجے میں کہا۔ "مجھے تو تم سے بھی پیار ہے رقیب روسیاہ۔"

''بکواس مت کرو...... آئندہ مجھے رقیب مت کہنا ورنہ اچھا نہ ہوگا۔'' تنویر نے دھمکی دی۔''

''اچھا...... آئندہ رقیب کی بجائے قریب کہا کروں۔ مگر اب خاموش ہو جاؤ۔'' عمران کا لہجہ سخت ہو گیا۔

ان چاروں میں سے دوبارہ کوئی نہ بولا۔ جلد ہی وہ اس ناہموار اور ٹیلوں والے علاقے سے نکل آئے۔ اب ان کے سامنے گھنے درختوں کا ایک طویل سلسلہ دائیں سے بائیں پھیلا ہوا تھا۔ لیکن جونہی وہ درختوں کے سامنے پہنچے، اچانک وہ روشنی میں نہا گئے۔ اس کے ساتھ ہی ایک تحکمانہ آواز سنائی دی۔

''خبردار...... ہاتھ بلند کرلو...... تم ہمارے گھیرے میں ہماری گنوں کے زد میں ہو۔''

اچانک روشنی پڑنے سے ایک دو لمحوں کے لئے ان کی آنکھیں چندھیا سی گئیں۔ روشنی سامنے والے درختوں کے عقب سے ان کے چہروں پر پڑ رہی تھی۔ وہ طاقتور ٹارچوں کی روشنی تھی اور ٹارچ بردار درختوں کے تنوں کی آڑ میں تھے۔ ان درختوں کے درمیان چھ سات قدم کا فاصلہ تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھانے میں پہل کی۔ پھر تنویر، خاور، صفدر اور جولیا نے بھی ہاتھ بلند کر دیئے۔ ان کے ہتھیار ان کی جیبوں میں تھے جنہیں وہ ایک لمحہ کے نوٹس پر نکال سکتے تھے۔ لیکن عمران نے ٹارچ برداروں کے حکم کی تعمیل کرنا ہی مناسب سمجھا تھا کیونکہ وہ ریوالور سے ان کی اسٹین گنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔

ہینڈز اپ ہوتے ہی دونوں ٹارچ بردار درختوں کی آڑ سے نکل آئے۔ ان کے جسموں پر فوجی یونیفارم اور ہاتھوں میں گنیں تھیں۔ پھر ان میں سے ایک

وہیں درخت کے پاس رک گیا اور دوسرا گن بردار دو قدم آگے بڑھ آیا۔

''تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟'' اس گن بردار نے آگے کھڑے عمران سے تحکمانہ لہجے میں سوال کیا۔

''ہم شریف لوگ ہیں اور شرافت نگر سے آئے ہیں۔'' عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

''شریف لوگ ہو تو پھر یہ ڈاکوؤں والا حلیہ کیوں بنا رکھا ہے؟'' اس فوجی نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

''اس لئے کہ چچا غالب نے یہی فرمایا تھا کہ بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب، تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں۔'' عمران گنگنایا۔

''شٹ اپ!'' وہ فوجی غرایا۔ ''اپنے نقاب اتار کر شکلیں دکھاؤ۔''

جناب ہم اتنے خوبصورت نہیں ہیں جتنے باہر سے کالے ہیں اتنے ہی اندر سے ہیں بھگوان کی کرپا سے۔

چندر لال...... ان کی تلاشی لو......'' درختوں کے پاس کھڑا فوجی بولا۔

''یقیناً ان کے پاس اسلحہ ہوگا۔''

''جھوٹ...... سراسر الزام......'' عمران گھبرا کر بولا۔ ''ہم تو مسافر ہیں جناب۔''

''تم خاموش رہو...... ورنہ چھلنی کر ڈالوں گا۔'' فوجی غرایا۔

''اچھا بھائی چقندر لال......'' عمران نے ٹھنڈا سانس لیا۔ ''آؤ پہلے میری تلاشی لو۔''

''بکومت...... میرا نام چقندر نہیں چندر لال ہے۔'' وہ فوجی آگے بڑھتا ہوا بولا۔

''پھر اس نے اشین گن کندھے سے لٹکائی اور عمران کے لباس کی تلاشی لینے لگا۔ مگر عمران نے ایک دم ہاتھ گراتے ہوئے اسے گردن سے دبوچا اور گھما کر اس کی پیٹھ اپنے سینے سے لگا لی۔ چندر لال اس کی گرفت میں مچلنے لگا۔ لیکن عمران نے اپنا بازو سختی سے اس کی گردن کے گرد لپیٹا ہوا تھا۔

''چھوڑو اسے......'' دوسرا فوجی اسے گھورتا ہوا غرایا۔''ورنہ میں فائر کردوں گا۔''

''اور میں ایک ہی جھٹکے میں اس کی گردن توڑ ڈالوں گا۔'' عمران بولا۔ ''اس لئے تم گن پھینک دو۔''

ساتھ ہی اس نے چندر لال کی گردن پر دباؤ بڑھا دیا اور اس کے حلق سے خرخراہٹیں نکلنے لگی۔ اس کی حالت دیکھ کر گن بردار نے گن زمین پر ڈال دی۔ لیکن گن کی نال پر نصب ٹارچ بدستور روشن رہی۔ صفدر نے تیزی سے گن اٹھائی اور اس فوجی پر تان لی۔ تب عمران نے اپنی گرفت میں دبے ہوئے فوجی کے ہاتھ سے گن چھینتے ہوئے اس کی گردن آزاد کردی اور جلدی سے گن اس کی کمر سے لگاتا ہوا غرایا۔ ''تم دونوں ہاتھ بلند کرلو۔''

وہ دونوں خوفزدہ تھے۔ ہاتھ بلند کر کے وہ عمران کو گھورنے لگے۔ پھر ایک نے جرأت کر کے کہا۔ ''تم لوگ بچ کر نہ جاسکو گے۔ ہمارے ساتھی چاروں طرف گشت کرتے پھر رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ خود کو ہمارے حوالے کردو......ورنہ کسی لمحے بھی......''

''تقریر کو مختصر کرو یار......وقت کم ہے۔'' عمران نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا اور ساتھ ہی اس فوجی کی کنپٹی پر گھونسا رسید کردیا۔

سرحدی گاؤں تک پہنچنے میں انہیں مزید کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عمران کے پاس اس پورے علاقے کا تفصیلی نقشہ موجود تھا۔ چنانچہ وہ فوجی چیک پوسٹوں سے بچتے ہوئے اس سڑک پر پہنچ گئے جو گاؤں سے شہر کی سمت جاتی تھی۔ وہاں کیپٹن شاکران کا منتظر تھا۔ سڑک کی دوسری جانب درختوں کی آڑ میں اس کی اسٹین ویگن کھڑی تھی۔ وہ اس میں سوار ہو گئے جبکہ سیاہ لباس اتار کر انہوں نے ایک گہری کھائی کی نذر کر دیئے۔ اب ان کے جسموں پر عام سے لباس تھے۔ عمران کی ہدایات کے مطابق ان کی ضروریات کی چیزیں ویگن میں موجود تھی۔ جولیا نے پہلے لباس کے اوپر ہی عروسی جوڑا پہن لیا۔ عمران نے بھی شیروانی پہنی اور سر پر سہرا باندھ لیا۔ صفدر، خاور اور تنویر کے گلے میں بھی پھولوں کے ہار تھے۔ یہ سب چیزیں ایکسٹو کا مقامی ماتحت کیپٹن شاکران کے لئے لایا تھا۔ ایک چھوٹی ڈھولک بھی ویگن میں موجود تھی جو عمران کے اشارے پر صفدر نے اپنی گود میں رکھ لی تھی۔ کیپٹن شاکر نے درختوں کے عقب سے گاڑی نکالی اور شہر کی طرف دوڑانے لگا۔

تنویر کا منہ بنا ہوا تھا۔ وہ بار بار عمران کو گھور رہا تھا۔ عمران ناک پر رومال رکھے شرمانے کی ایکٹنگ کر رہا تھا۔ اس کے انداز پر خاور اور صفدر مسکرا رہے تھے

اور تنویر کا دل جل رہا تھا۔

"عمران صاحب...... دولہا کے روپ میں آپ بہت بچ رہے ہیں۔"

خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔اس نے داڑھی لگا رکھی تھی۔

"کیا دلہن کی تعریف نہیں کرو گے یار...... آج وہ بابل کا گھر چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے پیا گھر جا رہی ہے۔" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

جولیا نے فوراً اسے گھورا۔" بکواس بند کرو...... ورنہ ابھی سینڈل اتارلوں گی۔"

"لاحول ولا......!" عمران نے گھبرا کر کہا۔ پھر خاور سے بولا۔"مولوی صاحب! یہ دلہن تو ابھی سے خدمت کرنے کی دھمکی دے رہی ہے۔"

"شکر کریں نکاح نہیں ہوا...... ورنہ تنویر بھی آپ کی اچھی خاطر تواضع کر دیتا۔" خاور نے ہنس کر کہا۔صفدر بھی مسکرا رہا تھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مہم میں یہ ڈھکوسلا بازی کیوں ضروری سمجھی گئی ہے؟" تنویر نے منہ بنایا۔

"تمہیں شہ بالا بنانے کے لئے۔" عمران بولا۔"چیف نے سوچا ہو گا کہ بے چارہ دولہا تو بن نہیں سکتا، چلو اسے شہ بالا ہی بنا دیا جائے۔"

"مجھے شہ بالا بننے سے کوئی دلچسپی نہیں۔تم خود ہی بنتے رہو۔" وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"اچھا...... چلو تم دلہن کے باپ بن جاؤ اور اسے آنسوؤں کے ساتھ وداع کرو...... کیوں جولی...... کیا خیال ہے؟" اس نے دوسرا جملہ جولیا سے کہا۔

عمران......تم باز نہ آئے تو میں یہ بے ہودہ لباس اتار دوں گی۔" جولیا نے

دھمکی دی۔

''ارے..... ارے..... ایسا مت کرنا..... مشرقی دلہن کبھی نامحرموں کے سامنے لباس نہیں اتارا کرتی۔'' عمران بوکھلا کر بولا۔

خاور اور صفدر مسکرا دیئے۔ جولیا کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

''عمران صاحب..... چیک پوسٹ آ رہی ہے۔ سنبھل جایئے۔'' ڈرائیونگ سیٹ سے کیپٹن شاکر نے انہیں خبردار کیا۔

انہوں نے سامنے دیکھا۔ تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر چیک پوسٹ کی سرخ بتی جل رہی تھی۔ عمران نے صفدر کی طرف دیکھا۔ پھر خاور سے بولا۔

''تم نے اپنا کردار سمجھ لیا ہے نا۔ کہیں گڑبڑ نہیں کرا دینا۔ میں اب دلہن کو نہیں چھوڑ سکتا۔ نکاح کا فارم شاید دکھانا پڑ جائے۔''

''آپ بے فکر رہیں۔'' خاور اس کا مطلب سمجھ کر مسکرایا۔ لیکن تنویر کا منہ بنا ہوا تھا۔ ''چیک پوسٹ والے کیا سوچیں گے کہ یہ کیوں خفا نظر آ رہا ہے۔''

''سوچنا کیا ہے انہوں نے..... وہ یہی سمجھیں گے کہ دل جلا عاشق یا دلہن کا سابقہ منگیتر ہے۔'' عمران نے اطمینان سے کہا۔

تنویر دانت پیس کر رہ گیا۔ لیکن خاموش رہا کیونکہ گاڑی چیک پوسٹ کے اتنا قریب پہنچ چکی تھی کہ اس کے باہر کھڑی فوجی جیپ اور سڑک کے کنارے کھڑے دو محافظ نظر آ رہے تھے۔ سڑک پر رکاوٹ کے لئے بانس استعمال کیا گیا تھا۔

''صفدر شروع ہو جاؤ.....'' عمران نے صفدر سے کہا۔ ''وہی گانا گاؤ، لاکھ

کروا نکار، سسر جی رنگ لائے گا پیار، دلہن میں لے کر جاؤں گا۔“

صفدر نے ڈھولک بجانے کا آغاز کرتے ہوئے گانا شروع کر دیا۔ ”میرا یار بنا ہے دولہا......اور پھول کھلے ہیں دل کے......“

”ارے تمہاری بھی شادی ہو جائے ہم دعا کریں سب مل کے۔“ عمران بھی گانے لگا۔

اتنے میں گاڑی کی رفتار کم ہوگئی اور شاکر نے رکاوٹ سے چند قدم پیچھے بریک لگا کر گاڑی روک دی۔ صفدر گاتا اور بجاتا رہا۔

”بند کرو......“ ایک گارڈ نے قریب آ کر اندر جھانکتے ہوئے کہا اور صفدر خاموش ہو گیا۔

”کیوں سنتری صاحب......کیا آپکو ہماری خوشی پسند نہیں آئی؟“ عمران نے معصومیت سے پوچھا۔

”تم لوگ اس وقت کہاں سے آرہے ہو؟“ گارڈ نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”شادی کرنے گئے تھے رام نگر میں......وہاں سے دلہن لے کر واپس گھر جا رہے ہیں سہاگ رات منانے کے لئے۔“

”ہوں......!“ گارڈ بے اختیار مسکرا دیا۔ ”شناختی کاغذات دکھاؤ۔“

”سنتری صاحب......ہم شادی کرنے گئے تھے، نوکری کی درخواست دینے نہیں کہ شناختی کاغذات ساتھ رکھتے۔“ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

”ہمارے پاس تو صرف نکاح نامہ ہے۔“ پھر اس نے خاور سے کہا۔ ”مولوی صاحب دکھائیے انہیں نکاح نامہ۔“

اتنے میں دوسرا سنتری بھی قریب آ گیا۔ جولیا کا چہرہ گھونگھٹ میں پوشیدہ تھا۔ پہلے سنتری نے دوسرے کو ان کے بارے میں بتایا۔

''عجیب بات ہے کہ بارات میں دلہن کے سوا اور کوئی عورت نہیں ہے۔'' دوسرے نے حیرت کا اظہار کیا۔

''دوسری خواتین رات کے سفر سے گھبراتی تھیں اس لئے گاؤں میں رک گئیں۔ وہ صبح آئیں گی۔'' صفدر نے بتایا۔

''تو تم لوگ بھی صبح آ جاتے...... جلدی کیوں کی؟'' سنتری نے منہ بنایا۔

''صبح آ جاتے تو سہاگ رات ضائع ہو جاتی سنتری صاحب۔'' عمران نے ہانک لگائی۔ ''آپ مہربانی کر کے ہمیں جانے دیجئے۔ اگر آج کی رات ادھر ہی گزر گئی تو پھول بن کھلے مرجھا جائیں گے۔''

''خاموش رہو...... ہم اپنے انچارج کی اجازت کے بغیر تمہیں نہیں جانے دیں گے۔'' سنتری نے سخت لہجے میں کہا۔ ''دلہن بیٹھی رہے...... تم سب ہمارے ساتھ انچارج کے پاس چلو۔ جلدی کرو۔''

عمران چاہتا تو ان سے یہیں نمٹ سکتا تھا۔ مگر اس طرح گڑ بڑ ہو جاتی اور اگلی چیک پوسٹ والے انہیں گرفتار کر لیتے چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ گاڑی سے اتر گئے۔

''تم بھی چلو......'' دوسرے سنتری نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مم...... مگر...... دلہن اکیلی ہے۔'' عمران نے بوکھلا کر کہا۔

''تو کیا ہوا...... یہاں کوئی جنگل تو نہیں کہ درندوں کا خطرہ ہو۔'' گارڈ نے ناگواری سے کہا۔

عمران نے ٹھنڈا سانس لیا اور بڑبڑاتا ہوا گاڑی سے اتر آیا۔ وہ دونوں گارڈ ان سب کو گنوں کی زد میں لئے چیک پوسٹ کی عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ اندر آئے تو سامنے میز کے پاس ایک فوجی کیپٹن کی وردی میں بیٹھا شراب کے گھونٹ لے رہا تھا۔

''اوہ...... یہ لوگ کون ہیں اور تم انہیں یہاں کیوں لائے ہو؟'' اس نے پوچھا۔

ایک سنتری نے اسے ان کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔ ''سر...... ان کے پاس نکاح نامہ کے علاوہ کوئی شناختی کاغذ نہیں ہے۔''

''دلہن اور نکاح نامہ کہاں ہے؟'' انچارج نے اس سے پوچھا۔

''دلہن گاڑی میں بیٹھی ہے۔ نکاح نامہ مولوی صاحب کے پاس ہے۔''

عمران نے خاور کی طرف اشارہ کیا۔

خاور نے نکاح کا فارم جیب سے نکال کر انچارج کے آگے پھیلا دیا۔

انچارج نے کوائف پڑھے۔ پھر بولا۔

''یہ انگوٹھے کا نشان دلہن کا تو نہیں لگتا، کسی مرد کا انگوٹھا لگایا گیا ہے یہاں۔ دلہن کو یہاں لاؤ۔''

''افسر صاحب...... دلہن یہاں نہیں آسکتی۔ عمران نے بوکھلا کر کہا۔

''کیوں...... کیا معذور ہے وہ۔'' انچارج نے طنزیہ کہا۔

''معذور ہی سمجھیں، کیونکہ اس کے پاؤں میں مہندی لگی ہے۔ آنے جانے کے قابل نہیں ہے۔''

''اچھا...... میں خود چلا جاتا ہوں۔ میرے آنے تک انہیں ادھر ہی روکے

رکھنا۔شاید پانچ دس منٹ لگ جائیں۔''

''پانچ دس منٹ......'' عمران نے بوکھلا کر کہا۔''آپ دلہن کو دیکھنے جارہے ہیں یا پ نے۔''

''شٹ اپ .....تمیز سے بات کرو۔'' انچارج نے اٹھتے ہوئے اسے ڈانٹا۔کرشن.....تم میرے ساتھ آؤ۔''

پھرایک سنتری سے بولا۔''تم ان کا دھیان رکھو......ان میں سے کوئی فرار نہ ہونے پائے۔مجھے یہ سب کچھ فراڈ لگتا ہے۔''

کرشن نامی سنتری اسی کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ٹھیک اسی لمحے عمران نے دوسرے سنتری پر چھلانگ لگائی اوراس کے ہاتھوں سے گن چھین کر پیچھے ہٹ گیا۔سنتری لڑکھڑا گیا۔عمران نے گن کا رخ انچارج کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

''آفیسر رک جاؤ......ورنہ چھلنی کرڈالوں گا اورتم میری دلہن کوکبھی بھی نہ دیکھ سکو گے۔''

آفیسر انچارج نے پلٹ کر دیکھا اوراس کے قدم رکتے چلے گئے۔دوسرے نے اپنے کندھے سے گن اتارنے کی کوشش کی۔

''خبردار......ہاتھ بلند کرلو......ورنہ مارے جاؤ گے۔''عمران غرایا۔صفدر نے بڑھ کردوسرے سنتری کے کندھے سے گن اتارلی۔

ان دونوں نے فوراً ہی ہاتھ اٹھادیئے۔انچارج غصے سے بولا۔''تم لوگ یہاں سے بچ کر نہ جاسکو گے۔''

''میں صرف اپنی عزت بچانا چاہتا ہوں آفیسر۔'' عمران نے ایکدم

احمقانہ لہجہ اختیار کیا۔ ''اور دلہن میری عزت ہے۔''

''لیکن میں اسے کھا تو نہیں رہا۔ صرف اس سے پوچھنا ہے کہ انگوٹھا اسی نے لگایا ہے یا تم لوگ اسے اغواء کر کے لے جا رہے ہو۔'' اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ ''چھوڑ گن پھینک دو اور تم بھی میرے ساتھ چلو دلہن کے پاس۔''

''نہیں آفیسر...... دو ملاؤں میں مرغی حرام ہوتی ہے۔ تم خود سوچو کہ صرف ایک دلہن اور ہم دو مسٹنڈے۔ وہ تو تمہیں دیکھتے ہی بھاگ جائے گی۔ ارے ہاں...... تمہارا نام مجھے یاد نہیں رہا...... بھلا کیا بتایا تھا؟''

دونوں سنتری حیرت و خوف سے عمران کو گھور رہے تھے جبکہ عمران کے ساتھی زیر لب مسکرا رہے تھے۔

''مجھے کیپٹن بھارتی کہتے ہیں۔'' آفیسر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ ''تو تم گن نہیں پھینکو گے؟''

''پہلے تم وعدہ کرو کہ دلہن کو نہیں دیکھو گے۔'' عمران نے صفدر کو مخصوص اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

صفدر آگے بڑھا اور اس نے کیپٹن بھارتی کے عقب میں پہنچ کر ایکدم اس کے سر پر گن کا دستہ رسید کر دیا۔ وہ کراہتا ہوا فرش پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ دونوں سنتری خوفزدہ ہو گئے۔ عمران نے ان سے سخت لہجے میں کہا۔

''اگر تم دونوں نے میرے چند سوالوں کے جوابات درست دیئے تو مرنے سے بچ جاؤ گے ورنہ......''

''ن...... نہیں...... ہم درست جواب دیں گے۔'' کرشن نامی سنتری بوکھلا کر تیزی سے بولا۔

تب عمران ان سے چیک پوسٹ کے عملہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگا۔ پتا چلا کہ ان کے دو ساتھی موٹر سائیکل پر وہاں سے پچھلی چیک پوسٹ پر جیپ کے لئے تیل لینے گئے ہوئے تھے اور اب آنے ہی والے تھے۔ کرشن کے ساتھی سنتری کا نام گوپال تھا۔ ہر چیک پوسٹ پر چار سپاہی اور ایک انچارج تھا۔ چند ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد عمران کے اشارے پر صفدر نے ان دونوں کو بھی بے ہوش کر ڈالا۔

''مولوی صاحب...... دلہن اکیلی ہے۔ اس کے پاس جاؤ۔ ہم بھی آرہے ہیں۔'' اس نے خاور سے کہا۔

خاور باہر آیا اور جولیا کے پاس پہنچ گیا جو پریشان بیٹھی تھی۔ اس نے جولیا کو اندر پیش آنے والا واقعہ سنایا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ چند منٹ ہی گزرے تھے کہ شہر کی جانب سے کسی موٹر سائیکل کی آواز ابھرنے لگی اور خاور بے چین ہو گیا۔ اسی لمحے چیک پوسٹ کی عمارت سے انچارج اور دونوں سنتری باہر آتے دکھائی دیئے۔

''اوہ......! جولیا چونکی۔'' تم تو کہہ رہے تھے کہ......!''

''یہ اپنے ساتھی ہیں۔'' خاور اس کی بات قطع کرتے ہوئے بولا۔

فوجی قریب آئے تو جولیا نے انہیں پہچان لیا۔ وہ عمران، صفدر اور تنویر تھے۔ شہر کی طرف سے آنے والی موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹس دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران کے جسم پر اب کیپٹن گوپال کی وردی تھی۔ عمران کے اشارے پر خاور پلٹا اور جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سیکرٹ سروس آف رابیشیا کا خطرناک ایجنٹ میجر شنکر بڑے اضطراب کے عالم میں اپنے آفس روم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کی کشادہ پیشانی پر سلوٹوں کا جال اس کے پر تفکر ذہن کی عکاسی کر رہا تھا۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور وہ ایکدم رک کر فون کو گھورنے لگا۔ دوسری گھنٹی بجنے پر وہ تیزی سے میز کے پاس آیا اور فون کا ریسیور اٹھا کر غرایا۔ ''لیس......''

''کیپٹن راجیش بول رہا ہوں سر۔'' دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہاں...... کہاں تک پہنچے ہو......؟'' شنکر نے تیزی سے پوچھا۔

''ہم جائے حادثہ پر پہنچ چکے ہیں سر۔'' یہاں بارڈر سیکورٹی فورس کے آدمی بھی موجود ہیں۔ ملبہ پاکیشیا کے ہیلی کاپٹر کا ثابت ہوا ہے۔''

''ہیلی کاپٹروں کے سواروں مین سے کوئی زندہ گرفتار ہوا ہے یا نہیں؟'' شنکر نے چونکتے ہوئے سوال کیا۔

''نو سر...... یہاں زندہ مردہ کچھ نہیں ملا۔ نہ ہی کسی انسانی جسم کے لوتھڑے ملے ہیں۔''

''اوہ...... کیا مطلب......؟'' شنکر حیرت سے اچھل پڑا۔

''وہ ہیلی کاپٹر پائلٹ کے بغیر ہمارے علاقے میں آیا تھا۔ غالباً ریموٹ

کنٹرولڈ تھا اور کسی فنی خرابی کے تحت فضا میں ہی پھٹ گیا۔"

"ہوسکتا ہے......" شنکر متفکر لہجے میں بولا۔ "لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ فنی گڑبڑ کے سبب تباہ ہوا ہو۔ یقیناً اسے ریموٹ کے ذریعے دانستہ تباہ کیا گیا ہو گا تا کہ اس کی آمد کا مقصد راز میں رہے۔"

"ہوسکتا ہے سر۔" راجیش کی آواز آئی۔ "بہرحال سیکورٹی فورس نے علاقے میں پائلٹ کی تلاش شروع کر دی ہے۔ اس امکان کے تحت کہ شاید پائلٹ بحفاظت زمین پر اتر گیا ہو اور ہیلی کاپٹر میں موجود ٹائم بم کے پھٹنے سے کاپٹر تباہ ہوا ہو۔

"تم وہیں رہو اور ان کی تلاش کے نتائج سے مجھے مطلع کرتے رہو۔ مگر اب ٹرانسمیٹر پر کال کرنا۔ کیونکہ میں بھی ادھر روانہ ہو رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے ریسیور کریڈل پر رکھا۔ مگر فوراً ہی اٹھا کر اپنے چیف کے نمبر ملانے لگا۔

"ہیلو...... کرنل اروڑا بول رہا ہوں۔" سلسلہ ملنے پر سیکرٹ سروس کے چیف کی آواز سنائی دی۔

"شنکر بول رہا ہوں چیف...... ابھی ابھی کیپٹن راجیش کی رپورٹ ملی ہے۔" اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

پھر رپورٹ بیان کرنے لگا۔ اس کے خاموش ہونے پر کرنل اروڑا نے کہا۔ "کوئی بہت اہم معاملہ ہے ورنہ پاکیشیا کو اپنا ہیلی کاپٹر ہمارے علاقے میں تباہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے سر...... اسی لئے میں نے خود وہاں جانے کا فیصلہ کیا ہے لیکن اپنی کار میں وہاں جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے، جیسے ہی کوئی خاص بات معلوم ہو مجھے مطلع کر دینا۔" کرنل نے ہدایت کی۔

اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ میجر شنکر نے بھی ریسیور کریڈل پر ڈالا اور میز کی دراز کھول کر اس میں سے ٹرانسمیٹر اور ریوالور نکال کر کوٹ کی جیبوں میں ڈالتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر نکلا تو سامنے سے آتے ہوئے اس کے ماتحت سارجنٹ سریندر نے اسے سلام کیا۔ شنکر نے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار سیاہ چکنی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

"ہیلو راجیو...... شنکر کالنگ...... اوور......" وہ جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر اپنے ایک ماتحت سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

"یس سر...... کیپٹن راجیو ریسیونگ...... اوور......" چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز خارج ہوئی۔

"میں بارڈر تک جا رہا ہوں۔ میری واپسی تک شہر کے تمام بڑے ہوٹلوں کی نگرانی شروع کرا دو...... اوور"

"رائٹ سر...... اور کوئی حکم...... اوور" دوسری طرف سے راجیو نے مئودبانہ لہجے میں کہا۔

خاص طور پر غیر ملکی پاسپورٹ رکھنے والے مسافروں کو چیک کیا جائے۔" وہ اسے مزید ہدایات دینے لگا۔

"رائٹ سر...... میں ابھی ماتحتوں کو ہدایات جاری کرتا ہوں۔ آپ کے ساتھ کوئی ممبر ہے یا آپ تنہا جا رہے ہیں...... اوور۔"

"نہیں...... سارجنٹ سریندر میرے ساتھ ہے...... اوور اینڈ آل۔" اس نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

موٹر سائیکل قریب آتی جا رہی تھی۔ صفدر اور تنویر اسی جانب پشت کئے کھڑے تھے۔ ان کے قریب ہی عمران سر جھکائے ٹہل رہا تھا۔ موٹر سائیکل پر دو سپاہی سوار تھے۔ پیچھے بیٹھے شخص کے ہاتھ میں پٹرول کا گیلن تھا۔ موٹر سائیکل عمران کے قریب آ رکی۔ ان دونوں میں سے ایک نے موٹر سائیکل سے اترتے ہوئے عمران کو مخاطب کیا۔ ''سرچارلیئر ملا ہے۔''

عمران جھٹکے سے اس کی طرف مڑا اور اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر سپاہی بے ساختہ اچھل پڑا۔ پھر جونہی اس کی نگاہ عمران کے چہرے پر پڑی، حیرت وخوف سے اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ اس سے پہلے کہ موٹر سائیکل پر بیٹھا سپاہی صورت حال سے خبردار ہوتا، صفدر اور تنویر نے اس کی طرف مڑتے ہوئے کندھوں سے اسٹین گنیں اتار کر اس پر تان لیں۔ عمران نے سپاہی کے سینے پر ریوالور کی نال رکھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے گیلن لے لیا۔

''یہ تیل کیوں لائے ہو...... کہاں جانا تھا تم لوگوں نے؟'' اس نے سوال کیا اور گیلن تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

''تت...... تم ...... تم کون ہو؟'' سپاہی نے خوف سے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

''دوسری دنیا میں......'' عمران غرایا۔ ''اگر تم نے میرے سوال کا جواب نہ دیا تو تمہیں بھی اس کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔''

''وہ......وہ کیپٹن صاحب نے منگوایا تھا صبح واپس جانے کے لئے۔'' وہ خوفزدہ لہجے میں بولا۔

صفدر دوسرے سپاہی کو ہینڈز اپ کرا کے اس کے ہولسٹر سے ریوالور نکال چکا تھا۔ عمران نے کن انکھیوں سے اس سپاہی کی طرف دیکھا۔ وہ خوفزدہ ہونے کے بجائے غصے میں نظر آ رہا تھا۔ گویا بہادر اور جوشیلا آدمی تھا۔ چنانچہ اس نے صفدر کو ہاتھ سے مخصوص اشارہ کیا اور صفدر نے ریوالور کے دستے سے اس سپاہی کی کھوپڑی بجادی۔ وہ کراہتا ہوا موٹر سائیکل سے نیچے آ گرا اور صفدر نے جلدی سے موٹر سائیکل کو سنبھال کر گرنے سے بچا لیا۔ دوسرے سپاہی کا خوف سے چہرہ سیاہ پڑ گیا۔

''دوسری چیک پوسٹ سے تم نے جو خاص خبر یا اطلاع سنی ہے وہ بتا دو۔''

''کک......کیسی خبر؟'' سپاہی بوکھلایا ہوا تھا۔ میں نے تو کوئی......؟''

''شٹ اپ......وہاں کے انچارج نے ابھی ابھی فون پر ایک اطلاع دی ہے مجھے جو کسی ہیلی کاپٹر کے متعلق ہے۔ میں تصدیق کرنا چاہتا ہوں کہ حقیقت کیا ہے......جلدی بکو......ورنہ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔'' عمران نے اسے گھورتے ہوئے جھوٹ بولا۔

''نہیں......میں نے یہ خبر نہیں سنی۔ البتہ میرے سامنے انچارج نے ماتحتوں کو ہدایت کی تھی کہ سیکرٹ سروس کے دو آفیسر آ رہے ہیں جو بارڈر ایریا میں جائیں گے۔ اس لئے وہ ہوشیاری سے ڈیوٹی انجام دیں۔''

''اوہ...... آئی سی......!'' عمران نے ہونٹ سکیڑے۔ ''ان کے نام اور آنے کا وقت معلوم ہے؟''

''نہیں...... میں نے اس سے زیادہ نہیں سنا۔ مگر تم لوگ کون ہو اور ہمارے ساتھی......؟''

عمران تیزی سے بولا۔ ''بس...... خاموش رہو...... مجھے ذرا سوچنے دو۔ وہاں کے انچارج کا نام تو معلوم ہے؟''

''ہاں...... کیپٹن شرما......'' سپاہی جلدی سے بولا۔ ''مگر تم کون ہو اور......!''

ٹھیک اسی لمحے صفدر نے عمران کے اشارے پر عقب سے اس کے سر پر ریوالور کا دستہ رسید کر دیا۔ اس کے حلق سے کراہ خارج ہوئی اور وہ لڑکھڑا کر سڑک پر ڈھیر ہو گیا۔ تب عمران نے خاور کو اشارہ کیا اور وہ جیپ کی آڑ سے نکل آیا۔

''ان دونوں کو اٹھا کر اندر لے چلو۔ اور تم یہ تیل جیپ کی ٹنکی میں ڈال دو۔ ہری اپ۔'' عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

پھر ویگن کے پاس آ کر دروازہ کھولا اور جولیا کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔ اسے ساتھ لے کر وہ چیک پوسٹ کی عمارت میں آیا۔ جہاں ایک کونے میں کیپٹن گوپال اور اس کے دونوں ماتحت بے ہوش پڑے تھے۔ تنویر اور صفدر نے دونوں سپاہیوں کو اندر لا کر ان کے قریب ڈال دیا۔

کیپٹن کاشر حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ عمران نے اس سے کہا۔ ''ان دونوں کی یونیفارم تم اور خاور پہن لو۔''

پھر وہ میز کے پاس آیا۔ وہاں شیشے کے نیچے ایک لسٹ رکھی ہوئی تھی۔

جس پر علاقے کی چیک پوسٹوں اور وہاں کے فون نمبر درج تھے۔ وہ لوگ اس وقت چیک پوسٹ نمبر انیس پر موجود تھے۔ اس نے چیک پوسٹ نمبر اٹھارہ کا فون نمبر دیکھا اور ریسیور اٹھا کر نمبر ملانے لگا۔

جولیا ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ عمران کے اشارے پر صفدر اور تنویر باہر نگرانی کے لئے چلے گئے تھے جبکہ کاشر ایک سپاہی کی وردی اتار رہا تھا۔

"ہیلو...... سی پی ایٹ ٹین ......!" سلسلہ قائم ہونے پر آواز آئی۔

"کیپٹن گوپال بول رہا ہوں۔" عمران نے لہجہ بدل کر گوپال کی آواز میں کہا۔ "سنا ہے سیکرٹ سروس کے دو آفیسر ادھر آ رہے ہیں۔ کون ہیں وہ؟"

"میجر شنکر اور سارجنٹ سریندر۔" جواب ملا۔

"اچھا...... کب تک پہنچیں گے یہاں؟" عمران نے سوال کیا۔

"نصف گھنٹہ بعد۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "آپ لوگ اٹینشن رہیں۔"

"بہتر...... جب وہ تمہارے پاس پہنچیں تو ہمیں اطلاع دے دینا۔" عمران نے ہدایت کی۔

پھر فون کا ریسیور رکھتا ہوا بولا۔ "جولی...... تم یہ لباس اتار دو...... اس کی اب ضرورت نہیں رہی۔"

"کیوں......؟" جولیا نے حیرت سے پوچھا۔

"اس لئے کہ اب میں تمہارا دولہا نہیں کیپٹن گوپال ہوں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اتنے میں خاور اندر آیا۔ عمران نے اسے دوسرے سپاہی کی یونیفارم پہننے کی ہدایت کی۔ پھر اپنے لباس سے میک اپ بکس نکالا اور بے ہوش پڑے کیپٹن

گوپال کے پاس بیٹھ کر اپنی شکل تبدیل کرنے لگا۔ جیولیا نے پہلے لباس کے اوپر پہنا ہوا عروسی لباس اتار دیا۔ دس منٹ بعد عمران واپس آیا تو اس کی شکل بدل چکی تھی اور نئی شکل میں وہ کیپٹن گوپال دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ سیکرٹ سروس کے ارکان کے وہاں سے گزر جانے کے بعد وہاں سے روانگی ہوگی۔ چنانچہ وہ باہر آیا اور چیک پوسٹ کے عقب کا جائزہ لیا۔ وہ کافی کشادہ جگہ تھی۔ وہ کاشر کی اسٹیشن ویگن پر آ بیٹھا۔ انجن اسٹارٹ کر کے اس نے گاڑی موڑی اور اسے لا کر عمارت کے عقب میں کھڑا کر دیا۔ اب سڑک سے گزرنے والوں کی اس پر نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔

دوبارہ اندر آ کر اس نے خاور اور کیپٹن کاشر کو باہر ڈیوٹی دینے کے لئے بھیج دیا اور صفدر اور تنویر کو اندر بلوا لیا۔

''اوہ...... آپ نے میک اپ بھی کر لیا۔'' صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ تنویر بھی بیٹھ گیا تھا۔

''ہاں بھیا، دلہن کو بچانے کے لئے کرنا پڑا ہے۔'' اس نے ٹھنڈا سانس لیا۔

''مگر انہوں نے بھی تو عروسی جوڑا اتار دیا ہے۔'' صفدر نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''اب یہ دلہن نہیں لگتیں۔''

''پھر کیا ہوا...... ہے تو دلہن ہی نا۔'' عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ ''دکھاؤں نکاح نامہ۔''

''بس ...... بس ...... مجھے ویسے ہی اعتبار ہے آپ پر۔'' صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''مگر آپ کا پروگرام کیا ہے؟''

''سیکرٹ سروس کے ارکان آ رہے ہیں۔ اگر ہم ابھی چل دیں تو ظاہر ہے

راستے میں ان سے ٹکراؤ ہوگا اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ میجر شنکر ہم سے پوچھ گچھ کر بیٹھے کہ ہم چوکی چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں۔ پھر یہ بھی امکان ہے کہ یہاں سے گزرتے ہوئے وہ رک کر مجھ سے بات کرنے کی کوشش کرے۔ دونوں صورتوں میں وہ ہماری طرف سے مشکوک ہوسکتا ہے۔ اس لئے میں نے یہی سوچا ہے کہ اس کے گزر جانے کے بعد یہاں سے روانہ ہوا جائے۔

''اور اگر وہ یہاں رک کر صورتحال معلوم کرنے اندر آ گیا تو پھر؟'' تنویر نے سوال کیا۔

''پھر اسے ختم کرنا پڑے گا۔ اس طرح ہمارا راز اس کے سینے میں ہی رہ جائے گا۔'' عمران مسکراتے ہوئے بولا۔

تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی۔ عمران نے ریسیور اٹھایا۔ ''ہیلو...... کیپٹن گوپال بول رہا ہوں۔''

''میں شرما بول رہا ہوں گوپال۔'' دوسری طرف سے کیپٹن شرما کی آواز آئی۔ ''میجر شنکر اور اس کا ایک ماتحت یہاں سے چل پڑے ہیں۔''

عمران نے اطلاع دینے کا شکریہ ادا کیا اور ریسیور رکھ دیا۔ پھر تنویر اور صفدر سے بولا۔ ''سیکرٹ سروس کے ممبرز پچھلی چیک پوسٹ سے چل پڑے ہیں۔ تم دونوں باہر جا کر ٹھہرو۔ کوئی خطرہ ہو تو مجھے کاشن دے دینا۔''

صفدر نے سر ہلایا اور تنویر کے ساتھ باہر نکل گیا۔

میجر شنکر کی کار تیزی سے فاصلے سمیٹ رہی تھی۔ عقبی نشست پر بیٹھا سارجنٹ سریندر خاموشی سے اس کی بات سن رہا تھا۔ میجر اسے بارڈر کے پاس تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر کے بارے میں بتا رہا تھا۔ دفعتاً اس کی جیب میں رکھے ٹرانسمیٹر سے سگنل نشر ہونے لگا۔ اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور آن کر دیا۔

''ہیلو میجر شنکر...... کیپٹن راجیش کالنگ...... اوور......'' ٹرانسمیٹر سے اس کے ماتحت کی آواز خارج ہوئی۔

''یس کیپٹن...... شنکر ریسیونگ...... کیا خبر ہے...... اوور......'' اس نے جواباً کہا۔

''سر...... چند منٹ پہلے دو سرحدی محافظوں کی لاشیں ملی ہیں۔ انہیں سر میں گولی ماری گئی ہے۔'' راجیش نے بتایا۔

''اوہ......!'' شنکر بے اختیار اچھل پڑا۔ ''لاشیں کہاں سے ملی ہیں؟''

جہاں ہیلی کاپٹر تباہ ہوا تھا وہاں سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر جنگل کے پاس۔'' راجیش نے بتایا۔

''ہوں...... گویا میرا اندازہ درست ہے کہ ہیلی کاپٹر سے کچھ لوگ وہاں

اترے تھے۔'' شنکر سر ہلاتا ہوا بولا۔''جنگل کے پار کیا ہے؟''

''ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور گاؤں کے پاس ہی شہر کو جانے والی سڑک ہے۔''

''پھر یقیناً محافظوں کے قاتل گاؤں میں پہنچ چکے ہوں گے۔ تم گاؤں میں پہنچو، میں آرہا ہوں۔ اس گاؤں کی ناکہ بندی کرادو۔''

''رائٹ سر...... آپ کتنی دیر میں پہنچیں گے؟'' راجیش نے پوچھا۔

''ایک گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا۔'' شنکر بولا۔''میرے آنے تک گاؤں سے کوئی آدمی باہر نہیں جانا چاہئے۔ اوور اینڈ آل۔''

اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ڈیش بورڈ پر رکھا موبائل فون اٹھا کر نمبر ملانے لگا۔ سارجنٹ سریندر راجیش سے ملنے والی اطلاع پر غور کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اگر سیکورٹی کے قاتل وہی پاکیشیائی ہیں جو ہیلی کاپٹر سے ان کی سرزمین پر اترے تھے تو پھر ان کو تلاش کرنا اتنا آسان نہ ہوگا جتنا میجر شنکر سمجھ رہا تھا۔ جن لوگوں نے اپنی موجودگی کو راز میں رکھنے کے لئے اپنا قیمتی ہیلی کاپٹر قربان کر دیا، ان سے اس حماقت کی توقع رکھنا فضول ہی تھا کہ وہ گاؤں میں رات گزارنے کے لئے رکیں گے۔ پھر یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ جنگل سے نکل کر گاؤں ہی میں گئے ہوں۔ یہ بھی ممکن تھا کہ انہوں نے کسی دوسری طرف کا رخ کیا ہوا اور پیچھے ایسے نشانات چھوڑ گئے ہوں جن سے تلاش میں آنے والوں کو گاؤں میں ان کی موجودگی کا یقین ہو جائے۔

''کیا سوچ رہے ہو سارجنٹ......!'' میجر شنکر نے موبائل آف کرتے ہوئے آئینے میں اس کی طرف دیکھا۔

’’کچھ نہیں سر......‘‘ سریندر اپنے خیالات سے چونکتا ہوا بولا۔ ’’کیا آپ نے چیک پوسٹوں کے انچارج سے بات کی ہے۔‘‘

’’ہاں...... میں چاہتا ہوں کہ راستے کی تمام چیک پوسٹوں کو ہماری آمد کی پہلے سے اطلاع ہوتا کہ کہیں شناخت کے چکر میں روک کر ہمارا وقت ضائع نہ کیا جائے۔‘‘

’’سر...... یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ہیلی کاپٹر والے پاکیشیا کے ایجنٹ ہوں اور وہ گاؤں کی بجائے کسی اور سمت نکل گئے ہوں۔‘‘

’’نہیں...... یہ سڑک بارڈر تک ہی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ یا تو اس سڑک کے ذریعے شہر پہنچنے کی کوشش کریں گے یا پھر سڑک کراس کر کے جنگلات میں جائیں گے۔ لیکن اس طرف سے کسی شہر میں پہنچنا ان کے لئے آسان نہیں ہوگا۔ کیونکہ اول تو جنگلات ہی اتنے گھنے، طویل اور دشوار گزار ہیں کہ انہیں عبور کرنے میں انہیں تین دن لگ جائیں گے، پھر ان سے آگے دریا ہے جسے عبور کرنا بھی بڑا مسئلہ ہے۔‘‘

’’سر...... آپ کے خیال میں ان کی آمد کا مقصد کیا ہوسکتا ہے؟‘‘ سریندر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

’’جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ کون ہیں، ملٹری انٹیلی جنس کے آدمی ہیں یا سیکرٹ سروس کے، ان کے مقاصد کے بارے میں کوئی اندازہ قائم نہیں کیا جاسکتا۔‘‘ شنکر نے ایک سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ ’’لیکن یہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ ان کا مشن ہمارے ملک کے لئے خطرناک نتائج کا حامل ہوگا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ابتداء میں ہی انہیں گرفتار کرلیا جائے۔‘‘

سریندر نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور سامنے دیکھنے لگا۔ کچھ فاصلے پر چیک پوسٹ کی اسٹاپ لائٹ نظر آرہی تھی۔

ٹیکسی ایئرپورٹ کی حدود سے نکل کر شہر جانے والی سڑک پر آئی تو عقبی نشست پر بیٹھے دراز قد مسافر نے ذرا گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔ عقب میں تین چار گاڑیاں آ رہی تھیں۔ وہ پھر سامنے دیکھنے لگا۔ ڈرائیور اگرچہ شکل سے بے وقوف سا لگتا تھا مگر گاڑی تیز چلا رہا تھا۔

"ذرا آہستہ چلاؤ بھئی...... مجھے اتنی جلدی نہیں ہے۔" مسافر نے اسے ہدایت کی۔

"اچھا صاحب......" وہ رفتار کم کرتا ہوا بولا۔ "ویسے آپ پہلے مسافر ہیں جنہیں جلدی نہیں ہے ورنہ جہاز سے آنے والے لوگ یہی کہتے ہیں کہ ذرا تیز چلاؤ۔ ہمارے پاس وقت کم ہے۔"

"نہیں...... میرے پاس وقت ہے۔ کیونکہ ہوٹل پہنچ کر آرام ہی کرنا ہے۔" مسافر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد عقب سے آنے والی گاڑیاں انہیں کراس کرتی ہوئی آگے نکل گئیں۔ مسافر بیک ویو مرر میں مسلسل عقب کا جائزہ لے رہا تھا۔ اب پیچھے دو گاڑیاں رہ گئی تھیں۔ ان کی رفتار ٹیکسی سے کم ہی تھی۔ اس لئے وہ پیچھے ہی تھیں۔ مسافر نے سوچا کہ ٹیکسی کی رفتار دوبارہ کم کرانے پر کہیں ڈرائیور اس کی طرف

ے مشکوک نہ ہو جائے۔ دراصل وہ اپنے تعاقب کا اندازہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا۔ سڑک کی دونوں جانب درختوں کے سلسلے تھے۔

"ڈرائیور...... ذرا رکنا......" اس نے ایک دم ڈرائیور سے کہا۔

"صاحب...... ذرا نہیں میں پوری ہی روک دیتا ہوں۔" ڈرائیور نے ہنستے ہوئے بریک لگادی۔

مسافر نے جیب سے پرس نکالا اور اس میں سے سو روپے کا نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ...... کیا آپ یہیں اتر رہے ہیں صاحب؟" ڈرائیور نے نوٹ لیتے ہوئے حیرت سے منہ پھاڑا۔

"نہیں......" مسافر مسکرایا۔ "میں ذرا بھلکڑ قسم کا آدمی ہوں۔ ہوسکتا ہے منزل پر پہنچ کر بھول جاؤں۔"

"واہ صاحب......" ڈرائیور نے دانت نکالے۔ "ایسے بھلکڑوں کو یاد دلانا مجھے خوب آتا ہے۔ ہفتہ بھر پہلے بھی ایک بھلکڑ سے پالا پڑا تھا۔ وہ سیٹ پر بیٹھے بیٹھے سو گیا اور بھول گیا کہ ٹیکسی میں ہے یا اپنے بیڈروم میں۔"

"اچھا......" مسافر نے دلچسپی سے کہا۔ "پھر تم نے اسے جگا دیا ہوگا۔"

"نہیں صاحب...... جاگا تو وہ خود ہی تھا۔ میں نے تو صرف پانی کا گیلن اس پر الٹ دیا تھا۔"

مسافر اس چٹکلے پر بے اختیار ہنس پڑا۔ اتنے میں عقب سے آنے والی ایک گاڑی ان کے قریب سے گزر گئی مگر دوسری کا فاصلہ کم نہ ہوا۔ گویا وہ بھی رکی ہوئی تھی۔ مسافر کے لبوں پر اطمینان بخش مسکراہٹ پھیل گئی۔

''بہت خوب......اب چلو......'' اس نے ڈرائیور سے کہا۔'' ایسا نہ ہو کہ میں بھی بیٹھے بیٹھے سو جاؤں۔''

ٹیکسی دوبارہ دوڑنے لگی۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ مسافر نے پیچھے کا جائزہ لیا۔ رکی ہوئی گاڑی بھی چل پڑی تھی۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ گاڑی اس کا تعاقب کر رہی ہے۔ شہری حدود شروع ہو چکی تھی۔ یہ انڈسٹریل ایریا تھا۔ دونوں طرف کارخانوں کی عمارتیں اور دھواں اگلتی چمنیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ مسافر تعاقب کرنے والی گاڑی کی ہیڈ لائٹس پر نظر جمائے کچھ سوچ رہا تھا۔

''سنو ڈرائیور......'' چند لمحوں بعد اس نے ڈرائیور کو مخاطب کیا۔

''سنائیے صاحب......'' ڈرائیور نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے بے چارگی کے انداز میں کہا۔

''اوہ......تمہاری ہوا کیوں نکل گئی ہے۔'' مسافر ہنس پڑا۔ ''میں تمہیں رکنے کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں۔ مجھے لگتا ہے تم مسلمان ہو۔''

''صرف لگتا ہوں صاحب لیکن خود کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ شرم آتی ہے کیونکہ کبھی مسلمانوں والا کوئی کام نہیں کیا۔ اس لئے نام کا مسلمان کہلانے کا کیا فائدہ۔'' وہ ہنستا ہوا بولا۔ ''ہر قسم کی برائیاں ہیں مجھ میں۔''

''خیر......تم اب بلیو مون ہوٹل چلنا، سنا ہے وہاں کے کھانے لذیذ ہوتے ہیں۔''

''بہتر صاحب......کیا آپ یہاں صرف کھانے کے لئے آئے ہیں، کوئی کام نہیں آپ کو؟'' ڈرائیور نے پوچھا۔

''نہیں......میں صرف تفریح کے لئے یہاں آیا ہوں۔ کاروبار میرا دبئ

میں ہے۔'' مسافر نے جواب دیا۔

ڈرائیور کچھ نہ بولا۔ شہر کے ایک چوراہے سے وہ بائیں جانب مڑ گیا۔ تعاقب میں آنے والی گاڑی بھی چند لمحوں بعد اسی جانب مڑتی دکھائی دی۔ چند منٹ بعد ڈرائیور نے ہوٹل بلیومون کے سامنے ٹیکسی روکی اور مسافر اتر آیا۔

''آپ کا بل ستر روپے بنا ہے صاحب۔'' اس نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے، باقی تمہارا انعام۔'' مسافر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر یہ ہوٹل کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تعاقب میں آنے والی گاڑی بھی پچیس قدم پیچھے رک گئی تھی۔ وہ کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھتا ہوا ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ اندر آ کر وہ ہوٹل کی عمارت کی طرف جانے کی بجائے بائیں جانب پارکنگ میں کھڑی گاڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں آس پاس کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ چنانچہ وہ ایک پجارو کی آڑ میں رکا اور کمپاؤنڈ کے گیٹ کی طرف دیکھنے لگا۔

چند لمحوں بعد ایک شخص گیٹ سے اندر آتا دکھائی دیا۔ وہ کلین شیو تھا اور اس نے بلیو کلر سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اندر آ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا، پھر ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جونہی وہ ہال میں داخل ہوا مسافر پجارو کی آڑ سے نکلا اور گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باہر آ کر وہ رکے بغیر فٹ پاتھ پر چلنے لگا۔ پھر بائیں ہاتھ کی ایک گلی میں مڑ گیا۔ گلی کا اختتام ایک سڑک پر ہوا۔ سامنے ایک سینما ہال تھا اور باہر کئی ٹیکسیاں موجود تھیں۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھا اور ڈرائیور کو گلراج ہوٹل چلنے کی ہدایت کی۔ پانچ چھ منٹ بعد ٹیکسی ایک چار منزلہ عمارت کے سامنے رکی۔ فرسٹ

فلور پر ہوٹل تھا جبکہ بقیہ فلورز پر رہائشی فلیٹ تھے۔فلیٹوں کے زینے ہوٹل کے پہلو میں تھے۔وہ ٹیکسی سے اترا اور کرایہ ادا کر کے ہوٹل کی طرف بڑھا۔ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو وہ مڑ کر زینوں کی طرف بڑھ گیا۔زینے طے کر کے وہ تھرڈ فلور پر پہنچا۔

راہداری سنسان پڑی تھی۔اس نے بائیں ہاتھ کے ایک فلیٹ کا رخ کیا، دروازہ بند تھا۔اس نے کال بیل کا بٹن دبایا اور انتظار کرنے لگا۔چند لمحوں بعد اندر سے آواز آئی۔"کون؟"

"مظاہرہ......" اس نے آہستہ سے جواب دیا۔

فوراً ہی دروازہ کھلا اور کھولنے والے جوان العمر شخص نے اسے سلام کیا۔ مسافر سر کے اشارے سے جواب دیتا ہوا اندر آیا۔اس شخص نے دروازہ بند کیا اور ڈرائنگ روم تک اس کی رہنمائی کی۔ مسافر کمرے کا طائرانہ جائزہ لیتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کیا پوزیشن ہے فاروقی......؟" مسافر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"اوہ......آ......آپ......!" فاروقی کا منہ حیرت سے کھل گیا اور نگاہیں مسافر کے چہرے پر کچھ کھوجنے لگیں۔

"ہاں......" وہ مسکرایا......"اب باقی حیرت کل کے لئے بچا رکھو......اور ٹرانسمیٹر لے آؤ۔"

فاروقی نے گڑبڑا کر نظریں جھکائیں اور پلٹ کر کمرے سے نکل گیا۔ایک منٹ بعد وہ چھوٹا سا ٹرانسمیٹر لئے واپس آیا اور ٹرانسمیٹر میز پر رکھتا ہوا بولا۔

"چیف......آپ کے لئے کھانا لے آؤں۔"

''نو......تھینک یو......کھانا میں نے پرواز کے دوران کھالیا تھا۔تم صرف چائے کا انتظام کرلو۔اور ہاں......میں نے تمہیں کچھ چیزوں کے لئے کہا تھا۔وہ کہاں ہیں؟'' مسافر نے پوچھا۔

''آپ کی مطلوبہ چیزیں تیار ہیں چیف۔'' فارقی نے مئودبانہ لہجے کہا۔

''لے آؤں؟''

''چائے کے بعد لے آنا۔فی الحال میں ایک کال کرنے لگا ہوں۔''

''رائٹ سر......میں ابھی بنالاتا ہوں۔'' فاروقی نے سرہلایا اور پلٹ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

مسافر نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور اسے آن کر کے اس پر فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد بولنے لگا۔

''ہیلو کیپٹن بابر......ایکسٹو کالنگ اوور......'' وہ بھرائی ہوئی آواز میں وقفے وقفے سے جملہ دہرانے لگا۔

میجر شنکر اور سارجنٹ سریندر وہاں رکے بغیر گزر گئے تھے۔ چنانچہ عمران اور اس کے ساتھی اطمینان سے آگے چل پڑے تھے۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ اسٹیشن ویگن میں عمران تو کیپٹن گوپال کی یونیفارم میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ جولیا ویگن کے پچھلی نشستوں میں اس طرح دراز ہوگئی تھی کہ سڑک کے کنارے کھڑے کسی شخص کی اس پر نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔ اس کے اردگرد اس کے ساتھی بیٹھے تھے اور ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن کاشر تھا۔ عمران کے سوا سب اپنے اصل لباسوں میں تھے۔ یہ تبدیلی عمران کو اس لئے کرنا پڑی کہ راستے کی چیک پوسٹوں والے انہیں فوجی وردیوں میں دیکھ کر پہچان سکتے تھے۔ عمران کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ سب کو میک اپ سے سپاہیوں کا ہمشکل بناتا۔ اگر بناتا تو راستے میں دیکھنے والے فوجی حیران ہوتے کہ چیک پوسٹ کا سارا عملہ ایک پرائیویٹ گاڑی میں کہاں اور کیوں جارہا ہے؟ عمران نے چلنے سے پہلے فون پر اگلی چیک پوسٹ کے انچارج کیپٹن شرما سے بات کی تھی کہ اس کے ماموں کا شہر میں ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ اس حادثہ کی اطلاع ملنے پر گاؤں سے اس کے چند عزیز شہر جارہے ہیں اور وہ بھی ان کے ساتھ چند گھنٹوں کے لئے جارہا ہے۔ اس نے

راستے کی دوسری چوکیوں کے بھی فون نمبر نوٹ کر لئے تھے۔

چنانچہ جب ان کی گاڑی اگلی چیک پوسٹ پر پہنچی تو وہاں کھڑے گارڈز نے اسے دیکھتے ہی سلام کر کے رکاوٹ ہٹا دی۔ وہاں سے بخیریت گزر آنے کے بعد عمران نے کیپٹن کاشر کے موبائل فون پر دوسری چیک پوسٹ والوں کو اطلاع دی اور وہاں بھی انہیں روکے بغیر سڑک سے رکاوٹ ہٹا لی گئی اسی طرح عمران باری باری راستے کی چیک پوسٹوں کو فون کرتا رہا اور وہاں سے گزرتا رہا۔ جولیا تنگ آ گئی، کیونکہ نشست اتنی لمبی نہیں تھی کہ وہ مسلسل لیٹی رہتی۔ چیک پوسٹ سے گزرنے کے بعد وہ اٹھ بیٹھتی اور اگلی چیک پوسٹ کے قریب پہنچنے پر عمران اس سے دوبارہ دراز ہو جانے کے لئے کہتا۔ پانچویں چیک پوسٹ سے گزرنے کے بعد جولیا سیٹ پر بیٹھی تو عمران کو پشت پر سے گھورنے لگی۔

''کیا بات ہے......'' عمران نے آئینے میں اسے دیکھتے ہوئے گھبرا کر پوچھا۔

''شہر ابھی کتنی دور رہ گیا ہے؟'' جولیا نے غصے سے پوچھا۔

''کیوں کیا شاپنگ کرنے کا ارادہ ہے؟'' عمران نے حیرت سے پوچھا۔

''بکو مت......میں بیزار ہو گئی ہوں بار بار لیٹنے سے۔'' وہ غرائی۔

''تو بار بار لیٹنے کی بجائے بار بار اٹھتی رہو۔'' عمران نے حماقت آمیز سنجیدگی سے کہا۔ ''ورزش ہو جائے گی۔ کھانا بھی جلدی ہضم ہو جائے گا۔''

''عمران صاحب...... کھانا تو ہم نے کھایا نہیں، ہضم کیا کریں گے۔'' خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اس میں میرا کیا قصور...... میں تو ٹنکی فل کر کے چلا تھا۔ دو دن تک چل

جائے گا۔"

"ہم تمہاری طرح گدھے نہیں ہیں کہ ایک ہی بار سب کچھ ٹھونس لیں۔" تنویر نے منہ بنایا۔

"بے شک تم میری طرح گدھے نہیں ہو سکتے۔" عمران نے اس کی تائید میں سر ہلایا۔ "البتہ گدھے کی طرح گدھے ہو سکتے ہو۔"

تنویر کو اس کی بات پر غصہ آ گیا، لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا، صفدر بول پڑا۔ "شہر پہنچ کر پہلے ہم کھانا کھائیں گے۔"

"واہ...... تم تو یوں کہہ رہے ہو جیسے اماں بی کھانا تیار کئے تمہارا انتظار کر رہی ہیں وہاں۔" عمران نے کہا۔

"تو کیا شہر میں ہمیں کوئی ہوٹل بھی دستیاب نہ ہوگا۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لاحول ولا...... آخر تم لوگوں کے ذہن پر شہر کیوں سوار ہے۔" عمران نے جھنجلا کر کہا۔ "کس الو نے کہا ہے کہ تم لوگ شہر جا رہے ہو۔"

"اوہ...... تو کیا ہم شہر نہیں جا رہے؟" خاور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

شہر میں کیا ہم انڈے لینے جائیں گے؟" عمران نے غصے سے کہا۔

"تو پھر ہم کہاں جا رہے ہیں؟" جولیا نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"بھاڑ میں......" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ صفدر اور خاور بے اختیار مسکرانے لگے۔

"بھاڑ میں تم تنہا ہی جاؤ......" تنویر نے غصے میں کہا۔ "ہمیں کوئی شوق نہیں ہے وہاں جانے کا۔"

"یہ بھاڑ کیا ہوتی ہے؟" جولیا نے صفدر سے پوچھا جو اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"ہوتی نہیں، ہوتا ہے......" عمران تیزی سے بولا۔ "وہ ایسی جگہ ہے جہاں پہنچ کر انسان کے جسم پر لباس نہیں رہتا۔"

"تو کہاں جاتا ہے لباس......؟" جولیا نے چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

"جانا کہاں ہے لباس نے۔ بدن پر ہی جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔" عمران نے اطمینان سے کہا۔

صفدر، خاور اور کاشر بے اختیار ہنس پڑے۔ جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ "تم سنجیدہ نہیں ہو گے؟"

"میں سنجیدہ ہو گیا تو سلیمان کی چھٹی کرانا پڑے جائے گی کیونکہ ایک تلوار میں دو کمانیں نہیں رہ سکتیں۔"

"آپ غلط بول گئے۔ ایک میاں میں دو تلواریں کہیں۔" کاشر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ......سوری...... بہر حال یا تو وہاں سلیمان رہے گا یا پھر جولیا...... ورنہ دونوں ایک دوسرے کو اپنا رقیب سمجھتے رہیں گے۔

"عمران صاحب...... چیک پوسٹ آ رہی ہے۔" کاشر نے سرخ بتی دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں، جولیا کو بتاؤ...... میں تو دیکھ ہی رہا ہوں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کا مطلب سمجھ کر جولیا ایک بار پھر سیٹ پر دراز ہوگئی۔'' گاڑی چیک پوسٹ پر پہنچی تو وہاں کھڑے گارڈ نے عمران کی شکل دیکھتے ہی سڑک پر رکاوٹ ہٹادی۔ وہاں سے بخیریت گزر آنے کے بعد عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''کیا تم لوگوں کو تمہارے چیف نے بتادیا تھا کہ تم کس مشن پر جارہے ہو؟''

''نہیں...... چیف نے ہمیں اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا۔ سوائے اس کے کہ ہم آپ کی کمان میں ایک خفیہ مشن پر بھیجے جارہے ہیں اور آپ سب کچھ جانتے ہیں مشن کے بارے میں۔'' خاور نے جواب دیا۔

''کمال ہے ......میں کوئی غیب کا علم تو نہیں جانتا یار۔'' عمران نے ناگواری سے کہا۔ ''میں تو سمجھتا تھا کہ اس نے تمہیں بتادیا ہوگا۔''

''اوہ......آپ کا مطلب ہے آپ بھی نہیں جانتے۔'' صفدر نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

''صفدر ...... یہ تم لوگوں کو بے وقوف بنارہا ہے۔'' جولیا عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔ ''اسے سب پتہ ہے۔''

گاڑی ایک چوراہے پر پہنچ گئی تھی۔ کیپٹن کاشر نے بائیں جانب کی سڑک پر مڑتے ہوئے رفتار میں اضافہ کردیا۔

''کیپٹن......کیا شہر اسی جانب ہے؟'' تنویر نے کاشر سے پوچھا۔

''نہیں جناب......اس طرف پہاڑی علاقہ ہے۔''

''اوہ...... پہاڑہ علاقہ میں ہم کیوں جارہے ہیں؟'' تنویر چونکا۔

''پہاڑ سے کود کر خودکشی کرنے کے لئے۔'' عمرن نے ہانک لگائی۔

''بکومت...... میں نے تم سے نہیں پوچھا۔'' تنویر غرایا۔

''عمران صاحب...... کیوں بیزار کررہے ہیں۔'' صفدر بولا۔ ''اب بتا ہی دیجئے کہ ہم یہاں کیا کرنے آئے ہیں؟''

''شکار...... سنا ہے اس موسم میں پہاڑوں پر برفانی ہاتھی بہت ہوتے ہیں۔''

''برفانی ہاتھی......'' خاور ہنس پڑا۔ ''برفانی ریچھ اور برفانی لومڑیوں کا تو سنا ہے مگر برفانی ہاتھی؟''

''ارے یہی تو ایڈونچر ہے کیپٹن ٹاور۔'' عمران نے اس کے نام کی مٹی پلید کرتے ہوئے کہا۔ ''لوگ ریچھ اور لومڑیوں کا شکار کرتے ہیں اور ہم برفانی ہاتھی کا شکار کریں گے۔''

''مگر کس لئے...... ہاتھی کو شکار کر کے ہمیں کیا ملے گا؟'' صفدر نے پوچھا۔

''اس کے دانت، کھال اور سری پائے۔ تم لوگ کیا کھاؤ گے؟'' اس نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے کچھ دور سے ایک گاڑی آتی دکھائی دی۔ اس کے اوپر سرخ لائٹ جل رہی تھی۔ یقیناً وہ پولیس کی گاڑی تھی یا فوج کی۔ ''ہوشیار ہو جاؤ......'' عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ''ہوسکتا ہے ہمیں روکا جائے۔''

خطرہ محسوس کر کے ان میں سنسنی پھیل گئی۔ آنے والی گاڑی ابھی تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھی۔ عمران نے دائیں بائیں دیکھا۔ سڑک کے دونوں طرف گھنے درختوں کا سلسلہ تھا اور درختوں کی دوسری جانب کھیتوں کے سلسلے تھے۔

''روشنیاں بجھا دو اور گاڑی درختوں کے پیچھے لے چلو۔'' عمران نے کاشر کو ہدایت کی۔

اس نے فوراً گاڑی کی تمام بتیاں بجھا دیں اور رفتار کم کرتے ہوئے بائیں جانب کے درختوں میں نظر آنے والے خلا کی طرف گاڑی موڑ دی۔ جسے اندھیرا ہونے سے پہلے ہی وہ دیکھ چکا تھا۔ تیرھویں رات کا چاند طلوع ہو چکا تھا۔ اس لئے اندھیرا گہرا نہیں تھا۔ درختوں کے عقب میں آ کر اس نے سڑک کے متوازی گاڑی روک کر انجن بند کر دیا۔ عمران نے صفدر کو اشارہ کیا اور وہ اسٹین گن اٹھا کر باہر نکل آیا۔ عمران بھی گاڑی سے اترا اور ریوالور ہاتھ میں لے کر صفدر کے ساتھ سڑک کے دوسرے کنارے پہنچ گیا۔ ایک درخت کے پیچھے صفدر اور دوسرے کی آڑ میں عمران نے پوزیشن سنبھال لی۔

سرخ اسپارکنگ لائٹ والی گاڑی لحہ بہ لحہ قریب آتی جا رہی تھی۔ عمران کو یقین تھا کہ اس گاڑی کے ڈرائیور نے ان کی گاڑی کی ہیڈ لائٹس دیکھ لی ہو گی اور وہ وہاں پہنچ کر رک جائے گی۔ جلد ہی گاڑی قریب آ پہنچی اور پھر وہاں سے پندرہ قدم پیچھے ہی رک گئی۔ وہ ایک فوجی پٹرولنگ جیپ تھی۔ فرنٹ سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ ایک آفیسر بیٹھا دکھائی دے رہا تھا۔ جیپ رکتے ہی اس کے عقبی حصے سے دو فوجی سپاہی گنیں ہاتھ میں لئے اترے اور گنوں کی نال پر نصب ٹارچیں روشن کر کے اس جانب کے درختوں کی طرف بڑھے۔ عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ ''صفدر انہیں زندہ قابو کرنا ہے۔''

یہ کہہ کر وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ صفدر نے اس کی تقلید کی۔ عمران زمین پر گھٹنوں کے بل رینگتا ہوا درخت کی آڑ سے نکلا۔ جیپ کی ہیڈ لائٹس بجھا دی گئی

تمیں۔ اس کا ڈرائیور اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا آفیسر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ عمران رینگتا ہوا جیپ کے قریب جا پہنچا۔ پھر ایک دم کھڑے ہو کر اس نے ریوالور فرنٹ سیٹ پر بیٹھے افسر کی کنپٹی پر لگاتے ہوئے اس کے ہولسٹر سے ریوالور کھینچ لیا۔ افسر کیپٹن کے رینک کا تھا۔ اس نے تیزی سے عمران کی طرف دیکھا اور بے اختیار اچھل پڑا۔

"خبردار...... ہاتھ بلند کر لو تم دونوں...... آواز نہ نکلنے پائے۔" عمران نے آہستہ سے دھمکی دی۔ "ورنہ فائر کر دوں گا۔"

ڈرائیور نے بھی اس کی طرف دیکھا اور حیران نظر آنے لگا۔ اسی لمحے صفدر بھی جیپ کے عقب میں پہنچا اور اس نے جیپ میں سوار ہو کر ڈرائیور کے سر سے گن کی نال لگا دی۔ ڈرائیور نے بوکھلا کر ہاتھ اٹھا دیئے۔

میں...... میں سمجھا نہیں کیپٹن......" افسر نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"بعد میں سمجھ لینا۔ اپنے ماتحتوں کو واپس بلاؤ...... ہری اپ۔" عمران غرایا۔

"کیپٹن نے خوفزدہ لہجے میں اپنے ماتحتوں کو پکارا۔ "واپس آجاؤ۔"

"اب تم نیچے آجاؤ کیپٹن...... تاکہ میں تمہیں سمجھا سکوں۔" عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

کیپٹن جیپ سے اترا اور عمران نے اس کے عقب میں آکر ریوالور اس کی پشت سے لگاتے ہوئے کہا۔ "ہاتھ نیچے کر لو۔" پھر صفدر کی پوزیشن دیکھ کر اس نے ڈرائیور کو بھی ہاتھ گرانے کا حکم دیتے ہوئے کہا۔ "کوئی گڑبڑ کی تو مارے

جاؤ گے۔"

ان دونوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اسی لمحے دونوں سپاہی سڑک کی دوسری جانب کے درختوں کی آڑ سے نکل آئے۔ "ان سے کہو کہ گنیں پھینک کر ہاتھ بلند کرلیں۔" عمران نے کیپٹن سے سرگوشی کی۔

سپاہی سڑک کراس کر کے قریب آئے تو کیپٹن نے انہیں گنیں پھینک کر ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا۔ اس پر وہ چونکے۔

"جلدی کرو...... ورنہ کیپٹن کو گولی ماردوں گا۔" عمران غرایا۔

تب ان سپاہیوں نے گنیں پھینک کر ہاتھ اٹھا دیئے۔ عمران نے منہ سے الو کی تیز آواز نکالی۔ چند لمحوں بعد ہی خاور اور تنویر کاشر کے ہمراہ وہاں پہنچ گئے۔ عمران کے اشارے پر انہوں نے سپاہیوں کی گنیں اٹھا کر ان پر تان لیں۔

تم لوگ کون ہو...... کیا چاہتے ہو؟" کیپٹن نے خوفزدہ لہجے میں عمران سے پوچھا۔

"ہم موت کے فرشتے ہیں اور تمہاری جانیں قبض کرنا چاہتے ہیں۔" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ "قبض کا مطلب تو تم جانتے ہی ہو گے؟" ساتھ ہی عمران نے خاور اور تنویر کو ہاتھ کا مخصوص اشارہ کر دیا۔ انہوں نے دونوں سپاہیوں کے سر پر ضربیں لگا کر انہیں بے ہوش کر دیا۔ تب عمران کیپٹن سے سوال کرنے لگا۔ ابھی سوالات کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا کہ فضاء میں عجیب سا شور پھیلنے لگا۔ عمران نے چونکتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا تو ایک ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دیا۔ اس کا رخ انہیں کی جانب تھا۔ اسے دیکھ کر عمران چونکا۔ دوسرے ساتھیوں نے بھی ہیلی کاپٹر دیکھ لیا اور وہ پریشان ہوتے چلے گئے۔

ارونا ہوٹل میں زیادہ رش نہیں تھا۔ اکثر گاہک ہوٹل میں مقیم لوگ تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے یا کسی مشروب سے دل بہلا رہے تھے۔ لیفٹیننٹ روشن نے کاؤنٹر پر رک کر ہال کا طائرانہ جائزہ لیا۔ پھر کاؤنٹر کلرک سے اپنا تعارف کرانے کے لئے اسے ایک وزیٹنگ کارڈ دکھایا۔

''اوہ......یس سر......حکم فرمایئے۔'' کارڈ دیکھ کر کلرک بے حد خوشامدانہ لہجے میں بولا۔

''میں مسافروں کے مندرجات والا رجسٹر دیکھنا چاہتا ہوں۔'' روشن نے آہستہ سے کہا اور کارڈ واپس جیب میں رکھ لیا۔

کلرک نے فوراً رجسٹر کھول کر اس کے آگے رکھ دیا۔ روشن اس میں آج سمیت گزشتہ دو دن کے دوران اندراج کئے جانے والے کوائف چیک کرنے لگا۔ آخری اندراج دیکھنے کے بعد اسے مایوسی ہوئی۔ ان میں ایک مسافر بھی ایسا نہ تھا جس پر کسی قسم کا شبہ کیا جا سکتا۔ وہ کیپٹن راجیو کی ہدایت پر ہوٹل چیک کرتا پھر رہا تھا۔ یہ تیسرا ہوٹل تھا اور ابھی تک اسے کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ اس نے رجسٹر بند کرتے ہوئے سوچا کہ اب کھانا کھا لیا جائے۔ پھر اور کسی ہوٹل میں

چنانچہ وہ کاؤنٹر سے ہٹ کر ایک خالی میز کے پاس آیا اور ادھر ادھر بیٹھے گاہکوں کا جائزہ لیتا ہوا بیٹھنے ہی والا تھا کہ ایک آدمی کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ وہ اچھا خاصا ہینڈسم اور اسمارٹ تھا اور اس کے چہرے پر موجود گھنی مونچھیں اس کے وقار میں اضافہ کر رہی تھیں۔ وہ جلدی جلدی کھانا کھا رہا تھا۔ شاید وہ کھانے سے جلدی فارغ ہو کر کہیں جانا چاہتا تھا۔ مگر روشن کے چونکنے کی وجہ اس کی جلد بازی کا نہیں، بلکہ گھنی مونچھیں تھیں جو منہ چلانے کے ساتھ ساتھ حرکت کر رہی تھیں۔ ان کی حرکت ظاہر کر رہی تھیں کہ وہ مصنوعی ہیں۔

روشن کرسی پر بیٹھ گیا اور کن انکھیوں سے اس آدمی کی طرف دیکھنے لگا جو بائیں ہاتھ کی تیسری میز پر تنہا بیٹھا تھا۔ چند لمحوں بعد ویٹر روشن کے پاس آیا تو گھنی مونچھوں والا کھانے سے ہاتھ کھینچ چکا تھا۔ چنانچہ روشن نے کھانا منگوانے کا پروگرام ملتوی کر دیا اور ویٹر کو پانی لانے کی ہدایت کی۔ ویٹر چلا گیا۔ مونچھوں والے نے دوسرے ویٹر کو بل لانے کو کہا۔ گویا وہ اٹھنے والا تھا۔ ویٹر پانی لایا اور گلاس رکھ کر چلا گیا۔ روشن نے پانی پیتے ہوئے اس مشتبہ شخص کی طرف دیکھا تو وہ پرس سے رقم نکال کر پلیٹ میں رکھ رہا تھا۔ پھر وہ اٹھا اور زینوں کی طرف بڑھ گیا۔ روشن سمجھ گیا کہ وہ اسی ہوٹل میں مقیم ہے۔ چنانچہ وہ بھی اٹھا اور زینوں کی طرف بڑھ گیا۔ وہ زینے طے کر کے فرسٹ فلور پر پہنچا تو بائیں جانب کا چوتھا دروازہ بند ہوتا دکھائی دیا۔

روشن دبے پاؤں اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس وقت راہداری میں اس کے سوا کوئی نہیں تھا۔ وہ دروازے پر رکا اور کی ہول سے آنکھ لگا کر اندر جھانکنے لگا۔ لیکن اسی لمحے ایک دم دروازہ کھلا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا، گھنی

مونچھوں والے نے اسے گریبان سے پکڑ کر اندر کھینچ لیا۔ روشن بوکھلا گیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا اندر آیا اور مونچھوں والے نے اس کا گریبان چھوڑ کر ایک ہاتھ سے دروازہ بند کر دیا۔ روشن نے سنبھل کر اس کی طرف دیکھا اور پریشان ہو گیا۔ اس آدمی کے ہاتھ میں روشن کا ریوالور نظر آ رہا تھا۔ شاید اندر کھنچتے ہوئے اس نے دوسرا ہاتھ اس کے کوٹ کی پھولی ہوئی جیب میں ڈال کر ریوالور نکال لیا تھا۔ جس کی نال پر سائیلنسر فٹ تھا۔ "ہاتھ اٹھا کر ادھر کھڑے ہو جاؤ دوست۔" مونچھوں والا زہریلے لہجے میں بولا اور بائیں دیوار کی طرف اشارہ کیا۔

"تم جو کوئی بھی بچ کر نہیں جا سکتے۔" روشن نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "نیچے میرے ساتھی موجود ہیں۔"

"اوپر میرے ساتھی موجود ہیں۔ اس لئے تم میری بجائے اپنی فکر کرو۔" مونچھوں والے نے سخت لہجے میں کہا۔ "جلدی کرو۔ ورنہ ہمیشہ کے لئے اوپر والے کے پاس پہنچا دوں گا جہاں سے آج تک کوئی واپس نہیں آ سکا۔"

روشن نے جبڑے بھینچے اور اسے گھورتے ہوئے ہاتھ بلند کر دیئے۔ پھر وہ دیوار کی طرف جانے کے لئے مڑا۔ لیکن اجنبی اتنا بھی سست رو نہ تھا کہ اس کے دونوں وار کامیاب ہو جاتے۔ اس نے تیزی سے جھکائی دے کر چہرہ بچایا اور وار خالی جانے سے روشن بے توازن ہو گیا۔

اس نے سنبھلنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے اجنبی کا گھونسا اس کے جبڑے پر پڑا۔ وہ کراہتا ہوا لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس نے اجنبی پر چھلانگ لگا دی۔ اجنبی لڑکھڑاتا ہوا عقب میں بیڈ سے جا ٹکرایا اور روشن نے سنبھل کر اس کے پیٹ میں لات رسید کر دی۔ لیکن عین اسی لمحے اجنبی بائیں

جانب ہٹ گیا اور اس کا وار خالی گیا۔ وہ توازن برقرار نہ رکھ سکا اور پیٹھ کے بل فرش پر آ گرا۔ اجنبی نے پھرتی سے بڑھ کر اس کے پہلو میں ٹھوکر رسید کی اور روشن کے حلق سے تیز کراہ خارج ہوگئی۔

اجنبی نے دوسری ٹھوکر اس کے چہرے پر رسید کی۔ مگر روشن کروٹ بدل گیا۔ اجنبی وار خالی جانے پر لڑکھڑایا اور اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی روشن نے پھرتی سے اٹھ کر اس پر حملہ کر دیا۔ اس کا گھونسا اجنبی کی ناک سے چھوتا ہوا گزر گیا اور اجنبی نے تیزی سے پیچھے ہٹ کر اس کے پیٹ میں گھونسا رسید کر دیا۔ روشن درد کی شدت سے کراہتا ہوا جھکا ہی تھا کہ اجنبی نے پاؤں اٹھا دیا۔ ٹھوکر روشن کی ٹھوڑی پر پڑی اور وہ بلبلاتا ہوا سیدھا ہوا ہی تھا کہ اجنبی نے اس کے جبڑے پر مکا رسید کر دیا۔

روشن کا ایک آدھ دانت ٹوٹ کر حلق میں جا گرا اور وہ اچھل کر بیڈ سے جا ٹکرایا۔ اس نے فوراً تھوکا اور خون کے ساتھ دانت بھی فرش پر جا گرا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے اجنبی پر جست لگا دی۔ اجنبی نے اسے ہاتھوں پر روکا اور اس کی ناک پر مکا رسید کر دیا۔ روشن وار کی شدت سے بلبلایا اور ناک پکڑے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی ناک سے خون بہہ نکلا تھا۔ مگر اجنبی نے اسے سانس لینے کی مہلت نہ دی۔ اس کی فلائنگ کک روشن کے پیٹ میں پڑی اور وہ درد سے ڈکراتا ہوا منہ کے بل فرش پر آ رہا۔ پھر اس سے قبل کہ وہ فرش سے اٹھتا، اجنبی کونے میں پڑے ریوالور پر قبضہ کر چکا تھا۔

''بس ......اب کوئی حرکت مت کرنا دوست......'' وہ ریوالور کا رخ اس کے سر کی طرف کرتا ہوا آہستہ سے غرایا۔ ''ورنہ یہ تمہاری زندگی کی آخری حرکت

ثابت ہوگی۔تمہارے لئے میرے دل میں رحم کی رمق نہیں رہی۔''

روشن لہولہان چہرے کے ساتھ خوفزدہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔''تم بچ کر نہ جاسکو گے۔میرے ساتھی اوپر آنے والے......''

''شٹ اپ......''اجنبی نے اسے ڈانٹا۔''یہ دھمکی تم پہلے بھی دے چکے ہو اور میں جانتا ہوں کہ نیچے تمہارا کوئی ساتھی نہیں ہے۔تم کاؤنٹر پر مسافروں کا رجسٹر چیک کرنے کے بعد میز پر آبیٹھے تھے اور میری نگاہیں تمہیں پر مرکوز رہی تھیں۔اپنا نام بتاؤ۔

اس کی بات سن کر روشن کو احساس ہوا کہ اجنبی اپنی نگرانی سے بے خبر نہ تھا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔''روشن......''

''فرام سیکرٹ سروس؟''اجنبی نے پوچھا۔

اور روشن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔اجنبی نے پوچھا۔''تم کسے تلاش کرتے پھر رہے تھے؟''

''کسی کو بھی نہیں۔معمول کی چیکنگ تھی۔تم کون ہو؟''روشن نے پوچھا۔

''تمہارا کیا اندازہ ہے؟''اجنبی کے لبوں پر زہریلی سی مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ اس کے قریب آ گیا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ؟''روشن اسے گھورتا ہوا بولا۔

اجنبی نے اثبات میں سر ہلایا اور ریوالور کی نال اس کی کنپٹی پر رکھ دی۔''تو کیا تمہیں پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش تھی؟''

''ہاں......؟''وہ خوف سے ہکلایا۔اس کا حلق خشک ہونے لگا تھا۔

''کیوں......جلدی بولو ورنہ ٹرائیگر دبا دوں گا۔''اجنبی آہستہ سے غرایا۔

''بارڈر پر ایک پاکیشیائی ہیلی کاپٹر کی تباہی کی خبر ملنے پر یہ شبہ کیا گیا ہے کہ اس میں پاکیشیائی ایجنٹ سوار تھے جنہوں نے ہیلی کاپٹر سے اترنے کے بعد خود ہی کاپٹر تباہ کر دیا۔''

''اوہ......!'' اجنبی چونکا۔ ''مگر وہ اتنی دیر میں یہاں کیسے پہنچ گئے کہ تم انہیں تلاش کر رہے ہو؟''

''پتا نہیں...... مجھے تو کیپٹن راجیو نے یہی ہدایت کی تھی کہ......''

ہیلی کاپٹر کی تباہی کا سن کر اجنبی پر بے چینی سوار ہو گئی تھی۔ اس نے روشن کی پوری بات سنے بغیر ہی فائر کر دیا۔ بے آواز ریوالور کی گولی نے روشن کی کنپٹی میں سوراخ کر دیا اور وہ چیخے بغیر ہی دوسری دنیا کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اجنبی نے پیچھے ہٹ کر دروازہ لاک کیا۔ پھر اپنے لباس کے کسی خفیہ جیب سے چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا۔ ٹھیک اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے سیٹی نما سگنل نشر ہونے لگا۔ اجنبی بے ساختہ چونک پڑا۔ کوئی اسے کال کر رہا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا اور سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔

''ہیلو کیپٹن بابر...... ایکسٹو کالنگ...... اوور......'' ٹرانسمیٹر سے بھرائی ہوئی آواز خارج ہوئی۔

''یس چیف...... بابر اٹینڈنگ...... اوور......'' اجنبی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا جو کہ کیپٹن بابر ہی تھا۔

''تم کب پہنچے ہو...... اوور......'' ایکسٹو نے پوچھا۔

''ایک گھنٹہ پہلے امارات ایئر لائنز سے۔ اس وقت میں اروناہوٹل میں ہوں۔''

''کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی؟'' ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''پہلے تو نہیں ہوئی...... مگر چند منٹ پہلے ایک شخص نے مجھے چیک کرنے کی کوشش کی تھی۔ نتیجے میں اس کی لاش کمرے میں پڑی ہے۔'' کیپٹن بابر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اب میں نے آپ کو کال کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر نکالا ہی تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔''

''ہوں...... وہ کون تھا۔ تفصیل سے بتاؤ۔'' ایکسٹو کی آواز سے فکر مندی مترشح تھی۔

کیپٹن بابر نے تفصیل سے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے خاموش ہونے پر ایکسٹو نے کہا۔

''ٹھیک ہے...... اب تم خفیہ طور پر وہاں سے نکل آؤ۔ دروازہ لاک کر دینا تاکہ صبح سے پہلے اس کی لاش دستیاب نہ ہو سکے۔ وقت کم ہے اور ہمیں فوری طور پر اپنے ٹارگٹ کی طرف روانہ ہونا ہے۔ ہمارے ساتھی بھی وہاں پہنچنے والے ہونگے۔''

''اوہ......!'' کیپٹن بابر چونکا۔ ''تو کیا ہیلی کاپٹر میں ہمارے ساتھی تھے؟''

''ہاں...... باقی تفصیل بعد میں...... تم فوری طور پر روانہ ہو جاؤ۔ شہر کے باہر سے گزرنے والی نہر سے پیچھے ہی ٹیکسی چھوڑ دینا۔ نہر کے پل تک تم پیدل ہی جاؤ گے۔ وہاں پل کی دوسری جانب سیاہ رنگ کی کار تمہاری منتظر ہو گی۔ اوور اینڈ آل۔''

اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر خاموشی پھیل گئی۔ کیپٹن بابر نے بھی جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ پھر باتھ روم میں جا کر اس نے گیلے تولیے سے لباس پر سے خون کے چند دھبے صاف کئے اور پنکھے کے نیچے ایک منٹ تک خشک کرنے کے بعد اس نے ڈبل استر کا کوٹ الٹ کر پہن لیا۔ مصنوعی مونچھیں اتار کر جیب

میں رکھیں اور کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کا پردہ پھیلا کر وہ باہر آیا اور دروازہ مقفل کر کے زینوں کی طرف بڑھ گیا۔ زینے طے کر کے وہ ہال میں پہنچا اور کن انکھیوں سے کاؤنٹر کلرک کی طرف دیکھتا ہوا ہال سے نکل گیا۔

ہوٹل سے باہر آ کر وہ فٹ پاتھ پر چلنے لگا۔ وہ اپنے تعاقب کا اندازہ کرنا چاہتا تھا۔ تیس چالیس قدم چلنے کے بعد وہ مطمئن ہو گیا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا گیا۔ تب اس نے سامنے سے آنے والی ایک ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا۔ ٹیکسی اس کے قریب آ رکی۔ وہ خالی ہی تھی۔ وہ عقبی نشست کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا اور ڈرائیور سے بولا۔ ''نہر کے پل پر چلو۔''

ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹیکسی آگے بڑھاتا ہوا رفتار میں اضافہ کرتا چلا گیا۔

عمران کے اشارے پر خاور اور تنویر نے اسٹین گنوں پر نصب ٹارچیں بجھا دیں۔ جبکہ صفدر کے حکم پر ڈرائیور نے بھی جیپ کی تمام روشنیاں بجھا دیں۔

''کیا تم بتا سکتے ہو یہ ہیلی کاپٹر کہاں جا رہا ہے؟'' دفعتاً عمران نے کیپٹن سے پوچھا جس کا نام ٹینڈن تھا۔

''کیا تم نہیں جانتے ؟'' کیپٹن ٹینڈن چونکا۔

''جانتا ہو...... لیکن میں تصدیق کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے پہلے جھوٹ بولا تھا یا سچ۔''

''یہ...... یہ پروجیکٹ فائیو پر جا رہا ہے۔'' اس نے جھجکتے ہوئے جواب دیا۔

اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے صفدر کو مخصوص اشارہ کیا اور صفدر نے جیپ میں بیٹھے ڈرائیور کے سر پر ریوالور کا دستہ رسید کر دیا۔ وہ کراہتا ہو سیٹ سے لڑھک کر بے ہوش ہو گیا۔ عمران نے کیپٹن ٹینڈن سے بھی یہی برتاؤ کیا۔ اتنے میں ہیلی کاپٹر قریب آ پہنچا اور پھر مڑ کر سڑک کے متوازی اڑتا ہوا بتدریج دور ہوتا چلا گیا۔ عمران کے ساتھیوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ پھر عمران

کی ہدایت پر صفدر، تنویر، خاور اور کیپٹن کاشر نے ان فوجیوں کے یونیفارم اتار کر پہن لئے۔ جبکہ عمران اسٹیشن ویگن سے جولیا کو لے آیا۔

''اب ہم جیپ میں سفر کریں گے۔ کیونکہ آگے بہت خطرناک علاقہ ہے۔'' عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''کیا ہم پروجیکٹ فائیو پر جا رہے ہیں؟'' صفدر نے پوچھا۔

''ہاں...... تمہیں کوئی اعتراض ہے؟'' عمران نے ناگواری سے کہا۔

''وہاں ہم نے کیا کرنا ہے؟'' تنویر نے پوچھنے کی غلطی کی۔

''ہدہد کے انڈے تلاش کریں گے۔ پھر ان سے بچے نکالنے کے لئے تمہیں ان پر اکیس روز بیٹھنا ہوگا۔'' عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

''تم خود ہی بیٹھ جانا۔ جلدی بچے نکل آئیں گے۔'' تنویر نے غصے سے کہا۔

''تو پھر چلو جیپ میں۔ کہیں وقت سے پہلے نہ کڑک ہو جاؤں۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بے ساختہ ہنس پڑے۔

''ان کا کیا کرنا ہے عمران صاحب۔'' صفدر نے بے ہوش فوجیوں کی طرف اشارہ کیا۔

''یہ صبح سے پہلے تو ہوش میں نہیں آئیں گے۔ انہیں جھاڑیوں کے پیچھے اس طرح ڈال دو کہ سڑک سے گزرنے والوں کی ان پر نظر نہ پڑ سکے۔''

''اور اسٹیشن ویگن کا کیا کرنا ہے؟'' خاور نے کاشر کی گاڑی کے بارے میں پوچھا۔

''کاشر...... کیا گاڑی کی نمبر پلیٹ تبدیل شدہ ہے؟'' عمران نے کیپٹن

کاشر سے سوال کیا۔

''جی ہاں ...... اصل نمبر اور ہے۔ اس کی رجسٹریشن بھی فرضی نام و پتہ سے ہے۔''

''بس تو اسے رہنے دو۔'' عمران نے جیپ میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ ''ہم نے جیپ پر بھی سارا سفر نہیں کرنا۔''

دو تین منٹ بعد جیپ واپس اس سمت دوڑ رہی تھی جس طرف سے آئی تھی۔ پندرہ منٹ بعد پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا۔ عمران اور کاشر فرنٹ سیٹوں پر تھے اور ان کے ساتھی عقبی نشستوں پر کاشر نے کیپٹن ٹینڈن کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور وہی ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ جبکہ عمران ابھی تک کیپٹن گوپال کے میک اپ اور یونیفارم میں تھا۔ صفدر، خاور اور تنویر بھی فوجی وردی میں تھے۔ صرف جولیا ہی عام لباس میں تھی اور عمران کو اسی کی فکر تھی کہ کہیں راستے میں سیکورٹی فورس یا آرمی والوں نے اسے دیکھ لیا تھا تو وہ اس کے بارے میں کیا بتائے گا۔

مزید پانچ منٹ بعد سڑک کے دونوں طرف چٹانوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور سڑک بھی بل کھانے لگی۔ کہیں تو سڑک کے اطراف میں چٹانین اور پتھریلی زمین تھی اور کہیں ڈھلانیں اور عمیق کھائیاں منہ پھاڑے ہوئے تھیں۔ بعض جگہوں پر سڑک کی چوڑائی بھی کم تھی اور وہاں سے ایک وقت میں ایک ہی گاڑی گزر سکتی تھی۔ ہر سو دو سو قدم کے فاصلے پر موڑ تھے۔ اس لئے کاشر نے جیپ کی رفتار نارمل ہی رکھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک موڑ کی دوسری طرف نکلے تو سامنے کسی چیک پوسٹ کی سرخ بتی دکھائی دینے لگی۔ وہاں سے چیک پوسٹ کا فاصلہ تقریباً دو فرلانگ تھا۔ عمران کی ہدایت پر کاشر نے فوراً ہی جیپ کی لائٹیں بجھا دیں۔

چیک پوسٹ تک سڑک میں کئی موڑ تھے۔

''کیا ہمیں اسی چیک پوسٹ سے گزرنا ہے۔'' عمران کے عقب میں بیٹھی جولیا نے پوچھا۔

''نہیں ...... لیکن وہاں تک جانا ضروری ہے۔'' عمران بولا۔ ''اور وہیں سے ہمارے پیدل سفر کا آغاز ہونا ہے۔''

''خدا کے لئے اب تو بتادو کہ ہم کہاں مرنے جارہے ہیں؟'' تنویر نے جھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

''کاشر ...... ایک منٹ روکنا ...... میں ذرا اسے تو بتادوں۔ یہ بہت بے تاب ہے مرنے کے لئے۔'' عمران غرایا اور ہاتھ بڑھا کر اندر کی بتی روشن کردی۔

اس کی غراہٹ سن کر تمام ممبر سہم گئے۔ یقیناً وہ سنجیدہ تھا اور تمام ممبرز جانتے تھے کہ جب عمران پر سنجیدگی سوار ہوجائے تو کتنا خطرناک ہوجاتا ہے۔ کاشر نے بریک لگا کر جیپ روک دی۔ پیچھے بیٹھا تنویر سٹپٹا کر اپنے سامنے بیٹھے صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔

''شاید اس کا دماغ چل گیا ہے۔ کیپٹن تم چلو۔'' جولیا نے ناگواری سے کہا۔

''نہیں ...... میں اب اسے بتا کر رہوں گا۔ یہ خود کو سمجھتا کیا ہے؟'' عمران غضبناک لہجے میں بولا۔

''عمران صاحب ...... پلیز ......'' صفدر تیزی سے بولا۔ ''جانے دیجئے۔''

''کیوں جانے دوں ...... کیا تم اس کی حمایت کررہے ہو؟'' عمران نے

پلٹ کر اسے گھورا۔

"اس بے چارے نے کوئی غلط بات تو نہیں کہی۔ آپ نے ہمیں بھی اندھیرے میں رکھا ہوا ہے۔" صفدر نے منہ بنایا۔

"تو کیا میں تم لوگوں کے لئے مغرب سے سورج طلوع کر دوں؟" عمران نے غصے سے کہا اور رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔

"نہیں...... مگر ہم بھی جاننا چاہتے ہیں کہ ہمارا مشن کیا ہے؟" صفدر کو بھی غصہ آ گیا۔

"ہمارا مشن صرف تمہارے چوہے کے احکامات کی تعمیل کرنا اور اس کی کال وصول کرنا ہے۔" عمران غرایا۔

"کون سی کال عمران صاحب......؟" خاور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

جس کے لئے ہم یہاں رکے ہیں۔" عمران نے جیب سے چھوٹا سا مگر طویل فریکوئنسی والا ٹرانسمیٹر نکالتے ہوئے اس بار احمقانہ لہجے میں کہا اور اس کی فطرت سے ناواقف کیپٹن کاشر حیرت سے اسے گھورنے لگا۔ ٹھیک اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز خارج ہونے لگی۔ تمام ممبرز سگنل سن کر بے اختیار چونکے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو عمران...... ایکسٹو کالنگ...... اوور......" ٹرانسمیٹر سے بھرائی ہوئی آواز خارج ہونے لگی اور وہ سب چونک پڑے۔

"لیس سر...... عمران اٹینڈنگ...... اوور......" عمران نے جواباً کہا۔

"کیا پوزیشن ہے...... اوور......؟" ایکسٹو نے پوچھا۔

"بڑی نازک پوزیشن ہے سر۔" عمران نے منہ بنا کر کہا۔ "دلہن بھاگ گئی

ہے۔اس لئے سہاگ رات کا پروگرام ملتوی کرنا پڑ گیا۔“

”کیا بک رہے ہو......تم ہوش میں تو ہو......؟“ ایکسٹو کی غراہٹ سنائی دی۔

”اوہ......مم......میرا مطلب ہے آپ کی کال وصول کرنے کے لئے رک چکے ہیں ورنہ ہم بہتر پوزیشن میں جا رہے تھے۔“ عمران بوکھلا گیا۔

”مجھ سے بات کرتے وقت ہوش میں رہا کرو احمق......“ ایکسٹو نے اسے ڈانٹا۔

اور عمران بغلیں جھانکنے لگا۔اس کی بوکھلاہٹ پر تنویر سمیت تمام ممبرز مسکرا رہے تھے۔

”سس......سوری چیف۔آئندہ نہیں پیا کروں گا۔“ عمران کی آواز بھیک مانگ رہی تھی۔

”اوہ......کیا تم نے پِ کھی ہے؟“ ایکسٹو کی غراہٹ ابھری۔

”نن......نہیں سر......میں نے صرف غصہ پیا ہے۔کیونکہ ممبرز بار بار پوچھتے ہیں کہ ہمارا مشن کیا ہے۔آپ کی اجازت ہو تو بتا دوں؟“

بتا دینا......فی الحال یہ بتاؤ کہ تم پہاڑی سڑک پر پہلی چیک پوسٹ سے کتنی دور ہو؟“

جواب میں عمران نے اندازے سے فاصلہ بتایا۔پھر بولا۔”ہم چیک پوسٹ سے پچاس ساٹھ قدم پیچھے ہی جیپ چھوڑ دیں گے سر۔کیپٹن کاشر کی اسٹیشن ویگن ہم دس بارہ میل پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور ہم نے فوجی وردیاں پہن رکھی ہیں۔“

پھر ایک دم عمران کی آواز بدل گئی اور وہ افریقی زبان میں بات کرنے لگا۔اس کے ساتھی حیرت سے اسے گھور رہے تھے۔ وہ افریقی زبان سے یکسر ناواقف تھے۔اس لئے ایکسٹو اور عمران کی گفتگو کا ایک لفظ تک ان کی سمجھ میں نہ آرہاتھا۔دومنٹ بعد عمران پھر اردو بولنے لگا۔

"بہت بہتر چیف...... آپ تنویر کی فکر مت کریں۔ میں اسے سمجھادوں گا۔بہت وفادار ہے۔"

"آئندہ واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنا۔اوور اینڈ آل۔" ایکسٹو نے بھی آخر میں اردو میں کہا۔

اس کے ساتھ ہی اس کی آواز آنا بند ہوگئی۔عمران نے گہرا سانس لیا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے لباس کے اندر رکھ لیا۔

تنویر کے ذکر پر وہ سب ہی چونکے تھے۔صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔"خیریت...... تنویر کو کیا سمجھانا چاہتے ہیں۔"

"وہی جواب تک اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔یعنی مشن کے بارے میں۔" عمران نے جواب دیا۔

"آپ اس کی وفاداری کی تعریف کر رہے تھے؟" خاور نے کہا۔"کیا معاملہ ہے؟"

"معاملہ صرف اتنا ہے کہ ایکسٹو کو قربانی کا ایک بکرا چاہئے۔" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔"اور میرے خیال میں اس سے زیادہ وفادار جانور...... میرا مطلب ہے ممبر اور کوئی نہیں ہے۔کیونکہ باقی سب ممبرز کمزور اور بزدل ہیں۔"

"اوہ...... اس کی قربانی کس معاملے میں دی جارہی ہے؟" صفدر نے

پوچھا۔

عمران نے اندر کی بتی بجھائی اور کاشر کو چلنے کی ہدایت کر کے صفدر کے سوال کا جواب دینے لگا۔ کاشر نے جیپ آگے بڑھائی ہی تھی کہ اچانک خاور بول پڑا۔ ''عمران صاحب...... اصل بات بتائیں مشن کے بارے میں۔''

''وہی بتا رہا ہوں پیارے پیسا ٹاور......'' عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر رکے بغیر بولتا چلا گیا۔ تمام ممبرز دلچسپی اور توجہ سے مشن کے بارے میں سن رہے تھے۔ عمران نے اس مشن میں درپیش خطرات کا بھی ذکر کیا اور جب وہ خاموش ہوا تو تمام ممبرز پر عجیب سا جوش اور سنسنی سوار ہو چکی تھی۔ آنے والے خطرات کا تصور کر کے ان پر ہیجان سا طاری ہو گیا تھا۔

پل سے نصف فرلانگ پیچھے ہی اس نے ٹیکسی رکوالی۔ یہاں تک سڑک کے اطراف میں نئی آبادیاں قائم ہورہی تھیں۔ جبکہ پل کے پار کھیتوں اور باغات کے سلسلے تھے۔اس نے کرایہ ادا کیا اور اتر کر پیدل ہی آگے بڑھنے لگا۔ ٹیکسی یوٹرن لے کر واپس شہر کی طرف روانہ ہوگئی۔رات کے ساڑھے گیارہ بجے تھے اور سڑک سنسان پڑی تھی۔ وہ نہر کے پل پر پہنچا۔ چھوٹی سی نہر تھی وہ پل سے گزر کر دوسری طرف آیا تو چند قدم آگے سڑک کے کنارے کسی کار کا ہیولا دکھائی دیا۔یقیناً یہ وہی کار تھی جس کے بارے میں اسے بتایا گیا تھا۔لیکن پھر بھی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور کا دستہ ہاتھ میں لے لیا تھا۔وہ کار کے پاس پہنچا تو نیم تاریکی میں ڈرائیونگ سیٹ پر ایک شخص بیٹھا دکھائی دیا۔اس کے سوا کار میں کوئی نہ تھا۔ جونہی وہ کار کے پاس رکا، ڈرائیور نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔"پیچھے بیٹھ جاؤ کیپٹن بابر۔"

آواز سن کر وہ اچھل پڑا۔اسے امید نہیں تھی کہ یہاں ایکسٹو سے ملاقات ہوگی۔ وہ خاموشی سے دروازہ کھول کر عقبی سیٹ پر بیٹھا اور ایکسٹو نے کار آگے بڑھاتے ہوئے ہیڈ لائٹس روشن کردیں۔

کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی۔'' چند لمحوں بعد ایکسٹو نے پوچھا۔

''نو سر......'' کیپٹن بابر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ریوالور تیار رکھو۔ کہیں بھی اچانک ضرورت پیش آ سکتی ہے۔'' ایکسٹو نے رفتار میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔ ''آگے ایک چیک پوسٹ ہے۔ وہاں سے گزر کر ہم پروجیکٹ فائیو کی طرف مڑ جائیں گے۔''

رائٹ سر......'' کیپٹن نے جواباً کہا۔ چیک پوسٹ کا سن کر اس کے جسم میں سنسنی سی پھیل گئی تھی۔

لیکن چیک پوسٹ کی بتی نظر آتے ہی ایکسٹو نے ہیڈ لائٹس بجھا کر رفتار کم کر دی۔ پھر چیک پوسٹ سے چالیس پچاس قدم پیچھے ہی اس نے سڑک سے کار اتاری اور درختوں کے عقب میں آ کر روک دی۔

''آؤ......اس نے انجن بند کر کے اترتے ہوئے کہا۔ ''اب ہمیں کچھ دور پیدل سفر کرنا ہے۔''

کیپٹن بابر کار سے اترا اور ایکسٹو کے پیچھے چل دیا۔ ایکسٹو سڑک کی مخالف سمت میں بڑھ رہا تھا۔ اس طرف قد آدم فصلوں والے کھیت تھے۔ دو کھیتوں کے درمیان سے گزر کر وہ دوسری طرف آئے اور پھر سڑک کے متوازی چلنے لگے۔ اب وہ سڑک سے تقریباً پچاس قدم کے فاصلے پر تھے۔ تقریباً سو ڈیڑھ سو قدم کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایکسٹو نے پھر سڑک کا رخ کیا اور جب وہ سڑک پر پہنچے تو چیک پوسٹ پچاس ساٹھ قدم پیچھے رہ گئی تھی۔ چاند طلوع ہو چکا تھا مگر درختوں کے سایوں کی وجہ سے سڑک پر اندھیرے کا سماں تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ایک چوراہے پر پہنچے اور وہاں سے شمال مغرب کو جانے والی

سڑک پر مڑ گئے۔

بیس پچیس منٹ کے سفر کے بعد ایکسٹو نے رک کر ادھر ادھر دیکھا۔ پھر جیب سے پینسل ٹارچ نکالی اور بابر کو وہیں رکنے کی ہدایت کر کے بائیں جانب کے درختوں میں گھس گیا۔ کیپٹن بابر ایکسٹو کے ساتھ سفر کرتا ہوا کافی نروس ہو رہا تھا۔ ایکسٹو نے اگرچہ معمول کے برعکس نقاب نہیں لگایا ہوا تھا لیکن پھر بھی اسے یقین تھا کہ موجودہ شکل ایکسٹو کی اصل شکل نہیں ہو سکتی اور یقیناً وہ میک اپ میں تھا۔ اب تک کی سروس کے دوران کسی ممبر نے ایکسٹو کی اصل شکل نہیں دیکھی تھی۔

دفعتاً اسے کسی گاڑی کا انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی اور وہ بے ساختہ اچھل پڑا۔ آواز تھوڑے ہی فاصلے پر ابھری تھی۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی بائیں جانب کے درختوں سے ایک گاڑی نمودار ہوتی دکھائی دی اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ ایک اسٹیشن ویگن تھی۔ جس کی بیرونی لائٹس آف تھیں۔ صرف اندر کی چھوٹی بتی روشن تھی اور اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایکسٹو نظر آ رہا تھا۔ کیپٹن بابر کو بے حد حیرت ہوئی۔

سڑک پر آ کر ایکسٹو نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور دروازہ کھول کر عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔ ایکسٹو نے اندر کی روشنی بجھائی اور فرنٹ کی چھوٹی بتیاں روشن کرتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی۔ کیپٹن بابر خواہش کے باوجود پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا کہ اس نے گاڑی کیوں حاصل کی تھی۔ کچھ دیر بعد پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا۔

”سر..... ہمارے باقی ساتھی کہاں ہیں؟“ دفعتاً کیپٹن بابر نے آہستہ سے پوچھا۔

''وہ بھی اسی طرف گئے ہیں۔ یہ گاڑی انہی کی چھوڑی ہوئی ہے۔'' ایکسٹو نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''اوہ.....تو کیا وہ پیدل جا رہے ہیں۔'' وہ بے ساختہ چونکا۔

''نہیں......ان کے پاس فوجی جیپ ہے لیکن اب تک وہ اس سے بھی چھٹکارہ پا چکے ہوں گے۔ ہمیں بھی کچھ دیر بعد یہ گاڑی چھوڑنا ہوگی۔''

تھوڑی دیر بعد سڑک کے دائیں بائیں چٹانوں اور چھوٹی بڑی پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سڑک بل کھاتی ہوئی بتدریج بلندی کی طرف گامزن تھی۔ پھر ایک موڑ مڑتے ہی سامنے افق پر کسی گاڑی کی متحرک روشنیاں دکھائی دینے لگیں۔ لیکن ابھی وہ کافی فاصلے پر تھی۔ راستے میں ایک دو موڑوں کے پار تھی۔ ایکسٹو نے بائیں جانب ایک چٹان کے پیچھے کشادہ جگہ دیکھی اور گاڑی سڑک سے اتار کر اس چٹان کے پیچھے لے آیا۔ چٹان کافی بلند اور کسی قدر ترچھے رخ پر تھی۔ جس کے سبب ادھر سے آنے والی گاڑی کی روشنیاں اس پر نہیں پڑ سکتی تھیں۔ اس نے انجن بند کیا اور اتر آیا۔ کیپٹن بابر نے بھی اس کی تقلید کی۔

ایکسٹو نے سڑک کے کنارے ایک بڑے پتھر کی طرف اشارہ کیا۔ ''اس کے پیچھے چلے جاؤ۔ اگر آنے والی کوئی جیپ ہوئی تو اس پر قبضہ کریں گے۔ جب تک ضروری نہ ہو کوئی حرکت مت کرنا۔ ریوالور ہاتھ میں لے لو۔''

کیپٹن بابر ریوالور نکالتا ہوا اس پتھر کی آڑ میں جا بیٹھا۔ ایکسٹو سڑک پر آیا اور چند قدم چلنے کے بعد دوسری جانب کی چٹانوں کی آڑ میں غائب ہوگیا۔ وہاں سے بیس پچیس قدم کے فاصلے پر ایک موڑ تھا۔ کیپٹن بابر موڑ کی طرف دیکھتا ہوا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً چار منٹ بعد موڑ سے آنے والی گاڑی برآمد ہوئی۔

ایک فوجی جیپ ہی تھی۔ مڑتے ہوئے اس کی رفتار بہت کم تھی۔ لیکن ابھی وہ موڑ سے چند قدم ہی آگے آئی تھی کہ اچانک ایک چیخ بلند ہوئی اور دوسرے ہی لمحے جیپ رکتی چلی گئی۔

کیپٹن بابر کو حیرت ہوئی۔ چیخ یقیناً جیپ سے ہی بلند ہوئی تھی۔ اس نے جیپ کے ڈرائیور کو جیپ سے کودتے دیکھا۔ اسی لمحے جیپ کے عقب سے ایک آدمی نمودار ہوا اور اس نے ڈرائیور پر جست لگا دی۔ کیپٹن بابر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ آدمی ایکسٹو تھا۔ نہ جانے وہ کب موڑ کے پاس جا پہنچا تھا۔ ڈرائیور نے تیزی سے اپنا ریوالور نکالنا چاہا لیکن ایکسٹو اڑتا ہوا اس پر آ پڑا اور دونوں سڑک پر گر گئے۔ تب کیپٹن بابر پتھر کی آڑ سے نکل کر اس طرف جھپٹا۔ مگر اس کے وہاں پہنچنے تک ایکسٹو فارغ ہو چکا تھا۔ ڈرائیور سڑک پر پڑا گہرے سانس لے رہا تھا۔ اس پر بے ہوشی طاری تھی۔

"جیپ میں ایک لاش پڑی ہے۔ اس کی یونیفارم جلدی سے اتار کر پہن لو۔ کہیں بالکل ہی رنگین نہ ہو جائے۔" ایکسٹو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

کیپٹن بابر جیپ کے عقب میں آیا۔ اندر ایک فوجی سپاہی فرش پر گرا ہوا تھا اور اس کے پہلو سے خون بہہ رہا تھا۔ یقیناً ایکسٹو نے بے آواز ریوالور سے اس پر فائر کیا تھا۔ کیپٹن بابر تیزی سے جیپ میں سوار ہوا اور پھرتی سے سپاہی کا لباس اتارنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے سپاہی کی یونیفارم پہن لی۔ یونیفارم کا کچھ حصہ خون میں تر ہو گیا تھا مگر اس وقت اس کا کوئی حل نہ تھا۔ یونیفارم پہن کر اس نے سپاہی کی اسٹین گن اٹھائی اور جیپ سے اتر آیا۔ اتنے میں ایکسٹو ڈرائیور کی یونیفارم اتار کر پہنچ چکا تھا۔

اس نے ڈرائیور، جو یونیفارم سے میجر معلوم ہوتا تھا اٹھایا اور سڑک کی دوسری جانب گہرائی میں پھینک دیا۔ پھر کیپٹن بابر کے ساتھ مل کر اس نے سپاہی کی لاش جیپ سے اتاری اور اسے بھی سڑک کے نشیب میں پھینک کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ اس کے اشارے پر کیپٹن بابر عقبی نشست پر بیٹھا اور ایکسٹو نے جیپ آگے بڑھا دی۔ قدرے کشادہ جگہ پر آ کر اس نے جیپ موڑی اور اس کا رخ اسی سمت میں کر دیا جس طرف سے جیپ آئی تھی۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ ایک چیک پوسٹ کے قریب پہنچے۔ وہاں رکاوٹ کے پاس دو فوجی سپاہی کھڑے تھے۔ انہوں نے جیپ دیکھی اور رکاوٹ ہٹا دی۔ ایکسٹو نے آہستہ سے کہا۔ ''پیچھے مت دیکھنا تاکہ وہ تمہاری شکل نہ دیکھ سکیں۔''

پھر اس نے رکاوٹ سے گزرتے ہوئے خود بھی چہرہ سپاہیوں کی مخالف سمت میں موڑ لیا تھا۔ وہاں سے گزرنے کے بعد اس نے پیچھے کا جائزہ لیا۔ سپاہی سڑک بند کر کے نارمل قدموں سے چیک پوسٹ کی عمارت کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کیپٹن بابر ایکسٹو کی ذہانت اور حکمت عملی کی دل ہی دل میں داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ دو تین میل چلنے کے بعد اگلی چیک پوسٹ کی روشنیاں دکھائی دیں تو ایکسٹو نے جیپ سڑک کے کنارے واقع ایک بلند چٹان کے پیچھے روکی اور انجن بند کر کے اتر آیا۔ کیپٹن بابر بھی اترا اور ایکسٹو کے اشارے پر اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔ چیک پوسٹ وہاں سے تقریباً نصف فرلانگ کے فاصلے پر تھی۔

پچاس ساٹھ قدم چلنے کے بعد بائیں ہاتھ پر سڑک کے کنارے ایک تکون نما چٹان دیکھ کر ایکسٹو رک گیا۔ کیپٹن بابر بھی رک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ایکسٹو نشیب میں جھانک رہا تھا۔ اس طرف ایک ڈھلان تھی۔ جس پر جگہ جگہ

چھوٹے بڑے پتھر پڑے تھے۔ چاند کی روشنی میں سڑک سے نیچے جاتی ڈھلان کے اختتام پر زمین کی سطح ناہموار دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں ہر طرف چٹانیں اور گہری کھائیاں تھیں۔

"آؤ کیپٹن......!" ایکسٹو نے چند لمحوں تک نشیب کا جائزہ لینے کے بعد کہا۔ "یہاں سے ہم نیچے اتریں گے۔ ذرا احتیاط سے قدم رکھنا۔"

پھر وہ اس ڈھلان پر اترنے لگے۔ چند منٹ بعد وہ نشیب میں بکھری چٹانوں میں پہنچ گئے۔ اب وہ سڑک سے تقریباً سو فٹ کی گہرائی میں تھے۔ وہاں پہنچ کر ایکسٹو سڑک کی مخالف سمت میں آگے بڑھنے لگا۔ چٹانوں اور پہاڑیوں کے سائے کی وجہ سے وہاں اندھیرا تھا۔ ابھی انہوں نے تقریباً نصف فرلانگ کا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک ایک انسانی آواز سنائی دی اور وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔ وہ آواز راہ میں حائل ایک بڑی چٹان کے عقب سے آ رہی تھی۔ کیپٹن بابر نے ایکسٹو کے اشارے پر ریوالور نکال لیا۔ یقیناً ایکسٹو نے خطرہ محسوس کر لیا تھا۔

بلند و بالا چٹانوں اور عمیق کھائیوں کے درمیان چلتے ہوئے وہ کافی دشواری محسوس کر رہے تھے۔ یہ بے حد دشوار گزار علاقہ تھا اور انہیں صبح کا اجالا پھیلنے سے کم از کم ایک گھنٹہ پہلے منزل پر پہنچنا تھا۔ جبکہ پہاڑی بھول بھلیوں میں بھٹک کر کسی غلط سمت میں جانے کا خدشہ بھی تھا۔ وہ لوگ جیپ سڑک کے کنارے ایک کشادہ چٹان کے پیچھے چھوڑ آئے تھے اور تقریباً چالیس منٹ سے مسلسل پتھریلے اور تنگ راستوں پر چل رہے تھے۔ بعض جگہوں پر انہیں انتہائی خطرناک صورتحال سے دوچار ہونا پڑ جاتا تھا جہاں دو فٹ کشادہ گزرگاہ کے دائیں بائیں گہری کھائیاں ہوتی تھیں یا ایک طرف چٹان اور دوسری طرف عمیق کھائی۔

سفر خاموشی سے ہو رہا تھا۔ عمران نے انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اس علاقے میں تمام راستوں پر نگرانی کی جاتی ہے اور مسلح فوجی گشت کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے وہ لوگ بہت محتاط رہیں۔ لیکن اپنے مزاج کے مطابق تنویر بہت بور ہو رہا تھا۔ عمران ان سب سے آگے چل رہا تھا۔ اس کے عقب میں جولیا اور صفدر تھے۔ جبکہ کاشر سب سے آخر میں تھا اور تنویر کے ساتھ چل رہا تھا۔ راہ میں حائل چٹانوں کے گرد گھوم کر یا کسی بڑی کھائی سے بچنے کے لئے انہیں بار بار اپنی سمت

تبدیل کرنا پڑ رہی تھی۔ حالانکہ ان کے پاس ٹارچیں تھیں لیکن روشنی خطرے کو دعوت دے سکتی تھی۔ اسی لئے عمران نے ٹارچ چلانے سے گریز کیا اور محض چاند کی مدھم روشنی پر ہی انحصار کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کچھ بہتر علاقہ آ گیا۔ یہاں بڑی بڑی چٹانیں اور پہاڑیاں تھیں جن کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ زمین بھی قدرے ہموار تھی اور گڑھے کھائیاں بہت ہی کم تھے۔ وہ ایک کشادہ اور بلند چٹان کے گرد گھوم کر دوسری طرف پہنچے ہی تھے کہ اچانک روشنی میں نہا گئے۔ وہ روشنی ایک طاقتور فلش لائٹ ٹارچ کی تھی اور بائیں جانب سے ان پر پڑ رہی تھی۔ ایک لمحہ کے لئے ان کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ اسی لمحے دائیں جانب سے بھی ایک ٹارچ کی روشنی نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور ان کے قدم رکتے چلے گئے۔

''ہالٹ!'' بائیں جانب سے تحکمانہ آواز آئی۔ ''ہاتھ بلند کر لو...... تم لوگ ہمارے گھیرے میں ہو۔''

عمران نے ہاتھ اٹھانے میں پہل کی۔ پھر دوسروں نے اس کی تقلید کی۔ تب سامنے والی چٹان کے عقب سے دو مسلح فوجی برآمد ہوئے اور ان دونوں نے اسٹین گنیں ان پر تان لیں۔ اس کے بعد دائیں بائیں بڑے پتھروں کی آڑ میں چھپے ہوئے دونوں ٹارچ بردار فوجی بھی اپنی کمین گاہوں سے نکل کر ان کے گرد پہنچ گئے۔ پہلے دونوں فوجیوں میں سے ایک کے بدن پر موجود یونیفارم اسے کیپٹن ظاہر کر رہی تھی۔

''تم لوگ کون ہو اور کہاں جا رہے ہو......؟'' اس نے سخت لہجے میں عمران سے پوچھا۔

عمران سمیت سب ساتھی فوجی وردیوں میں ملبوس تھے۔ صرف جولیا عام لباس میں تھی۔ عمران نے کیپٹن کا سوال سن کر حیرت کا اظہار کیا۔

"اوہ...... کیا تم مجھے نہیں پہچانتے کیپٹن؟" وہ متحیرانہ انداز میں بولا۔

"نہیں...... اور اگر تم اپنی شناخت نہیں کراؤ گے تو ہم گرفتار کر لیں گے۔" کیپٹن نے سخت لہجے میں کہا۔

"کمال ہے...... کیا تم ان اسٹارز کو بھی نہیں دیکھ رہے۔" عمران نے اپنے کندھوں کی طرف اشارہ کیا۔

"بے شک تم لوگ انڈین آرمی کی یونیفارم میں ہو، لیکن ہمارا تعلق زون سیکورٹی سے ہے اور تمہاری یونیفارم شناخت کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتی۔" کیپٹن نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "اس علاقے میں کوئی بھی شخص پیشگی اطلاع اور اجازت کے بغیر آتا ہے تو اسے دشمن خیال کر کے گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ بہرحال تم بتاؤ کہ کہاں سے آ رہے ہو اور کہاں جانا چاہتے ہو۔ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ یا زون سیکورٹی کے چیف کا جاری کردہ اجازت نامہ تمہارے پاس ہے تو پیش کرو۔"

"سوری کیپٹن چکوترا......" عمران نے ایک دم سخت لہجہ اختیار کر لیا۔ "میں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ ہمارا تعلق ملٹری سیکرٹ سروس سے ہے اور ہم ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں پروجیکٹ کی طرف جا رہے ہیں۔"

"میرا نام چکوترا نہیں ملہوترا ہے......" کیپٹن اسے گھورتا ہوا بولا۔ "شناختی کارڈ دکھاؤ۔"

عمران کے ساتھی بھی دیکھ چکے تھے کہ کیپٹن کے سینے پر اس کے نام کا بیج پن کیا ہوا تھا اور اس پر کیپٹن ملہوترا ہی لکھا تھا۔

''میں نے بتایا ہے نا کہ ہم خفیہ مشن پر ہیں اور یہ اتنا ٹاپ سیکرٹ ہے کہ تمہیں کچھ نہیں دکھایا جا سکتا۔'' عمران غرایا۔ ''اور اگر تم نے ہمارے مشن میں رکاوٹ بن کر وقت ضائع کیا تو تمہیں کورٹ مارشل کا سامنا کرنا پڑ جائے گا۔''

''دھمکی مت دو...... ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔'' کیپٹن نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔ ''خود کو حراست میں سمجھو اور اپنا نام بتاؤ۔''

''مجھے کیپٹن گوپال کہتے ہیں۔ یہ کیپٹن شرما ہے۔'' عمران نے کیپٹن کا شر کی طرف اشارہ کیا۔

''اور یہ......؟'' اس نے جولیا کی طرف انگلی اٹھائی۔

''لڑکی اک کھلونا......!'' عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی آنکھ دبائی۔

''اوہ...... آئی سی......!'' کیپٹن نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔ ''لیکن اس نے یونیفارم نہیں پہنی۔''

''یار...... تم تو بالکل ہی عقل سے پیدل لگتے ہو۔'' عمران نے منہ بنایا۔ ''کیا یونیفارم کے بغیر تمہیں یہ اچھی نہیں لگتی؟''

''ہوں......!'' کیپٹن کی نگاہیں مسلسل جولیا کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ''تو تم کھیلنے کے لئے اس کھلونا کو ساتھ لے آئے ہو۔''

''ظاہر ہے...... دل بہلانے کے لئے کچھ نہ کچھ تو ہونا چاہیئے۔'' عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ ''کیا تمہارے پاس نہیں ہے؟''

''نہیں...... ہمیں اجازت نہیں ہے۔ ہمارا انچارج میجر ٹیگور بہت سخت آدمی ہے۔ عورت سے اسے نفرت ہے۔''

جولیا ہونٹ بھینچے عمران کی بے ہودہ باتیں برداشت کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ تنویر کو بھی عمران پر غصہ آ رہا تھا۔

''کیپٹن...... کیا میں ہاتھ گرا سکتا ہوں؟'' عمران نے پوچھا۔

''نہیں...... میں ابھی مطمئن نہیں ہوا'' وہ دوبارہ سخت رویہ اختیار کرتا ہوا بولا۔ ''تمہیں ہمارے کیمپ تک چلنا ہوگا۔ وہاں ہمارا انچارج موجود ہے۔''

''اس طرح تو ہمارا کافی وقت ضائع ہوگا۔'' عمران نے منہ بنایا۔ ''اچھا اگر میں تمہیں مطمئن کر دوں تو پھر ہمیں آگے جانے دو گے؟''

''شاید...... تم اپنے شناختی کاغذات دکھا دو تو بہتر ہوگا۔ آخر تم کس مشن پر جا رہے ہو؟''

''ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے۔ ان سپاہیوں کے سامنے نہیں بتا سکتا۔'' عمران بولا۔ ''آؤ...... ادھر تنہائی میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔'' پھر عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''رادھا...... تم بھی آؤ۔ تم زیادہ بہتر انداز میں کیپٹن کو مطمئن بلکہ آسودہ کر سکتی ہو۔''

اس نے چٹان کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کیپٹن ملہوترا کو آنکھ ماری۔

''آؤ کیپٹن...... تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کس سخی سے پالا پڑا ہے۔''

کیپٹن ملہوترا نے اپنے تینوں ماتحتوں کو مخاطب کر کے کہا۔ ''تم ان لوگوں پر نظر رکھو۔ کوئی غلط حرکت کریں تو بھون دینا۔''

''بلکہ بھون کر کھا جانا...... بہت لذیذ گوشت ہے ان کا۔'' عمران نے ہانک لگائی۔

جولیا عمران اور کیپٹن ملہوترا کے ساتھ چلتی ہوئی چٹان کے پیچھے پہنچی۔ یہاں سے ان کی آوازیں دوسروں تک نہیں پہنچ سکتی تھیں۔

''ہاں......اب بتاؤ......کیا معاملہ ہے۔'' کیپٹن رکتا ہوا بولا۔

''رادھا......کیپٹن کو اپنی شناخت کراؤ۔'' عمران نے جولیا سے کہا۔''میں ادھر منہ کر لیتا ہوں......شرم مت کرنا۔''

اس نے ان کی طرف پشت کر لی۔ کیپٹن ملہوترا جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا اور جولیا پریشان ہو کر سوچنے لگی کہ کیا کرنا چاہئے۔

''ارے، دیکھتے کیا ہو کیپٹن...... جلدی کرو...... گن رکھ کر اسے بانہوں میں لے لو۔'' عمران نے آہستہ سے کہا۔

کیپٹن ملہوترا نے گن قریبی پتھر پر رکھی اور جولیا کی طرف بڑھا۔ ٹھیک اسی لمحے عمران نے اپنا ریوالور نکالا اور پلٹ کر اس کی کمر سے لگا دیا۔

''بس کرو......وقت ملاقات ختم ہو گیا ہے۔......'' وہ سرگوشی کے انداز میں غرایا۔''ہاتھ بلند کر لو۔''

''کک...... کیا...... مطلب......'' کیپٹن بوکھلا کر بولا۔ جولیا نے بھی پھرتی سے اپنے لباس میں سے ریوالور نکالا اور اس پر تان لیا۔

''مطلب صاف ہے......'' عمران نے خشک لہجے میں کہا۔''اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہاتھ اٹھا لو۔ ذرا بھی آواز بلند کی تو فائر کر دوں گا۔ میرے ریوالور پر سائیلنسر نصب ہے۔ اس لئے تمہارے ساتھیوں کو تمہارے مرنے کا قطعی علم نہ ہو سکے گا۔''

عمران کی دھمکی سن کر کیپٹن ملہوترا خوفزدہ ہو گیا اور اس نے ہاتھ اٹھا دیئے۔''تم جو کوئی بھی بچ کر نہ جا سکو گے۔''

''فی الحال اپنی فکر کرو......تم گن اٹھا کر لباس میں چھپا لو اور واپس چلو۔''

عمران نے دوسرا جملہ جولیا سے کہا۔

اس نے پتھر پر رکھی اسٹین گن اٹھالی عمران نے کیپٹن سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ ''ہاتھ نیچے کر کے واپس چلو۔ تمہارے ساتھیوں کو شک نہیں پڑنا چاہئے۔''

کیپٹن ملہوترا نے ہاتھ گرائے اور عمران کے آگے چلنے لگا۔ جبکہ جولیا سب سے پیچھے رہی۔ وہ چٹان کی آڑ سے نکل کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے۔

''ہاتھ بلند کرلو...... اور اپنے ماتحتوں کو کہو کہ گنیں پھینک دیں...... ورنہ میں فائر کردوں گا۔''

کیپٹن نے ہاتھ اٹھائے اور اپنے ساتھیوں کو ہتھیار پھینکنے کا حکم دیا۔ انہوں نے حیران ہوتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ تب عمران کے ساتھیوں نے ان کی گنیں اٹھا کر ان پر تان لیں۔ ٹھیک اسی لمحے ایک آواز بلند ہوئی۔ عمران چونکا اور توجہ سے سننے لگا۔ آواز کسی گاڑی کی تھی جو بتدریج بلند ہوتی جارہی تھی۔ یقیناً وہ کوئی فوجی گاڑی تھی اور اسی طرف آرہی تھی۔

میجر شنکر اپنے ماتحت سارجنٹ سریندر کے ساتھ سرحدی گاؤں پہنچا تو کیپٹن راجیش ملٹری انٹیلی جنس کے چند ممبروں کے ساتھ گاؤں کی تلاشی لے چکا تھا۔ جبکہ بیس پچیس سپاہیوں نے گاؤں کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ کیپٹن راجیش نے میجر شنکر کو رپورٹ پیش کی۔

"تمام گھروں کی تلاشی لینے کے باوجود ہمیں کوئی مشتبہ شخص نظر نہیں آیا۔" اس نے بتایا۔

"ہو سکتا ہے وہ گاؤں کے باہر سے ہی گزر گئے ہوں۔" میجر نے سوچتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا بھی ہوتا تب بھی گاؤں والوں کو ضرور کچھ علم ہوتا۔ کیونکہ کسی بھی اجنبی کو دیکھ کر ان کے کتے بھونکنے لگتے ہیں اور......"

دفعتاً میجر کی جیب میں رکھے ٹرانسمیٹر سے سگنل کی آواز خارج ہونے لگی اور اسے سن کر راجیش خاموش ہو گیا۔ میجر شنکر نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور آن کر دیا۔

"ہیلو سر...... کیپٹن راجیو کالنگ...... اوور......" ٹرانسمیٹر سے اس کے

ماتحت کی آواز خارج ہونے لگی۔

''یس کیپٹن...... شنکر بول رہا ہوں......اوور......'' شنکر نے تیزی سے کہا۔

''کیا آپ سے لیفٹیننٹ روشن نے رابطہ کیا تھا......اوور......'' راجیو نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''نہیں......'' شنکر نے چونکتے ہوئے کہا۔ ''کیوں، خیریت؟ اوور......''

''جی ہاں...... میں نے آپ کے حکم پر تمام ممبرز کو ہدایت کر دی تھی اور انہوں نے فوری طور پر کام شروع کر دیا تھا۔ لیفٹیننٹ روشن نے مجھ سے آخری مرتبہ رابطہ قائم کر کے اطلاع دی تھی کہ وہ دو ہوٹلوں کو چیک کر چکا ہے اور اب اروناہوٹل کو چیک کرنے جا رہا ہے۔ لیکن اس کے بعد اس نے دو گھنٹے تک کوئی رپورٹ نہ دی تو میں نے خود اسے کال کیا، لیکن اس نے کال ریسیو نہیں کی۔ میں اب تک تین مرتبہ ٹرائی کر چکا ہوں سر......اوور......''

''کیا یہی بتانے کے لئے تم نے مجھے کال کیا ہے۔؟'' میجر شنکر نے ناگواری سے کہا۔

''یس سر...... میں نے سوچا شاید آپ سے اس نے رابطہ قائم کیا ہو...... اوور......'' راجیو کی آواز سنائی دی۔

''نہایت احمق ہو تم......'' میجر غرایا۔ ''تمہیں چاہئے تھا کہ مجھ سے معلوم کرنے کی بجائے تم دوسرے ماتحتوں کو اس کی تلاش میں بھیجتے۔''

''میں نے ایک ماتحت کو اروناہوٹل بھیج دیا ہے سر......'' راجیو بولا۔ ''ایک اور بات لیفٹیننٹ کپور نے دبئی سے آنے والی ایک پرواز کے مسافر کو ایئرپورٹ پر چیک کیا تھا۔ اس کے خیال میں وہ مسافر مشکوک تھا۔ اس نے مجھے اطلاع دی

تو میں نے مسافر کا تعاقب کرنے کی ہدایت کردی۔ لیکن شہر پہنچ کر وہ مسافر غائب ہوگیا اور کپور باوجود کوشش کے اسے دوبارہ نہیں پا سکا......اوور......"

"اوہ...... یہ کب کی بات ہے...... اوور......" شنکر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"دو گھنٹے پہلے کی......اوور......" راجیو نے بتایا۔

میجر شنکر نے چند لمحوں تک سوچا، پھر بولا۔" اس آدمی کا حلیہ وغیرہ بتا کر تمام ممبرز کو اس کی تلاش پر مامور کردو۔ تمام چھوٹے بڑے ہوٹلوں میں اس مسافر کو چیک کیا جائے۔ ایک گھنٹے بعد دوبارہ مجھے رپورٹ دینا......اوور اینڈ آل۔"

اس نے ٹرانسمیٹر آف کردیا۔ سارجنٹ سریندر نے کہا۔" سر...... ہوسکتا ہے وہ مسافر کوئی غیر ملکی ایجنٹ ہو۔"

"ظاہر ہے...... جو شخص لیفٹیننٹ کپور جیسے ذہین آدمی کو جل دے کر نکل گیا وہ کوئی عام آدمی نہیں ہوسکتا۔" شنکر نے کندھے اچکائے۔

"میرے لئے کیا حکم ہے سر......" کیپٹن راجیش نے پوچھا۔

"ہوں......" شنکر نے ایک لمحے کے لئے سوچا۔" تم یوں کرو کہ سڑک کے راستے پروجیکٹ فائیو کی طرف جاؤ اور مختلف چیک پوسٹوں سے رپورٹ لیتے جاؤ۔ ہوسکتا ہے کسی جگہ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہوا۔ میں یہاں سے ہیلی کاپٹر میں پروجیکٹ کی طرف جاتا ہوں۔"

"کیا آپ کو شبہ ہے کہ نامعلوم افراد پروجیکٹ کی طرف گئے ہوں گے؟" راجیش نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں......اور اس شبہ کی تصدیق کرنا بہت ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بے

خبری میں نہیں کسی عظیم نقصان سے دوچار ہونا پڑ جائے۔ تم میری گاڑی لے جاؤ۔ جونہی کوئی اہم پوائنٹ ملے، مجھے فوراً ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینا۔''

راجیش فوری طور پر میجر شنکر کی کار میں راونہ ہو گیا۔ شنکر نے وہاں موجود آرمی کے ایک آفیسر سے ہیلی کاپٹر منگوانے کے لئے کہا۔ پانچ منٹ بعد آرمی کا ایک ہیلی کاپٹر گاؤں کے باہر ایک کھیت میں اتر رہا تھا۔ میجر شنکر نے سارجنٹ سریندر کو ساتھ لیا اور کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ پائلٹ نے اس کے حکم پر کاپٹر فضاء میں بلند کیا اور ہیلی کاپٹر پروجیکٹ فائیو کی طرف اڑتا چلا گیا۔

ایکسٹو کے روپ میں بلیک زیرو کو امید تھی کہ عمران سے طے کئے گئے پروگرام کے مطابق وہ عمران سے کم از کم ایک گھنٹہ پہلے ٹارگٹ پر پہنچ جائے گا۔ لیکن چٹان کی دوسری طرف سے ابھرنے والی آواز نے اچانک ان کی پیش قدمی روک دی تھی۔ وہ بابر کے ساتھ چٹان کی آڑ میں کھڑا غور سے آواز سن رہا تھا۔ الفاظ سمجھ نہیں آ رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ایک آدمی کسی کو مخاطب کر کے بات کر رہا ہو۔

بلیک زیرو نے کیپٹن بابر کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا، پھر خود کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر چٹان کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا۔ وہ چٹان کے پہلو میں پہنچا تو اس طرف چند قدم کے فاصلے پر دو فوجی ایک بڑے پتھر پر بیٹھے سگریٹ پھونک رہے تھے، ان میں سے ایک آدمی بول رہا تھا۔ بلیک زیرو چٹان کی آڑ میں رکا، چند لمحوں تک انہیں دیکھتا اور سوچتا رہا۔ ان دونوں کا رخ چٹان کے بائیں جانب تھا۔ بلیک زیرو چاہتا تو انہیں یہیں سے نشانہ بنا سکتا تھا۔ لیکن خطرہ تھا کہ اگر ان میں سے کسی کی چیخ نکل گئی تو علاقے میں موجود دوسرے محافظ ادھر ہی دوڑے چلے آئیں گے۔ اسی لئے وہ ان پر خاموشی سے قابو پانا چاہتا تھا۔ ان فوجیوں کے عقب میں ایک چھوٹی سی چٹان نظر آ رہی تھی۔ بلیک زیرو نے حتمی فیصلہ کیا اور

زمین پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ چوپایوں کی طرح ہاتھ پاؤں کے بل چلتا ہوا اس چٹان کی طرف بڑھنے لگا۔

پتھریلی زمین پر پھیلی ہوئی کنکریاں اس کے ہاتھوں میں چبھ رہی تھیں۔ مگر وہ پرواہ کئے بغیر آگے بڑھتا رہا۔ فوجیوں کے عقب میں پہنچنے تک اسے چار پانچ منٹ لگ گئے۔ پھر جونہی وہ چھوٹی سی چٹان کے پیچھے پہنچا، اس کے پاؤں لگنے سے ایک چھوٹا سا پتھر اپنی جگہ سے لڑھک گیا۔ جس سے اچھی خاصی آواز پیدا ہوئی اور دونوں فوجی چونکتے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے فوراً ہی اپنی اسٹین گنیں ہاتھوں میں لے لی تھیں۔

"اوہ......کون ہے......" ایک فوجی نے بلند آواز میں پوچھا۔ دونوں کا رخ اسی چٹان کی طرف تھا جس کے عقب میں بلیک زیرو موجود تھا۔

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دوسرے فوجی نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"یقیناً اس چٹان کے عقب میں کوئی ہے۔"

"تم جو کوئی بھی ہو، ہاتھ اٹھا کر سامنے آ جاؤ......" پہلے فوجی نے دوبارہ سخت لہجے میں کہا۔ "ورنہ بھون دیئے جاؤ گے۔"

اب بھی بلیک زیرو خاموش رہا۔ ایک دو لمحوں بعد اس فوجی نے اپنے ساتھی سے کہا۔ "تم جا کر دیکھو۔ میں تمہیں کور کرتا ہوں۔"

اس کا ساتھی ہاتھوں میں اسٹین گن لئے آگے بڑھا اور بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے تیار ہو گیا۔ چاند فوجی کی پشت کی جانب تھا اور اس کا سایہ اس کے سامنے پڑ رہا تھا۔ بلیک زیرو کی نگاہیں اس کے سایہ کی حرکت پر مرکوز تھیں اور وہ چٹان سے چپکا کھڑا تھا۔ پھر جونہی فوجی دوسری طرف سے نمودار ہوا، اس نے

پھرتی سے اس کی گن پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے ہاتھ میں موجود ریوالور اس کی کنپٹی پر لگا دیا۔فوجی کے ہاتھ سے گن نکل کر بلیک زیرو کے ہاتھ میں پہنچ گئی۔ایک لمحہ کے لئے وہ بری طرح بوکھلا گیا۔

"خبردار......ایک لفظ بھی منہ سے نکالا۔" بلیک زیرو نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔"ورنہ میں فائر کر دوں گا۔ہاتھ اٹھالو۔"

فوجی نے اسے گھورتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے۔بلیک زیرو نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔"اپنے ساتھی کو مطمئن کرو کہ یہاں تمہارے علاوہ کوئی نہیں ہے۔"

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔" فوجی نے بلند آواز سے اپنے ساتھی کو مخاطب کیا۔

"ٹھیک ہے......آجاؤ۔" دوسرے کی آواز سنائی دی۔

"اس کی طرف چلو۔کوئی آواز نہ نکلنے پائے۔" بلیک زیرو نے سرگوشی میں اسے حکم دیا۔

"فوجی ہاتھ اٹھائے چٹان کی آڑ سے نکلا۔بلیک زیرو بھی اس کی کمر سے ریوالور لگائے آگے بڑھا۔دوسرا فوجی دوبارہ پتھر پر بیٹھ چکا تھا۔آہٹ سن کر اس نے پیچھے دیکھا اور بے اختیار اچھل پڑا۔دوسرے ہی لمحے اس نے کندھے سے گن اتارنے کی کوشش کی۔

"خبردار......کوئی حرکت مت کرو......ورنہ تمہارا ساتھی مارا جائے گا۔" بلیک زیرو غرایا۔

اور ساتھ ہی اس نے کیپٹن بابر کی طرف ہاتھ لہرایا۔پتھر پر بیٹھا فوجی اٹھتا ہوا بولا۔"کون ہو تم؟"

خاموشی سے ہاتھ بلند کرلو...... ورنہ جہنم پہنچ جاؤ گے۔'' بلیک زیرو نے زہریلے لہجے میں کہا۔

کیپٹن بابر اس کا اشارہ سمجھ کر چٹان کی آڑ سے نکل آیا، اس کے ہاتھ میں موجود اسٹین گن کا رخ دوسرے فوجی کی طرف تھا۔ آہٹ سن کر اس فوجی نے کیپٹن بابر کی طرف دیکھا اور خوفزدہ ہوکر ہاتھ بلند کر لئے۔ کیپٹن بابر نے قریب آ کر گن اس کی پشت سے لگا دی۔

''تمہارے دوسرے ساتھی یہاں سے کس طرف اور کتنے فاصلے پر ہیں۔'' بلیک زیرو نے ان سے پوچھا۔

وہ دونوں جواب میں خاموش رہے۔ تب اس نے بابر سے کہا۔ ''ٹھیک ہے...... فی الحال اسے بے ہوش کردو۔''

مگر ٹھیک اسی لمحے وہ سپاہی ایڑیوں کے بل گھوما اور اس نے کیپٹن بابر کے جبڑے پر گھونسا رسید کردیا۔ نتیجے میں اس کے ہاتھ سے گن گرتی چلی گئی۔

کیپٹن ملہوترا کے تینوں ماتحت تنویر، خاور اور صفدر کی گنوں کی زد میں تھے۔ وہ بھی گاڑی کی آواز کی طرف متوجہ تھے۔ تنویر کے آگے کھڑے نائیک نے کن انکھیوں سے پیچھے دیکھا اور تنویر کو غافل پا کر ایک دم مڑتے ہوئے اس کے منہ پر گھونسا رسید کر دیا۔ تنویر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا اور اس کے ہاتھ سے گن گر گئی۔ سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی لمحے باقی دونوں سپاہیوں نے بھی پلٹ کر صفدر اور خاور پر حملہ کر دیا۔

"اے...... خبردار......!" عمران نے بوکھلا کر انہیں للکارا۔ "گولی مار دوں گا۔"

مگر کیپٹن ملہوترا نے تیزی سے مڑتے ہوئے عمران کے ریوالور پر ہاتھ مارا اور عمران کا ریوالور گر گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے عمران کی ناک پر مکا رسید کر دیا۔ عمران نے تیزی سے سر جھکایا اور کیپٹن ملہوترا کا ہاتھ ہوا میں پڑا۔ عمران نے فوراً ہی اس کی کلائی پکڑی اور سر کی زوردار ٹکر اس کے چہرے پر رسید کی اور وہ درد کی شدت سے بلبلاتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے اسے سنبھلنے کی مہلت نہ دی اور اس کے جبڑے پر گھونسا رسید کر دیا۔ وہ لڑکھڑایا۔ مگر فوراً ہی خود کو سنبھال کر اس نے عمران پر جست لگائی اور دونوں زمین پر آ گرے۔

تنویر نے سنبھل کر نائیک پر جست لگائی جو گری ہوئی گن اٹھانے کے لئے جھکا تھا۔ وہ زمین پر لڑھک گیا اور تنویر اس کے سینے پر سوار ہو کر اس کے چہرے پر گھونسوں کی بارش کرنے لگا۔ صفدر نے اپنے حریف کا گھونسا کلائی پر روکا اور اس کے پیٹ میں مکا رسید کر دیا۔ وہ درد سے کراہتا ہوا جھکا ہی تھا کہ صفدر نے اس کی گردن دونوں ہاتھوں میں جکڑی اور جھٹکا دیا۔ اس سپاہی کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ بے جان چھپکلی کی طرح زمین بوس ہوتا چلا گیا۔

تیسرا آدمی خاور سے لپٹا ہوا زمین پر گرا۔ مگر فوراً ہی سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔ خاور بھی اٹھا اور سپاہی نے اس کے منہ پر گھونسا رسید کر دیا۔ لیکن خاور نے چہرہ بچایا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھاتے ہوئے زمین پر دے مارا۔ اس آدمی کے حلق سے کربناک چیخ خارج ہوئی اور وہ تڑپنے لگا۔ کیپٹن کا شر اور جولیا ہتھیار اٹھائے ان کی جنگ دیکھ رہے تھے۔ عمران کو خطرہ تھا کہ ہنگامے کی آواز کسی دوسری محافظ پارٹی کو متوجہ نہ کر لے۔ اس لئے وہ جلد از جلد ان پر قابو پالینا چاہتا تھا۔ وہ کیپٹن ملہوترا سے لپٹا اسے پتھریلی زمین پر رگید رہا تھا۔ خاور کے ہاتھوں زخمی ہونے والے کی چیخ سن کر اس نے ادھر دیکھا اور اسی لمحے ملہوترا نے دونوں پاؤں اس کے سینے پر جما کر اسے اچھال دیا۔ عمران پیچھے جا گرا۔ پھر دونوں ہی بیک وقت زمین سے اٹھے۔ عمران کے جبڑے بھنچے ہوئے تھے۔ اس نے اچھل کر اس کے پیٹ میں لات رسید کر دی۔

ملہوترا درد کی شدت سے ڈکراتا ہوا پشت کے بل جا گرا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے ملہوترا کے چہرے پر ٹھوکر رسید کر دی۔ اس نے چہرہ بچانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ ٹھوکر نے اسے اگلے دانتوں سے محروم کر دیا تھا۔

''بس......اب حرکت نہ کرنا......'' کاشر نے بڑھ کر گن ملہوترا کی کھوپڑی سے لگا دی اور وہ اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔

''او بھائی......بس کرو......کیا بالکل ہی چٹنی بنا دو گے؟'' عمران نے بوکھلاہٹ آمیز انداز میں تنویر سے کہا جو سپاہی کے چہرے کو تختہ مشق بنائے ہوئے تھا۔

عمران کی بات سن کر وہ سپاہی کے سینے سے اتر آیا۔ سپاہی بے ہوش ہو چکا تھا۔ خاور کے ہاتھوں زخمی ہونے والا ابھی ہمیشہ کے لئے دنیا چھوڑ گیا تھا اور ایک کو صفدر نے زندگی کے بوجھ سے نجات دلا دی تھی۔ گاڑی کی آواز اب دور سے آ رہی تھی۔ شاید وہ راستے سے ہی مڑ گئی تھی۔

''کیپٹن...... تمہاری زندگی کا انحصار اب تمہارے تعاون پر ہے۔ کیا تم میرے سوالوں کے جواب دو گے؟''

کیپٹن ملہوترا نے خوفزدہ انداز میں سر ہلایا۔ تب عمران نے پوچھا۔ ''ابھی جس گاڑی کی آواز آ رہی تھی وہ کس کی تھی اور کہاں سے آئی تھی؟''

''وہ......وہ ہمارے انچارج کی جیپ تھی اور کیمپ سے آئی تھی۔'' اس نے خون تھوک کر بتایا۔

''کیمپ کہاں ہے اور انچارج کون ہے؟'' عمران نے سوال کیا۔

''میجر کلیان۔'' وہ منہ میں آیا خون تھوک کر بولا۔ ''کیمپ یہاں سے تقریباً نصف میل کے فاصلے پر ہے۔''

''چلو اٹھو......ہمیں کیمپ تک لے چلو۔'' عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''لیکن ایسے راستے سے چلنا جس پر کسی سے ٹکراؤ نہ ہو سکے۔''

کیپٹن ملہوترا اٹھا اور عمران نے اس کی کمر سے ریوالور لگا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ سب کیپٹن ملہوترا کے پیچھے چل رہے تھے۔ زخمی سپاہی جو بے ہوش ہو گیا تھا اسے صفدر نے عمران کے حکم پر بے آواز ریوالور سے دوسری دنیا میں پہنچا دیا اور تینوں کی لاشیں ایک گہرے گڑھے میں پھینک دی گئی تھیں۔ تقریباً نصف گھنٹہ بعد انہیں اس جانب روشنی دکھائی دینے لگی۔ وہ روشنی کیمپ کی تھی۔ مگر ان میں حائل بلند چٹانوں کے سبب کیمپ نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران نے قدم روک لئے۔ ملہوترا نے اس کی طرف دیکھا تو عمران نے کہا۔ ''تم میرے ساتھیوں کے پاس رکو۔'' پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ''یہ بولنے یا شور مچانے کی کوشش کرے تو بے آواز ریوالور سے اسے ختم کر دینا۔''

یہ کہہ کر وہ تنہا ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔

ایک لمحہ کے لئے بلیک زیرو کی توجہ کیپٹن بابر کی طرف مبذول ہوئی اور دوسرے فوجی نے ایک دم پلٹ کر اس کے جبڑے پر گھونسا رسید کر دیا۔ بلیک زیرو لڑکھڑایا اور اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا۔ مگر اس نے فوراً ہی خود کو سنبھالا اور فوجی پر چھلانگ لگا دی جو ریوالور کی طرف بڑھا تھا۔ فوجی لڑکھڑاتا ہوا پتھر سے ٹکرایا اور بلیک زیرو نے اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی اس کے پیٹ میں لات رسید کر دی۔ وہ درد کی شدت سے ڈکراتا پیٹ پر ہاتھ رکھے جھکا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے نیچے سے اس کی ٹھوڑی پر گھٹنا رسید کر دیا۔ وہ کراہتا ہوا سیدھا ہوا تو بلیک زیرو نے اس کے جبڑے پر گھونسا رسید کیا اور وہ کراہتا ہوا پتھر پر جا گرا۔

کیپٹن بابر دوسرے فوجی کا گھونسا کھا کر لڑکھڑایا ہی تھا کہ اس فوجی نے کیپٹن کے پیٹ میں ٹھوکر رسید کر دی۔ کیپٹن بابر نے تیزی سے بائیں جانب چہرہ جھکایا اور فوجی کا گھونسا اس کے کان کو چھوتا ہوا گزر گیا۔ اس نے تیزی سے فوجی کا بازو پکڑا اور اس کی ناک پر ٹکر رسید کر دی۔ فوجی درد سے کراہا اور اس کے ناک سے خون بہنے لگا۔ کیپٹن بابر نے فوراً ہی اس کا بازو بغل کی گرفت میں لیتے ہوئے اس کے کندھے پر کھڑی ہتھیلی کا وار کیا اور فوجی کا کندھا اتر گیا۔ اس کے

حلق سے ذبح ہوئے بکرے کی سی چیخ نکلی اور اس کا بازو بے کار ہو گیا۔ اس نے دوسرے ہاتھ کا گھونسا کیپٹن بابر کے پیٹ میں رسید کا اور کیپٹن کی گرفت سے اس کا بازو نکل گیا۔ وہ لڑکھڑایا۔ مگر فوراً ہی اس نے خود کو سنبھالا اور اچھل کر فوجی کے سینے میں ٹھوکر رسید کر دی۔ فلائنگ کک نے فوجی کے سینے کی ایک آدھ ہڈی توڑ دی اور وہ چیختا ہوا زمین پر گرتا چلا گیا۔

بلیک زیرو کا گھونسا کھا کر پتھر پر گرنے والا فوجی دوبارہ اٹھ نہ سکا اور پتھر سے لڑھک کر زمین پر آ گرا۔ بلیک زیرو نے کیپٹن بابر کے حریف کی چیخیں سن کر ادھر دیکھا تو وہ فوجی زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ بلیک زیرو پریشان ہو گیا کہ کہیں اس کی چیخ سن کر مزید محافظ ادھر نہ آ جائیں۔ اس نے جلدی سے فوجی کی اسٹین گن اٹھائی اور اپنے مدمقابل پر تان لی۔ فوجی کی آنکھوں سے خوف جھانک رہا تھا۔ کیپٹن بابر نے بھی گری ہوئی اسٹین گن اٹھالی۔ اسی لمحے تڑپنے والے فوجی کے منہ سے خون کی قے برآمد ہوئی اور پھر اس کا بدن ہمیشہ کے لئے ساکت ہوتا چلا گیا۔

”کھڑے ہو جاؤ۔“ بلیک زیرو نے دوسرے سپاہی کو حکم دیا۔

وہ آہستہ آہستہ کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور خوف سے ہکلایا۔ ”کیا...... کیا یہ مر گیا......؟“

”ہاں...... اور تم بھی مرنے والے ہو۔“ بلیک زیرو غرایا۔ ”جلدو بکو...... تمہارے اور ساتھی اور تمہارا انچارج کہاں ہے؟“

”وہ...... وہ مختلف جگہوں پر ڈیوٹی دے رہے ہیں۔“ وہ گھبراہٹ آمیز آواز میں بولا۔ ”انچارج تھوڑی دیر پہلے راؤنڈ لگا کر کیمپ کی طرف گیا ہے۔ تم

لوگ کون ہو؟''

''کالے چور......'' بلیک زیرو نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔'کیمپ کس طرف ہے اور یہاں سے کتنی دور ہے؟''

''دو فرلانگ کے فاصلے پر شمال مغرب کی طرف۔'' سپاہی نے بتایا اور بلیک زیرو نے فوراً ہی اس کے سر پر اسٹین گن کا دستہ رسید کر دیا۔

ٹھیک اسی لمحے دائیں بائیں سے اس پر تیز روشنی پڑنے لگی۔ ساتھ ہی ایک تحکمانہ آواز بلند ہوئی۔''خبردار......ہتھیار پھینک کر ہاتھ بلند کرلو۔''

بلیک زیرو نے ٹارچوں کی طرف دیکھا اور طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ان کے چاروں طرف چھ فوجی اسٹین گن تانے کھڑے تھے۔ ان میں سے دو کے پاس ٹارچیں تھیں۔ بلیک زیرو نے گن پھینک کر ہاتھ اٹھا دیئے۔ کیپٹن بابر نے بھی اس کی تقلید کی۔ تب ایک فوجی قدم بڑھا کر ان کے قریب آ گیا۔ وہ یونیفارم سے لیفٹیننٹ معلوم ہوتا تھا۔ اتنے میں دوسرا سپاہی بے ہوش ہو چکا تھا۔

''تم لوگ کون ہو......؟'' اس نے ان دونوں کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

بلیک زیرو کچھ نہ بولا۔ لیفٹیننٹ نے چند لمحوں تک ان کے بولنے کا انتظار کیا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ قریب آ گئے۔

''انہیں حراست میں لے لو......میں میجر صاحب سے بات کرتا ہوں۔'' اس نے ماتحتوں سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

پھر اپنی بیلٹ سے منسلک موبائل فون نما ٹرانسمیٹر الگ کر کے آن کیا اور اس پر نمبر پش کر کے بولا۔

''ہیلو میجر صاحب......لیفٹیننٹ سہارن لال کالنگ......اوور......''

''یس سہارن لال...... میجر شام ریسیونگ...... اوور......'' چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز خارج ہوئی۔

''سر...... ہم نے دو افراد کو گرفتار کیا ہے۔'' وہ بتانے لگا۔ ''انہوں نے ہمارے ایک سپاہی کو ہلاک اور دوسرے کو شدید زخمی کر دیا ہے۔''

''اوہ...... کون ہے وہ...... پوچھ گچھ کی ہے؟'' میجر شام کی آواز ٹرانسمیٹر سے بلند ہوئی۔

''نو سر...... انہوں نے خاموشی سادھ رکھی ہے۔'' سہارن لال نے جواب دیا۔ ''تشدد کے بغیر زبان نہیں کھولیں گے۔''

''ٹھیک ہے...... میں گاڑی بھیج رہا ہوں، انہیں کیمپ لے آؤ۔ ہو سکتا ہے یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں سیکرٹ سروس کی طرف سے ہمیں چوکنا رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔'' میجر شام نے کہا۔ ''احتیاط سے لانا۔ فرار نہ ہونے پائیں۔ اوور اینڈ آل۔''

اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ سہارن لال نے ٹرانسمیٹر آف کر کے بیلٹ میں اڑسا اور بلیک زیرو کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کیپٹن بابر کے چہرے پر نظر ڈالی۔

''کیا تم پاکیشیائی ہو؟'' اس نے سوال کیا۔

''نہیں......'' بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ''ہم تمہارے سوالوں کے جواب نہیں دیں گے۔''

''تمہارا باپ بھی دے گا۔'' سہارن لال غصے سے بولا۔ ''میجر شام بہت خونخوار آدمی ہے۔ وہ تمہیں بلبلانے پر مجبور کر دے گا۔''

بلیک زیرو خاموش رہا۔ وہ چاہتا تو ان لوگوں پر قابو پانا اس کے لئے ناممکن نہ تھا۔ لیکن اب ان کا بھید کھل چکا تھا اور بات میجر شام تک جا پہنچی تھی۔ چنانچہ بہتر یہی تھا کہ مزید وقت ضائع ہونے سے بچایا جائے تاکہ عمران سے طے شدہ پروگرام میں خلل نہ پڑے۔ سہارن لال کے ساتھی بہت چوکنے نظر آ رہے تھے۔ ان کی اسٹین گنیں کیپٹن بابر اور بلیک زیرو کی جانب اٹھی ہوئی تھیں۔ پانچ چھ منٹ بعد فضاء میں کسی گاڑی کی ہلکی ہلکی آواز ابھرنے لگی جو بتدریج تیز ہوتی چلی گئی۔ مزید پانچ منٹ بعد چٹانوں کی دوسری جانب روشنیاں متحرک دکھائی دینے لگیں۔ چند لمحوں بعد بائیں جانب سے اس گاڑی کی ہیڈ لائٹس نمودار ہوئیں اور وہ قریب آتی چلی گئی۔

وہ ایک فوجی جیپ تھی، اس میں صرف ڈرائیور ہی تھا۔ جیپ ان سے چند قدم کے فاصلے پر آ رکی۔

”چلو......!“ سہارن لال نے جیپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ ”ہاتھ گرانے کی کوشش مت کرنا۔“

وہ ان فوجیوں کے نرغے میں آگے بڑھے اور جیپ کے قریب پہنچ گئے۔ پھر سہارن لال کے حکم پر جیپ کے عقبی حصے میں سوار ہوئے اور چار سپاہی ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ لاش اور بے ہوش سپاہی کو بھی اندر لٹا دیا گیا۔ سہارن لال اور ایک سپاہی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے اور جیپ حرکت میں آ گئی۔ وہ چٹان کے گرد گھوم کر واپس اس طرف دوڑنے لگی جدھر سے آئی تھی۔ کیپٹن بابر بلیک زیرو کے سامنے والی نشست پر بیٹھا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ایکسٹو نے اس طرح بے بس ہونا کیوں پسند کیا؟ کیا اس میں کوئی خاص حکمت عملی ہے یا ایکسٹو کوئی چکر چلا رہا

ہے؟

جیپ کی رفتار زیادہ نہ تھی۔ مختلف راستوں پر ادھر ادھر گھومتے ہوئے دس منٹ بعد جیپ ایک پہاڑی کے دامن میں جا رکی۔ وہاں کافی کشادہ جگہ تھی۔ پتھروں سے بنی ہوئی ایک بیرک کے کھلے دروازے کے سامنے جا رکی۔ پھر سہارن لال اور اس کے ماتحت اترے اور ان دونوں کو اتارا گیا۔ سہارن لال نے بیرک کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ماتحتوں سے کہا۔ ''انہیں اندر لے آؤ۔''

چند لمحوں بعد وہ بیرک میں میجر شام کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ ایک میز کے پیچھے بیٹھا غور سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

''تم لوگ پاکیشیائی جاسوس ہو'' چند لمحوں بعد اس نے انہیں مخاطب کیا۔ ''اگر تم یہ تسلیم کرتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ اپنے آدمی کے قتل کے جرم میں تمہیں گولی ماردی جائے گی۔ بولو......''

''جب تم جانتے ہو کہ ہم کون ہیں تو پھر دھمکی دینے کا کیا فائدہ؟'' بلیک زیرو نے خشک لہجے میں کہا۔

''ہوں......!'' میجر نے اسے گھورا۔ ''تمہارے دوسرے ساتھی کہاں ہے؟''

''ہمارا کوئی ساتھی نہیں۔'' بلیک زیرو نے کہا۔ ''ہوتا تو یہ لوگ ہم پر قابو نہ پا سکتے۔''

''سر...... یہ تشدد کے بغیر نہیں بتائیں گے۔'' سہارن لال نے کہا۔

''مگر مجبوری یہ ہے کہ میں سیکورٹی چیف کو اطلاع دے چکا ہوں۔'' میجر

شام نے کندھے اچکائے۔ ''وہاں سیکرٹ سروس کے دو ممبر موجود ہیں۔ چیف نے حکم دیا ہے کہ انہیں فوری طور پر پراجیکٹ کی طرف روانہ کر دیا جائے۔ اس لئے تم ان کے ہاتھ باندھ کر لے جاؤ تاکہ یہ راستے میں فرار ہونے کی کوشش نہ کر سکیں۔''

''رائٹ سر......'' سہارن لال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ پھر اپنے ماتحتوں سے بولا۔ ''ان کے ہاتھ پشت پر باندھو اور جیپ میں بٹھاؤ۔''

اس کا حکم سن کر سپاہیوں نے بیرک کے ایک کونے میں پڑی مضبوط رسی لاکر بلیک زیرو اور کیپٹن بابر کے ہاتھ پشت پر مضبوطی سے باندھے۔ پھر انہیں باہر لاکر جیپ میں بٹھا دیا گیا۔ چند لمحوں بعد سہارن لال بھی آ گیا اور جیپ کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پھر اس کے حکم پر ڈرائیور نے انجن اسٹارٹ کیا اور ہیڈ لائٹس جلا کر چل دیا۔

میجر کلیان اپنے خیمے میں بیٹھا تھا کہ اچانک میز پر رکھے ٹرانسمیٹر سے سگنل نشر ہونے لگا۔ وہ چونکا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو میجر کلیان...... کرنل آنند کالنگ...... اوور......" ٹرانسمیٹر سے اس کے آفیسر کی آواز خارج ہونے لگی۔

"یس سر...... کلیان ریسیونگ...... اوور......" اس نے مئودبانہ لہجے میں کہا۔

"زون تھری میں میجر شام نے دو پاکیشیائی جاسوسوں کو گرفتار کیا ہے تم لوگ بھی ہوشیار رہو۔ ہوسکتا ہے کہ ان کے باقی ساتھی تمہارے علاقے میں ہوں...... اوور......"

"اوہ...... کیا ان کے مزید ساتھی بھی ہیں سر؟ اوور......" میجر کلیان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں......" کرنل آنند کی آواز آئی۔ "سیکرٹ سروس کے میجر شنکر کی تحقیقات اور سڑک پر ملنے والی جیپ اور اسٹیشن ویگن اس امر کا ثبوت ہیں کہ ان لوگوں نے الگ الگ سفر کیا ہے...... اوور......"

"رائٹ سر...... میں اپنے ماتحتوں کو خبردار کر دیتا ہے...... اوور......" میجر کلیان نے سر ہلا دیا۔

"جونہی دوسری پارٹی اس طرف آئے اسے گرفتار کر کے مجھے اطلاع دی جائے...... اوور اینڈ آل......" کرنل آنند نے آخر میں کہا۔

میجر کلیان نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ پھر وہ کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ کوئی ٹھنڈی چیز اس کی گردن سے آلگی اور وہ چونک پڑا۔

"ہاتھ بلند کر لو میجر کلیان...... ورنہ بے آواز ریوالور کی گولی تمہاری گردن میں چشمہ کھول دے گی۔" عقب سے ایک تحکمانہ آواز ابھری۔

اور میجر کلیان بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے کن انکھیوں سے پیچھے دیکھا تو ایک باوردی شخص اس کی گردن سے ریوالور لگائے کھڑا تھا۔ کندھوں پر سجے بیج اسے کیپٹن ظاہر کر رہے تھے۔ لیکن اس کا تعلق سیکورٹی فورس سے نہیں تھا۔ یقیناً وہ خیمے کی عقبی دیوار سے اندر آیا تھا۔

"اوہ...... کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟" میجر کلیان نے سخت لہجے میں کہا۔

"پہلے تو تم ہاتھ اٹھا دو تاکہ میں تسلی سے اپنا تعارف کرا سکوں۔" ریوالور بردار نے سخت لہجے میں کہا۔

میجر کلیان نے ہاتھ بلند کر دیئے۔ تب اس کیپٹن نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس کے ہولسٹر سے ریوالور نکالا اور اپنی جیب میں رکھ لیا۔

"اب تم بیٹھ جاؤ...... کرسی کا رخ میری طرف کر لو۔" کیپٹن نے دوسرا حکم دیا۔

میجر کلیان نے ہاتھ گرائے اور اسے گھورتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن اس

سے تین قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا اور اس کے ریوالور کا رخ میجر کے سینے کی طرف تھا۔

"کیا تم پاکیشیائی جاسوس ہو؟" میجر اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"اوہ...... کیا میرے چہرے پر لکھا ہے؟" کیپٹن گھبرا کر بولا۔

"نہیں...... لیکن اس یونیفارم کے باوجود تم آرمی کے ممبر معلوم نہیں ہوتے۔ کیا چاہتے ہو؟" میجر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ چلو...... تاکہ میں تمہارے خون میں ہاتھ رنگنے سے بچ جاؤں۔" وہ احمقانہ لہجے میں بولا جو کہ عمران ہی تھا۔

"اوہ......!" میجر نکلیان چونکا۔ "تم مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو؟"

"افق کے پار.... پہاڑوں کے پیچھے...... وادی موت میں......" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا......!" میجر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ "تم پروجیکٹ پر جانا چاہتے ہو؟ یہ ناممکن ہے۔"

"دنیا میں ہر بات ممکن ہے میجر۔" عمران نے منہ بنایا۔ "جس طرح انڈے سے بچہ نکلنا ممکن ہے۔"

مگر تم مجھے وہاں کیوں لے جانا چاہتے ہو؟" وہ غصے سے بولا۔

"پنگ پانگ کھیلنے کے لئے...... کیونکہ تنہا کھیلنے میں مجھے مزہ نہیں آتا۔ آتا بھی ہے تو کسی کو قتل کرنے کے بعد آتا ہے۔ کیا میں تمہارے بھیجے میں سوراخ کر دوں۔"

"نن...... نہیں......" وہ ایک دم خوفزدہ ہو گیا۔ "مم...... میں تیار ہوں۔"

''تو پھر چلو...... لیکن نارمل انداز میں۔ کسی ماتحت کو تمہاری اس پوزیشن پر شبہ نہ ہونے پائے ورنہ......''

''ٹھیک ہے...... میں خیال رکھوں گا۔'' وہ خوفزدہ لہجے میں بولا۔ ''لیکن میرے بعد کرنل صاحب کی کال آ گئی تو پھر......؟''

''تم ٹرانسمیٹر ساتھ لے لو...... جب کال آئے تو بتا دینا کہ تم مجھے گرفتار کر کے لا رہے ہو۔''

''لیکن وہاں جانے کے لئے مجھے چیف سے اجازت لینا پڑے گی۔ اس کے حکم کے بغیر میں وہاں نہیں جا سکتا۔''

''ارے گھبراتے کیوں ہو یار...... میں جو تمہارے ساتھ ہوں۔ تم دیکھنا میں کیسے مفید مشورے مفت دیتا ہوں تمہیں۔'' عمران نے بے تکلفی کا اظہار کیا۔

اس نے عمران کی طرف دیکھا جیسے تعین کر رہا ہو کہ وہ انسانوں کے کس ریوڑ سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر طویل سانس لے کر بولا۔ ''آل رائٹ...... چلو......''

''میرے بارے میں اپنے ماتحتوں کو کیسے مطمئن کرو گے؟'' عمران نے پوچھا۔

''یہ سوچنا تمہارا کام ہے......'' میجر کلیان نے منہ بنا کر کہا۔

''بس...... تو سوچ لیا...... باہر تمہارے کتنے آدمی ہیں۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''صرف ڈرائیور ہے...... باقی اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر ہیں۔''

''اسے آواز دے کر اندر بلا لو...... کیونکہ جیپ تم نے ہی ڈرائیور کرنی

ہے۔ اسے کہو کہ وہ یونیفارم اتار کر سول لباس پہن لے۔''

میجر نے میز پر رکھی بیل بجائی تو عمران جلدی سے اس کے عقب میں پہنچ گیا اور ریوالور اس کی گردن سے لگاتا ہوا بولا۔ ''کوئی گڑبڑ مت کرنا ورنہ۔''

چند لمحوں بعد ایک فوجی اندر آیا۔ اس نے عمران کی طرف حیرت سے دیکھا اور میجر کو سیلوٹ کیا۔

''ڈرائیور...... تم یونیفارم اتار دو اور سول کپڑے پہن لو۔'' میجر کلیان نے ڈرائیور کو حکم دیا۔

اس پر ڈرائیور چونکا اور مؤدبانہ لہجے میں بولا۔ ''سر...... میرے پاس سول لباس نہیں ہے۔''

''ادھر آؤ...... میں بتاتا ہوں......'' عمران نے ڈرائیور سے نرم لہجے میں کہا۔

وہ حیران ہوتا ہوا عمران کے قریب پہنچا۔ تب اسے عمران کا ریوالور نظر آیا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ ٹھیک اسی لمحے عمران نے پھرتی سے ریوالور کا دستہ اس کے سر پر رسید کر دیا۔ ڈرائیور کراہتا ہوا لڑکھڑایا اور فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ عمران نے ریوالور دوبارہ میجر کی گردن سے لگا دیا۔

''اوہ...... اسے تم نے کیوں بے ہوش کیا ہے؟'' میجر نے گھبرا کر پوچھا۔

''دراصل اس کی یونیفارم مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔'' عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا اور اس کے سر پر ریوالور کا دستہ رسید کر دیا۔ اس کے بے ہوش ہو جانے کے بعد اس نے دوسرے ہاتھ سے اپنی ریسٹ واچ کا ونڈر اڈ باہر کھینچا اور گھڑی منہ کے قریب کر کے بولنے لگا۔

جولیا، صفدر، تنویر، خاور اور کیپٹن کاشر بے تابی سے عمران کا انتظار کر رہے تھے۔ کیپٹن ملہوترا ان کے نرغے میں بے بس کھڑا تھا۔ صفدر اس کی طرف سے غافل نہ تھا۔ اچانک اس کی واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا جسے صرف وہی محسوس کر سکا۔

"سنو......" اس نے تیزی سے کہا۔ "اس کا خیال رکھو...... میں ابھی آتا ہوں۔"

اپنے ساتھیوں کو ہدایت کر کے وہ پلٹا اور ایک طرف چل دیا۔ وہاں سے کچھ دور ایک چٹان کی آڑ میں آ کر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو افسر احمق اعظم کالنگ...... اوور......" ٹرانسمیٹر سے عمران کی آواز خارج ہونے لگی۔

"یس...... بول رہا ہوں۔" صفدر بے اختیار مسکرانے لگا۔ "یہ آپ نے مجھے افسر کس خوشی میں بنا ڈالا۔"

"میں نے سوچا کہیں تم کیپٹن ملہوترا کے سامنے کال وصول نہ کر بیٹھو۔ بہر حال کیا ہو رہا ہے وہاں...... اوور......"

"آپ کا انتظار ہو رہا ہے وہاں...... میں تو ان سے بیس پچیس قدم دور

آ کر آپ کی کال ریسیو کر رہا ہوں۔'' صفدر نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

''گڈ...... اب تم یوں کرو کہ کیپٹن ملہوترا کی چھٹی کرا دو اور اس کی یونیفارم پہن لو۔'' عمران نے ہدایت کی۔

''بہت بہتر اور کوئی حکم...... اوور......'' صفدر نے پوچھا۔

''اس کے بعد کیمپ کی طرف آ جاؤ۔ کیمپ ایک بڑے خیمے پر مشتمل ہے۔ فرنٹ کی جانب ایک جیپ کھڑی ہے تم لوگ جیپ میں بیٹھ جانا۔''

صفدر توجہ سے اس کی ہدایات سنتا رہا۔ عمران خاموش ہوا تو اس نے کہا۔

''آل رائٹ...... ہم آ رہے ہیں...... اوور......''

''لیکن بہت محتاط ہو کر آنا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے تمہارے آنے تک کسی دوسری طرف سے گشتی محافظ بھی پہنچ جائیں اور انہوں نے تم لوگوں کو دیکھ لیا تو بڑا ہنگامہ ہو گا اور ہمارے پاس وقت پہلے ہی کم ہے۔ باقی اپنی سمجھ سے قدم اٹھا سکتے ہو...... اوور اینڈ آل۔'' عمران نے آخر میں کہا۔

اس کی آواز بند ہو گئی۔ صفدر نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور واپس اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا۔ ان کے پاس پہنچ کر اس نے عمران کی کال کے بارے میں بتایا، پھر کیپٹن ملہوترا کو اٹھا کر ایک چٹان کی آڑ میں چلا گیا۔ ایک منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کے جسم پر کیپٹن ملہوترا کی یونیفارم تھی۔ بے ہوش ملہوترا کو وہ ایک گہری کھائی میں پھینک آیا تھا۔ پھر وہ سب اس کے پیچھے چل دیئے۔

ایک دو چٹانوں کے گرد گھوم کر وہ ایک کشادہ اور تقریباً ہموار جگہ پر جا نکلے۔ وہاں ایک کافی بڑا خیمہ نصب تھا۔ جس کے باہر ایک بانس پر برقی بلب جل رہا تھا۔ خیمے کے سامنے کی جانب ایک فوجی جیپ کھڑی تھی۔ آس پاس کوئی

ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ دبے پاؤں جیپ کی طرف بڑھے۔ قریب پہنچ کر وہ جیپ میں سوار ہو گئے۔ اب انہیں عمران کا انتظار تھا۔

تقریباً دو منٹ بعد خیمے سے دو فوجی باہر آتے دکھائی دیئے۔ اگلا فوجی میجر تھا اور اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ریوالور تھا۔ میجر ریوالور کی زد میں جیپ کے پاس پہنچا اور عمران کے اشارے پر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''مسٹر خاور...... تم کیمپ میں جاؤ...... وہاں ایک بے ہوش آدمی پڑا ہے۔ اس کی یونیفارم پہن کر جلدی واپس آ جاؤ۔''

خاور جیپ سے اتر کر خیمے میں چلا گیا۔ اس کے آنے کے بعد عمران نے میجر سے کہا۔ ''میجر...... چل دو...... کوشش کرنا کہ کسی سے ٹکراؤ نہ ہونے پائے۔''

میجر کلیان نے انجن اسٹارٹ کیا اور ہیڈ لائٹس جلا کر جیپ آگے بڑھا دی۔ عمران کی ہدایت پر خاور نے اس کے عقب میں بیٹھ کر ریوالور اس کی گردن سے لگا دیا تھا۔ جبکہ جولیا عمران کے عقب میں بیٹھی تھی۔ اس کے ساتھ صفدر بیٹھا ہوا تھا اور سامنے والی سیٹ پر تنویر اور کاشر تھے۔ چھوٹی بڑی چٹانوں اور پہاڑیوں کے درمیان بل کھاتا ہوا راستہ زیادہ ہموار نہ تھا۔ اس لئے جیپ کی رفتار کم ہی تھی۔ تقریباً ایک فرلانگ چلنے کے بعد راستے میں کھڑے دو فوجیوں کو دیکھ کر عمران نے میجر کو ہیڈ لائٹس بجھا کر چھوٹی بتیاں جلانے کا حکم دیا تا کہ وہ فوجی ان کی شکلیں نہ دیکھ سکیں۔ جیپ ان کے پاس سے گزری تو انہوں نے میجر کلیان کو سیلوٹ کیا۔

''اب تم کرنل سے رابطہ قائم کرو۔'' عمران نے ڈیش بورڈ پر رکھے

ٹرانسمیٹر کی طرف اشارہ کیا جو میجر کی میز سے اٹھا لایا تھا۔

''کیوں...... کیا کرنا ہے؟'' میجر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

''اس کی اور اس کے بچوں کی خیریت دریافت کرنی ہے۔ پتا نہیں اس کی بیگم ڈلیوری سے فارغ ہوئی ہے یا نہیں۔'' عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ اور جولیا سمیت تمام ممبرز بے ساختہ مسکرانے لگے۔ میجر نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ تھاما اور دوسرے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی سیٹ کر کے اس کا پاور بٹن آن کر دیا۔ عمران تیزی سے اسے ہدایات دینے لگا۔

''ہیلو چیف...... میجر کلیان کالنگ...... اوور......'' عمران کی بات سننے کے بعد وہ کال کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہوا اور ایک آواز آئی۔

''یس میجر...... میجر شنکر ریسیونگ...... کرنل آنند سیٹ پر موجود نہیں ہیں۔ کیا آپ زون سے کال کر رہے ہیں...... اوور......''

''تھوڑی دیر تک وہ مل سکیں گے۔ ویسے کوئی پیغام دینا ہو تو مجھے دے دیجئے۔ میرا اسکرٹ سروس سے تعلق ہے۔ ایک گھنٹہ پہلے میرے سامنے ہی کرنل نے آپ کو کال کر کے ہدایات دی تھیں۔ اوور......''

''ہاں...... ہم نے یہاں چند جاسوسوں کو گرفتار کیا ہے۔'' میجر کلیان نے کہا۔ ''اور......''

''اوہ...... زبردست......!'' دوسری طرف سے میجر شنکر نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے پرجوش آواز میں کہا۔ ''یقیناً وہ پاکیشیائی ہوں گے۔''

''جی ہاں ...... وہی معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن میں نے ان سے پوچھ گچھ کی تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے میں انہیں باندھ کر آپ کے پاس

لا رہا ہوں ......اوور......"

"گڈ......تم نے بہت اچھا کیا میجر کلیان......" میجر شنکر نے تیزی سے کہا۔ "زون تھری میں پکڑے گئے دونوں جاسوس بھی یہاں لائے جا رہے ہیں۔ تم نے کتنے آدمی پکڑے ہیں......اوور......"

عمران نے جلدی سے انگلیوں کے اشارے سے میجر کو تعداد بتائی۔ وہ بولا۔ "چھ افراد ہیں۔"

"کیا ان میں کوئی لڑکی یا عورت بھی ہے......اوور......" میجر شنکر نے سوال کیا اور عمران نے پھر ہاتھ سے اشارہ کر دیا۔

"نہیں......کیا آپ کو لڑکی کی اطلاع ملی ہے؟......اوور......" میجر کلیان نے پوچھا۔

"نہیں......بہر حال تم انہیں لے کر جلدی یہاں پہنچو۔ میں بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں......اوور اینڈ آل۔"

اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور طویل سانس لے کر سیٹ کی پشت سے ٹک گیا۔ مگر اس کے ساتھی مضطرب ہو گئے تھے۔ دو جاسوسوں کی گرفتاری کی خبر نے انہیں پریشان کر دیا تھا۔ وہ دونوں کیپٹن بابر اور ایکسٹو ہی ہو سکتے تھے۔ لیکن میجر کلیان کی موجودگی میں وہ عمران سے اس کی تصدیق نہیں کر سکتے تھے۔ وہی نہیں خود عمران نے بھی جب سے کرنل آنند اور میجر کلیان کی گفتگو میں دو جاسوسوں کی گرفتاری کا سنا تھا اس وقت سے پریشان تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب اسے بلیک زیرو سے طے کئے ہوئے پروگرام میں تبدیلی کرنی چاہئے یا مزید کسی اطلاع کا انتظار کیا جائے؟

جیپ میں بلیک زیرو اور کیپٹن بابر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ دو دو سپاہی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر لیفٹیننٹ سہارن لال بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد جیپ میں نصب ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز خارج ہونے لگی۔ سہارن لال نے چونکتے ہوئے ڈرائیور کو جیپ روکنے کا اشارہ کیا اور ڈیش بورڈ پر نصب ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہیلو لیفٹیننٹ سہارن...... کرنل آنند کالنگ...... اوور......'' ٹرانسمیٹر سے سیکورٹی چیف کی آواز خارج ہونے لگی۔

''لیس سر...... سہارن لال ریسیونگ...... اوور......'' اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میجر شام نے بتایا ہے کہ تم دونوں جاسوسوں کو پروجیکٹ کی طرف لا رہے ہو'' کرنل کی آواز ابھری۔ ''کتنی دیر میں یہاں پہنچو گے؟ اوور......''

''ایک گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا سر...... اوور......''

''اوہ...... ایک گھنٹہ تو بہت زیادہ ہے ذرا تیزی سے آؤ...... سیکرٹ سروس والے بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں...... اوور......''

''بہت بہتر سر...... کوشش کرتا ہوں۔ آپ کو پتا ہے راستہ کتنا خراب

ہے ......اوور......"

"اچھا......ایسا کرو......تم پوائنٹ ٹو پر پہنچو......کتنی دیر میں پہنچ سکتے ہو؟" کرنل نے پوچھا۔

"پندرہ بیس منٹ میں سر......کیا آپ وہاں موجود ہیں......اوور......" سہارن لال نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں......میجر شنکر کا خیال ہے وہاں سے تم لوگوں کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے پک کرلیا جائے تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔ چنانچہ تم پوائنٹ کے قریب پہاڑی کے دامن میں پہنچو اور مجھے اطلاع دو......اوور اینڈ آل۔" کرنل آنند نے آخر میں کہا۔

سہارن لال نے طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ڈرائیور سے بولا۔ "پوائنٹ ٹو سے بائیں جانب مڑ جانا جدھر ہیلی پیڈ ہے۔"

بلیک زیرو ان کا پروگرام سن کر سوچنے لگا کہ پوائنٹ ٹو پہنچ کر عمران کو کال کرنی چاہئے تاکہ طے شدہ پروگرام میں ردوبدل کیا جا سکے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد جیپ ایک بلند پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئی۔ وہاں کافی بڑا میدان تھا جہاں آسانی سے ہیلی کاپٹر لینڈنگ کر سکتا تھا۔ وہاں روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ میدان کی ایک جانب پہاڑی تھی اور باقی اطراف میں چھوٹی بڑی چٹانیں...... جیپ میدان کے باہر ایک چٹان کے پاس روک دی گئی۔ سہارن لال جیپ سے اتر کر عقب میں آیا۔ ڈرائیور بھی انجن بند کر کے اس کے پیچھے چلا آیا تھا۔

"انہیں ہیلی پیڈ پر لے آؤ۔" اس نے پیچھے بیٹھے سپاہیوں کو حکم دیا۔ پھر پلٹ کر خود بھی اسی سمت بڑھ گیا۔ سپاہی گنیں سنبھال کر جیپ سے اتر

گئے۔انہوں نے بلیک زیرو اور کیپٹن بابر کو آنے کا اشارہ کیا۔

''ہوشیار رہنا......ایکشن کا وقت آ پہنچا ہے۔'' بلیک زیرو سیٹ سے اٹھتا ہوا بڑبڑایا۔''اترو......''

کیپٹن بابر اس کا مطلب سمجھ گیا۔ وہ تو پہلے ہی انتظار کر رہا تھا کہ اس کا چیف کب ایکشن میں آتا ہے۔ وہ جیپ سے اترنے لگا تو قریب کھڑے سپاہی نے اسے اترنے میں مدد دی۔ پھر بلیک زیرو اترنے لگا تو اس نے اس کی طرف بھی سہارا دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ لیکن یہ نیکی اسے مہنگی پڑی۔ بلیک زیرو نے ایک دم ہاتھ آگے کرتے ہوئے اس کی گردن جکڑ لی اور پھرتی سے اس کے عقب میں آ کر اس کی گردن کے گرد اپنا بازو لپیٹ کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگی۔

فوری طور پر تینوں سپاہی کچھ نہ سمجھ سکے کہ کیا ہوا۔انہوں نے کندھوں سے اسٹین گنیں اتارنا چاہیں لیکن اس لمحے کیپٹن بابر بھی حرکت میں آ گیا۔ جو دوران سفر میں کفوں میں پوشیدہ تیز دھار کنگنوں سے اپنی بندشیں کاٹ چکا تھا۔ جونہی اس کے قریب کھڑے شخص نے کندھے سے گن اتاری، اس نے اچانک ہاتھ بڑھا کر جھٹکے سے گن چھینی اور اس کے پہلو سے لگا دی۔

''خبردار...... گنیں پھینک دو...... ورنہ...... اس کی گردن توڑ ڈالوں گا۔''

بلیک زیرو بھرائی ہوئی آواز میں غرایا۔

اور گرفت میں دبے شخص کی گردن پر دباؤ بڑھا دیا۔ اس کا سانس رکنے لگا اور منہ سے خرخر کی آوازیں خارج ہونے لگیں۔ اس کی حالت دیکھ کر باقی تینوں نے اپنی اسٹین گنیں زمین پر ڈال دیں۔ ان میں ڈرائیور بھی شامل تھا۔ جس کے

پاس طرف ریوالور تھا۔

اب ہاتھ بلند کرلو۔ ورنہ میں فائر کر دوں گا۔" کیپٹن بابر نے تیسرے سپاہی کو دھمکی دی۔

دوسروں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور خوفزدہ ہوکر ہاتھ بلند کر لئے۔ سہارن لال چٹان کی دوسری جانب میدان میں داخل ہو چکا تھا اور ہاتھ میں پکڑے ٹرانسمیٹر پر کرنل آنند سے رابطہ قائم کرز ہا تھا۔ بلیک زیرو نے سپاہی کی گردن سے بازو ہٹاتے ہوئے اسے دھکا دیا اور پھرتی سے جھک کر زمین سے ایک گن اٹھالی۔ وہ سپاہی لڑکھڑایا مگر پھر سنبھل گیا۔ اس نے پلٹ کر بلیک زیرو کی طرف دیکھا تو وہ اس کے ساتھیوں پر گن تان چکا تھا۔ بلیک زیرو آہستہ سے غرایا۔ "ہاتھ بلند کرلو۔ کسی نے کوئی آواز نکالی تو بھون کر رکھ دوں گا۔"

اس سپاہی نے بھی گن اتار کر زمین پر پھینکی اور ہاتھ بلند کر لئے۔ بلیک زیرو قدم بڑھا کر ایک آدمی کی پشت پر آیا اور پھرتی سے ایک ہاتھ اس کے منہ پر جماتے ہوئے گن کا دستہ اس کی کنپٹی پر دے مارا۔ اس کی کراہیں بلیک زیرو کے ہاتھ میں دب گئیں اور وہ زمین پر گر کر بے ہوش ہوتا چلا گیا۔ بلیک زیرو نے پھرتی سے دوبارہ سپاہیوں پر گن تان لی۔ سہارن لال شاید ان کی آوازیں سن نہ سکا تھا۔ وہ ٹرانسمیٹر پر کرنل آنند سے کہہ رہا تھا۔

"یس سر...... ہم ہیلی پیڈ پر پہنچ چکے ہیں...... اوور......"

"آل رائٹ...... دو منٹ انتظار کرو...... میں میجر شنکر سے بات کر کے تمہیں ہدایات دیتا ہوں...... اوور......" کرنل آنند نے جواباً کہا۔

''سر..... ٹرانسمیٹر آن رکھوں یا بند کر دوں ..... اوور.....'' اس نے تیزی سے پوچھا۔

''بند کر دو..... میں خود تمہیں کال کر لوں گا..... اوور اینڈ آل.....'' کرنل نے کہا اور ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ پھر جیب سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر نکالا اور ایک سگریٹ سلگا کر ٹہلنے لگا۔ مگر پھر ایکدم اسے اپنے ماتحتوں کا خیال آیا اور وہ اس طرف دیکھنے لگا جدھر جیپ تھی۔ لیکن راہ میں حائل چٹان کے سبب اس کی نگاہوں سے اوجھل تھی۔ وہ اس طرف بڑھنے لگا۔ میدان سے نکل کر وہ جونہی چٹان کے قریب پہنچا اسے خطرے کا احساس ہونے لگا کیونکہ دوسری طرف خاموشی تھی۔ اس کے ساتھیوں کے قدموں کی آہٹیں بھی نہیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ چٹان کے گرد گھوم کر دوسری طرف پہنچا تو بے اختیار اچھل پڑا۔ وہاں جیپ کے سوا کچھ نہ تھا۔ جیپ بھی خالی تھی۔ ڈرائیور سمیت اس کے ساتھی اور دونوں جاسوس غائب تھے۔

وہ بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ لیکن چٹانوں اور پتھروں کے سوا اسے کچھ نظر نہ آیا۔ اس صورت حال پر وہ پریشان ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی قدم اٹھاتا، اسے اپنے پیچھے ہلکی سی چاپ سنائی دی۔ اس نے پھرتی سے پلٹ کر دیکھا اور حیرت سے اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ سامنے دونوں پاکیشیائی ایجنٹ کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھ میں اسٹین گنیں تھیں جن کا رخ اسی کی جانب تھا۔

''ہاتھ اٹھا لو لیفٹیننٹ.....'' ان میں سے ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا جو کہ بلیک زیرو تھا۔

''اوہ......میرا ماتحت کہاں ہے؟'' اس نے بوکھلا کر پوچھا۔

''دوسری دنیا میں......'' بلیک زیرو نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ ''اب تمہاری باری ہے۔''

بلیک زیرو اور کیپٹن بابر اس کے ماتحتوں کو ہٹا کر چند قدم پیچھے ایک چٹان کی آڑ میں لے گئے تھے جہاں انہوں نے باری باری ان کے سر پر ضربیں لگا کر بے ہوش کر دیا تھا اور بے ہوش ہونے والے پہلے سپاہی کو بھی اٹھا کر ان کے ساتھ ایک گہری کھائی میں پھینکنے کے بعد واپس آئے تھے۔

''کیا تم نے انہیں ہلاک کر دیا......؟'' سہارن لال نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

''ہاں......تم ہاتھ بلند کر لو......جلدی کرو......ورنہ تمہیں بھی ان کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔''

سہارن لال نے گھبرا کر فوراً ہی ہاتھ بلند کر لئے۔ اس کے ایک ہاتھ میں ٹرانسمیٹر دبا ہوا تھا۔

''تم نے کرنل آنند کو یہاں پہنچنے کی اطلاع دی ہے؟'' بلیک زیرو نے سوال کیا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پھر......کیا ہدایات دی گئی ہیں تمہیں؟ ہیلی کاپٹر کب پہنچے گا یہاں؟'' اس نے دوبارہ پوچھا۔

''پتا نہیں......کرنل میجر شنکر سے بات کر کے کال کرے گا۔'' اس نے جواب دیا۔

''لاؤ......ٹرانسمیٹر میرے حوالے کر دو۔'' بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھایا۔

کتنی دیر تک اس کی کال آئے گی؟''

''دو منٹ انتظار کرنے کو کہا تھا۔ اب تین منٹ گزر چکے ہیں شاید......''

اس نے ٹرانسمیٹر والا ہاتھ بلیک زیرو کی طرف بڑھایا۔

اس نے جونہی ٹرانسمیٹر بلیک زیرو کے ہاتھ میں دیا، پھرتی سے اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور سے بلیک زیرو پر فائر کرتا، بائیں جانب کھڑے کیپٹن بابر کی ٹھوکر اس کے ہاتھ پر پڑی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔ اس نے فوراً ہی سنبھل کر کیپٹن بابر پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن وہ پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور سہارن لال منہ کے بل زمین پر آ گرا۔

''بس...... اب حرکت مت کرنا...... ورنہ کھوپڑی چھلنی کر ڈالوں گا۔''

بلیک زیرو غرایا اور گن اس کی پیشانی سے لگا دی۔

سہارن لال نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور بلیک زیرو کی شکل میں اسے موت کا بے رحم فرشتہ نظر آنے لگا۔

میجر ر کا یان خاموشی سے جیپ ڈرائیو کر رہا تھا۔ عمران سامنے دیکھتا ہوا مسلسل ایک ہی نہج سے بلیک زیرو اور کیپٹن بابر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

"میں نے تم سے جس لڑکی کا پوچھا تھا، کیا وہ یہی ہے جو تمہارے پیچھے بیٹھی ہے۔" دفعتاً کایان نے اسے مخاطب کیا۔

"نہیں..... یہ تو عورت ہے..... لڑکی ابھی پیدا نہیں ہوئی۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اوہ..... میرا مطلب ہے یہ بھی تو لڑکی ہے....." میجر حیرت سے بولا۔

"نہیں..... میں نے اسے لڑکی کبھی نہیں سمجھا۔ کیونکہ اس سے مجھ جیسے ہزاروں لڑکے خوف کھاتے ہیں۔ بہت خونخوار لڑاکا ہے۔"

عمران کے ساتھی اس کی بات پر مسکرانے لگے۔ لیکن جولیا نے غصے میں اس کے کان پکڑ کر مروڑ دیا۔ "تم باز نہیں آؤ گے شرارت سے۔"

"اوئی.....!" عمران کے حلق سے تیز کراہ خارج ہوئی اور جولیا نے بوکھلا کر اس کا کان چھوڑ دیا۔

"اوہ..... کیا ہوا.....؟" میجر کلیان نے چونکتے ہوئے اس کی طرف

دیکھا۔

''ابھی کچھ نہیں ہوا...... جب پیدا ہوگا تو بتادوں گا۔'' عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز ہو؟'' میجر کلیان دوبارہ سامنے دیکھنے لگا۔

''اگر ہیں تو تمہیں کیا...... اور اگر نہیں ہیں تو مجھے کیا۔'' عمران نے منہ بنایا۔

''دراصل میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے اور تمہاری عادتیں کچھ علی عمران جیسی لگتی ہیں۔ پھر ان میں جولیا نام کی ایک ممبر کے متعلق بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ سوئس ہے اور عمران اس سے محبت کرتا ہے۔''

''لاحول ولا...... لاحول ولا......'' عمران بوکھلا گیا۔

اس کے ساتھی اس کی بوکھلاہٹ پر بے ساختہ ہنسنے لگے اور جولیا خونخوار نگاہوں سے میجر کلیان کو گھورنے لگی۔

''کیوں...... کیا ہوا......؟'' میجر نے چونکتے ہوئے عمران کی طرف دیکھا۔ ''کیا میں نے غلط کہا ہے؟''

''ایک دم غلط...... سو فیصد جھوٹ......'' عمران نے غصے سے کہا۔ ''تمہیں کس احمق نے کہا ہے کہ عمران اس سے محبت کرتا ہے؟''

''تو پھر وہ عمران پر مرتی ہوگی۔ بہرحال میں نے ان کے عشق کا......!''

''بس کرو میجر...... بس......!'' عمران اس کی بات کاٹتا ہوا چیخا۔ ''اگر اس

لڑکی نے سن لیا تو ابھی سینڈل سے تمہارے ساتھ میرا سر بھی گنجا کردے۔ میں بتا چکا ہوں کہ وہ بہت خونخوار اور ہتھ چھوڑ قسم کی لڑکی ہے۔

''اوہ.....مگر.....!'' میجر نے ایک لمحہ کے لئے اس کی طرف دیکھا۔ پھر ایک دم مسکرانے لگا۔ ''میں سمجھ گیا.....''

''کیا سمجھ گئے.....!'' عمران حماقت آمیز غصے سے بولا۔ ''یہی کہ کسی کے عشق کا بھانڈا پھوڑنا بری بات ہے۔''

''یقیناً تم ہی علی عمران ہو.....'' میجر مسکراتا ہوا بولا۔ ''اور یہ لڑکی بھی وہی جولیا ہے۔''

''یار.....تم بے تکلف ہونے کی کوشش مت کرو۔'' عمران منہ بناتا ہوا بولا۔ ''اس وقت میں عمران نہیں شیطان ہوں۔''

''ہاں.....واقعی تم شیطان کی طرح شیور ہو۔'' میجر منہ بناتا ہوا بولا۔ ''بہرحال تم سے.....''

''مل کر بہت خوشی ہوئی.....یہی کہو گے؟'' عمران اس کی بات قطع کرتا ہوا تیزی سے بولا۔ ''لیکن مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ کیونکہ ابھی میں کنوارا ہوں۔''

''اوہ.....تو شادی کیوں نہیں کی.....کیا جولیا نے.....''

''ارے.....ارے.....!'' عمران نے بوکھلا کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ ''کیوں پٹوانے کا ارادہ ہے۔ وہ تو شادی کے نام پر ہی دولتیاں مارنے لگتی ہے۔ بس یہ سمجھو کہ شادی میرے مقدر میں ہی نہیں ہے۔ اس لئے تم دعوت نامے کی امید مت رکھنا۔''

میجر کلیان بے ساختہ ہنسنے لگا۔ صفدر، خاور، تنویر اور کیپٹن کاشر بھی مسکرا

رہے تھے لیکن جولیا کا چہرہ غصے سے تمتما رہا تھا۔

''عمران...... اب یہ بکواس بازی بند کرو...... ورنہ میں سر توڑ دوں گی۔'' وہ غرائی۔

''میرا یا میجر کلیان کا؟'' عمران ایک دم سہم کر بولا۔ ''دیکھا کلیان جی...... اب تو تمہیں یقین آ گیا ہوگا۔''

''کس بات کا......؟'' اس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''اس کا کہ میرے ہاتھوں میں شادی کی لکیر ہی نہیں ہے۔ جب بھی محدب شیشے سے لکیر تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں......!''

دفعتاً ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز خارج ہونے لگی اور عمران ایکدم خاموش ہوگیا۔ میجر کلیان نے اجازت طلب نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''یہ کال میں ریسیو کروں گا میجر۔ تم کوئی غلط حرکت مت کرنا۔ ورنہ تم میرا نام تو جان ہی چکے ہو......''

میجر کچھ نہ بولا۔ عمران نے ڈیش بورڈ پر رکھے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ فوراً ہی ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھرنے لگی۔

''ہیلو میجر کلیان...... کرنل آنند کالنگ...... اوور......''

''یس سر...... میجر کلیان ریسیونگ...... اوور......'' عمران نے جواب میں کہا۔

اور میجر کلیان کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ عمران اسی کی آواز میں بولا تھا۔ لب و لہجے میں ذرا بھی فرق محسوس نہیں ہوتا تھا۔

''میجر...... تمہیں یہاں پہنچنے میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگ جائے گا۔'' کرنل

آنند کی آواز سنائی دی۔ ''اور میجر شنکر کو خدشہ ہے کہ اس دوران کہیں قیدی جاسوس ہنگامہ کر کے فرار نہ ہو جائیں۔ چنانچہ اس نے خود تم تک پہنچنے کا پروگرام بنایا ہے۔''

''سر...... اسے بھی تو یہاں پہنچنے میں اتنا وقت لگ جائے گا۔ اوور......'' عمران نے کلیان کی آواز میں کہا۔

''نہیں.... وہ دس منٹ میں تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔'' کرنل نے کہا۔ ''کیونکہ وہ ہیلی کاپٹر سے آئے گا......اوور......''

''اوہ......مگر سر......اس وقت ہم بہت دشوار گزار جگہ پر ہیں۔ ہیلی کاپٹر یہاں کیسے لینڈ کر سکے گا......اوور......''

''اس کی تم فکر مت کرو۔ میجر شنکر ماہر پائلٹ ہے وہ کسی بھی کشادہ چٹان پر ہیلی کاپٹر اتار سکتا ہے۔ مگر پہلے وہ پوائنٹ ٹو کے ہیلی پیڈ پر جائے گا۔ لیفٹیننٹ سہارن دونوں قیدی جاسوسوں کو لے کر وہاں پہنچنے والا ہے۔ اس کی طرف سے اطلاع ملتے ہی میجر یہاں سے چل دے گا۔ ان دونوں جاسوسوں کو اٹھانے کے بعد وہ تمہاری طرف آئے گا......اوور......''

''بہت بہتر سر...... کیا میں رک جاؤں......؟'' عمران نے پوچھا۔

''نہیں...... چلتے رہو...... جب ہیلی کاپٹر نظر آئے تو سے ریڈ لائٹ کا سگنل دینا۔ اوور اینڈ آل......'' کرنل آنند نے آخر میں کہا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ میجر کلیان نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

''تم نے میری آواز کی خوب کاپی کی ہے۔''

''تم کیا...... میں تو بڑے بڑوں کی کاپی کر لیتا ہوں۔ بلکہ کاپی پھاڑ دیا کرتا

ہوں۔'' عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

اور میجر کلیان ہنس پڑا۔ ''کیا وہ دونوں بھی تمہارے ساتھی ہیں جو زون تھری میں پکڑے گئے ہیں؟''

''پتا نہیں...... پوائنٹ تو یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے؟'' عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

''تقریباً چار میل کا فاصلہ ہے۔ کیا تم وہاں جانا چاہتے ہو......'' وہ چونکا۔

''نہیں...... دراصل میں جلد سے جلد پروجیکٹ تک پہنچنا چاہتا ہوں۔ تم کتنی دیر میں پہنچا سکتے ہو؟''

''کم از کم ایک گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا۔ تم پروجیکٹ پر کیوں جانا چاہتے ہو؟''

''انگوٹھی تلاش کرنے کے لئے......'' عمران نے سادگی سے جواب دیا۔

''انگوٹھی...... کیسی انگوٹھی......؟'' میجر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

''شادی سے پہلے جو پہنائی جاتی ہے دولہا کو۔'' عمران بولا۔ ''یعنی منگنی کی انگوٹھی۔''

''اوہ...... مگر انگوٹھی پروجیکٹ پر کیسے پہنچ گئی؟'' اس نے پوچھا۔

''دراصل میں گزشتہ سال چاند پر ہنی مون کے انتظامات کرنے گیا تھا تو خلائی راکٹ میں شدید گرمی کے سبب میں چہل قدمی کے لئے راکٹ سے باہر نکل آیا۔ لیکن خلائی راکٹ کے باہر اتنی شدید سردی تھی کہ میرے ہاتھ پاؤں سردی سے سکڑ گئے۔ انگلیاں بھی سکڑ کر پتلی ہوئیں اور میری انگلی سے انگوٹھی نکل کر

سیدھی پروجیکٹ کی چھت پر جا گری تھی۔اب وہی تلاش کرنے جا رہا ہوں۔''

اس کی بکواس پر اس کے ساتھی بے اختیار ہنسنے لگے۔ میجر کلیان بھی ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا۔

''ایک منٹ کے لئے رک جاؤ میجر...... میں تھک گیا ہوں...... ذرا چہل قدمی کروں گا۔''

میجر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور بریک لگا کر جیپ روک دی۔ عمران نے صفدر کو ہوشیار رہنے کا اشارہ کیا اور جیپ سے اتر کر بائیں جانب کی چٹانوں کے پیچھے غائب ہو گیا۔ وہ بے چینی سے اس کا انتظار کرنے لگے۔ چند منٹ بعد وہ واپس آ گیا۔ جولیا اور صفدر نے اس کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا لیکن عمران کا میک اپ زدہ چہرہ کسی قسم کے تاثر سے عاری نظر آ رہا تھا۔

''میجر......اب ہم پروجیکٹ کی بجائے پوائنٹ ٹو پر جائیں گے۔'' عمران نے میجر کلیان سے سخت لہجے میں کہا اور وہ حیرت سے عمران کی شکل دیکھنے لگا۔

ہیلی کاپٹر میں میجر شنکر اور اس کے ماتحت سارجنٹ سریندر کے سوا کوئی نہ تھا۔ شنکر کسی ماہر پائلٹ کی طرح کاپٹر اڑا رہا تھا۔ میجر شنکر نے نیچے جھانکا۔ کاپٹر کی سرچ لائٹ نیچے چٹانوں اور پہاڑیوں کو روشن کر رہی تھی۔ اس نے گود میں رکھا وہ ٹرانسمیٹر آن کر دیا جو اسے کرنل آنند نے چلتے وقت دیا تھا۔

''ہیلو لیفٹیننٹ سہارن لال...... میجر شنکر کالنگ...... اوور......'' وہ بولنے لگا۔ سارجنٹ سریندر عقب میں بیٹھا نیچے جھانک رہا تھا۔

''یس سر...... سہارن لال ریسیونگ...... اوور......'' چند لمحوں بعد سہارن لال کی آواز ٹرانسمیٹر سے خارج ہوئی۔

''میں پوائنٹ ٹو کے قریب پہنچ چکا ہوں...... کیا تم دیکھ رہے ہو...... اوور......''

''نو سر...... البتہ آواز سن رہا ہوں کاپٹر کی...... اوور......'' سہارن لال نے بتایا۔

''اچھا...... تم ریڈ لائٹ جلاؤ...... میں اسکرین پر تمہیں چیک کرتا ہوں...... اوور......'' شنکر بولا۔

''سوری سر...... میرے پاس ریڈ لائٹ نہیں ہے......اوور......''

''اپنی جیپ کی ہیڈ لائٹس روشن کردو...... اوور اینڈ آل۔'' شنکر نے ہدایت کی۔

پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے نیچے جھانکنے لگا۔ چند لمحوں بعد اسے بائیں جانب روشنی دکھائی دی جو ایک چٹان سے ٹکرا کر منعکس ہو رہی تھی۔ اس نے کاپٹر کا رخ اسی جانب کر دیا۔ پھر سرچ لائٹ کی روشنی میں ایک پہاڑی کے دامن میں کشادہ اور تقریباً ہموار میدان دکھائی دیا اور وہ وہاں لینڈنگ کے لئے اسکرین اور میٹرز چیک کرنے لگا۔ نصف منٹ بعد کاپٹر زمین پر اتر چکا تھا۔ گراؤنڈ کے کنارے دو افراد موجود تھے۔ شنکر اور سارجنٹ سریندر کاپٹر سے باہر آئے تو وہ دونوں ان کے قریب آ گئے۔ ان میں سے ایک کے جسم پر لیفٹیننٹ کی یونیفارم تھی۔ انہوں نے میجر کو سلام کیا۔ میجر شنکر نے لیفٹیننٹ سے پوچھا...... ''پاکیشیائی جاسوس کہاں ہیں سہارن لال؟''

''وہ جیپ میں بے ہوش پڑے ہیں سر۔'' سہارن لال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ...... بے ہوش کیوں ہیں؟'' شنکر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''دراصل انہوں نے ہنگامہ کر دیا تھا چند ٹ پہلے۔ میرے دو آدمی ان کے ہاتھوں مارے گئے۔ یں نے بڑی مشکل سے ان پر قابو پایا اور انہیں بے ہوش کر دیا کہ کہیں وہ دوبارہ فرار ہونے کی کوشش نہ کریں۔

''اچھا...... انہیں اٹھا کر لے آؤ......'' شنکر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

سہارن لال اپنے ماتحت کے ہمراہ پلٹ کر چل دیا۔ اس کا رخ اس بڑی

چٹان کی طرف تھا جس کے عقب میں جیپ کھڑی تھی۔ شنکر اور سارجنٹ سریندر ان کا انتظار کرنے لگے۔ ہیلی کاپٹر کا انجن بند نہیں کیا گیا تھا کیونکہ انہیں فوری روانہ ہو جانا تھا۔ دو منٹ بعد سہارن لال اور اس کا ماتحت دو افراد کو کندھوں پر اٹھائے چٹان کے عقب سے نمودار ہوئے اور ان کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ قریب پہنچے تو میجر شنکر نے کہا۔

''سہارن لال...... انہیں عقبی حصے میں لٹا دو...... پھر تم واپس جا سکتے ہو۔''

''بہت مشکل ہے سر......'' سہارن لال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ''انہیں فرار سے روکنے کے لئے میں نے جیپ کے دو ٹائر برسٹ کر دیئے تھے کیونکہ یہ جیپ لے کر بھاگ نکلتے تو کرنل صاحب تو مجھے گولی مار دیتے۔''

''اوہ...... آئی سی...... یہ تم نے عقل مندی کی ہے۔'' میجر شنکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''بہرحال...... تم ہمارے ساتھ چلو۔ تمہیں زون ون میں میجر کلیان کے پاس چھوڑ دیں گے۔ وہاں سے تم گاڑی لے کر اپنے کیمپ آفس چلے جانا۔''

''تھینک یو سر......!'' سہارن لال نے کہا۔

''پھر وہ دونوں بے ہوش جاسوسوں کو اٹھائے کاپٹر میں داخل ہو گئے۔ میجر شنکر اور سارجنٹ سریندر بھی کاپٹر میں سوار ہوئے۔

اس بار سارجنٹ سریندر میجر شنکر کے ساتھ بیٹھا تھا۔ سہارن لال اور اس کا ماتحت بے ہوش افراد کو کاپٹر میں لٹانے کے بعد پائلٹ کی عقبی نشستوں پر بیٹھ گئے اور میجر شنکر کاپٹر کو زمین سے بلند کرنے لگا۔

کافی بلندی پر پہنچ کر اس نے کاپٹر کا رخ زون ون کی طرف کر دیا۔ ساتھ

ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی تبدیل کی اور آن کر کے بولنے لگا۔

''ہیلو میجر کلیان ...... میجر شنکر کالنگ...... اوور......'' وہ بار بار جملہ دہرانے لگا۔

''یس میجر...... کلیان ریسیونگ...... اوور......'' چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز خارج ہوئی۔

اور اس کی آواز کو سن کر میجر کے عقب میں بیٹھا سہارن لال بے ساختہ چونک پڑا۔

اس سے پہلے کہ میجر کلیان عمران سے اس تبدیلی کے بارے میں پوچھتا، ٹرانسمیٹر سے سگنل نشر ہونے لگا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہیلو میجر کلیان...... میجر شنکر کالنگ...... اوور......'' ٹرانسمیٹر سے آواز خارج ہونے لگی۔

''لیس میجر کلیان ریسیونگ...... اوور......'' عمران نے میجر کلیان کی آواز میں کہا۔

''میجر...... میں تمہاری طرف آ رہا ہوں...... اوور......'' شنکر نے بتایا۔

''اوہ...... تو کیا آپ پوائنٹ ٹو پر نہیں گئے...... اوور......'' عمران نے حیرت کا اظہار کیا۔

''وہیں سے تمہاری طرف آ رہا ہوں۔ تم کہاں پر ہو اس وقت...... گائیڈ کرو...... اوور''

''کمال ہے...... میں آپ کو کیسے گائیڈ کر سکتا ہوں میجر......'' عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ ''آپ تو خود بہت بڑے سراغرساں اور سیکرٹ سروس کے ذہین ترین آفیسر ہیں آپ کو گائیڈ کرنا سورج کو ٹارچ دکھانے کے مترادف ہے...... اوور......''

''اوہ ..... آپ تو کافی بذلہ سخن آدمی ہیں مسٹر کلیان ......'' دوسری طرف سے میجر شنکر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آدمی نہیں جناب ...... میں صرف میجر ہوں۔'' عمران نے شوخی سے کہا۔

''گڈ ..... وری گڈ ......!'' اس کا قہقہہ ابھرا۔ ''آپ جیسے مزاحیہ انسانوں کو فوج کے بجائے تھیٹر میں ہونا چاہئے تھا ...... اوور ......''

''اور اگر وہاں ڈاکٹر زمیری جنس بدل دیتے تو پھر ......'' عمران نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''میں نے صرف تھیٹر کہا ہے ...... آپریشن تھیٹر نہیں۔'' میجر شنکر کی ہنسی سنائی دی۔ ''ویسے آپ سے مل کر مجھے خوشی ہوگی ...... اوور ......''

''اور مجھے آپ سے مل کر خارش ہوگئی تو پھر ......'' عمران خوفزدہ لہجے میں بولا۔

''بے فکر رہیں، کچھ نہیں ہوگا۔ بہرحال جب کاپٹر تم لوگوں کے پاس پہنچے تو ریڈ لائٹ کا سگنل دینا ...... اوور اینڈ آل ......''

اس کے ساتھ ہی اس کی آواز آنا بند ہوگئی۔ میجر کلیان نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے اس کو آنکھ ماردی۔

''میرا خیال ہے اب پوائنٹ ٹو کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے۔'' میجر کلیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں ...... اب صرف ایک ہی بات کی ضرورت ہے۔'' عمران نے

سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوہ...... کونسی بات......؟'' میجر کلیان نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''تم سے نجات پانے کی بات......'' عمران نے صفدر کو مخصوص اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''جیپ روک دو۔''

''کیا...... تم کیا کہہ رہے ہو......'' وہ گھبرا کر بریک لگاتا ہوا بولا۔

اور اسی لمحے صفدر نے عقب سے ریوالور کا دستہ اس کے سر پر رسید کر دیا۔

اس کے منہ سے تیز کراہ خارج ہوئی اور اس کا چہرہ اسٹیئرنگ پر جھکتا چلا گیا۔

عمران نے اسے فوراً کندھے سے تھام لیا ورنہ وہ دروازے سے باہر جا گرتا۔ پھر اس نے انجن بند کیا اور صفدر سے بولا۔

''اسے اٹھا کر لے جاؤ اور اس کی یونیفارم...... نہیں...... میں خود ہی اتار لوں گا۔'' اس نے تیزی سے کہا۔

پھر جیپ سے اتر کر دوسری جانب آیا اور میجر کو جیپ سے نکال کر کندھے پر ڈالتا ہوا بولا۔ ''میں اسے ٹھکانے لگا کر آتا ہوں۔''

وہ میجر کلیان کو اٹھائے ایک بڑے پتھر کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا اس کے جملے پر جھرجھری لے کر رہ گئی۔ ''اف......!''

''کیا ہوا مس جولیا......!'' صفدر نے چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

''کتنا مکار اور سفاک آدمی ہے یہ......'' جولیا نے گہرا سانس لیا۔ ''لگتا ہے اس کے سینے میں دل کی جگہ پتھر رکھا ہے۔''

''اوہ...... آپ عمران صاحب کے بارے میں کہہ رہی ہیں؟'' صفدر نے

حیرت سے پوچھا۔

''ہاں ...... تم دیکھو، ابھی چند منٹ پہلے میجر کلیان کے ساتھ کیسے بے تکلف ہوا تھا جیسے بچپن کا دوست ہو...... اور اب کتنی بے رحمی سے اسے قتل کرنے گیا ہے۔ یہ منافقت اور مکاری کی انتہاء ہے۔''

''اور اسی میں ان کی کامیابی کا راز ہے۔'' صفدر نے ہنس کر کہا۔ ''آپ کی طرح مجھے بھی ان کی فطرت پر حیرت ہوتی ہے کبھی کبھی۔''

''ارے ہاں ...... چیف کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے صفدر...... عمران تو کچھ بتاتا ہی نہیں ...... یقیناً وہ چیف سے بات کر چکا ہے۔'' جولیا نے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے کہ جب وہ ٹہلنے کے بہانے جیپ سے اترے تھے تو اس وقت وہ چیف ہی کو کال کرنے گئے تھے۔'' صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اور یقیناً چیف بخیریت ہی ہوگا۔ ورنہ عمران صاحب اتنے پرسکون نہ رہتے۔''

صفدر کی بات سن کر جولیا پرخیال انداز میں سر ہلانے لگی۔ ٹھیک اسی لمحے فضاء میں ہیلی کاپٹر کی مخصوص آواز ابھرنے لگی۔

ٹرانسمیٹر آف کر کے میجر شنکر نے ہیلی کاپٹر سے نیچے کا جائزہ لیا۔ پھر سہارن لال سے بولا۔ ''مسٹر سہارن ...... نیچے کا جائزہ لے کر بتاؤ کہ اس وقت ہم زون سے کتنے فاصلے پر ہیں؟''

سہارن لال نے نیچے جھانکا۔ کاپٹر کی سرچ لائٹ نیچے پہاڑیوں کو روشن کر رہی تھی۔ وہ چند لمحوں تک زمین کا منظر دیکھتا اور سوچتا رہا۔

''میرا خیال ہے ہم زون ون سے دس بارہ میل دور ہیں سر......'' وہ میجر

کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

''کیا......!'' میجر شنکر نے پلٹ کر حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ ''کیا تم زون ون سے اچھی طرح واقف ہو؟''

''یس سر......'' سہارن لال نے اثبات میں سر ہلایا۔

''ہوں...... گویا ہم اس وقت زون ٹو میں ہیں۔'' میجر شنکر سامنے دیکھتا ہوا بولا۔

''یس سر......'' سہارن لال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سارجنٹ...... کیا خیال ہے ہم پہلے پروجیکٹ نہ چلیں۔'' وہ سارجنٹ سریندر کی طرف دیکھ کر بولا۔ ''ان دو جاسوں کو کرنل کے پاس چھوڑ کر زون ون میں جائیں گے۔''

''جیسے مناسب سمجھیں سر......'' سارجنٹ سریندر نے کہا۔

میجر شنکر نے کاپٹر کا رخ پروجیکٹ کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ ''تم پروجیکٹ پر دونوں قیدیوں سے پوچھ گچھ کرنا۔ میں سہارن لال کے ساتھ زون ون میں جاؤں گا دوسرے گرفتار کئے جانے والے جاسوسوں کو لینے کے لئے۔''

پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر کرنل آنند کی فریکوئنسی سیٹ کی اور ٹرانسمیٹر آن کر کے بولنے لگا۔ ''ہیلو کرنل آنند...... میجر شنکر کالنگ...... اوور......''

''یس میجر...... کرنل آنند ریسیونگ...... اوور......'' چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز خارج ہوئی۔

''میں زون تھری میں پکڑے جانے والے جاسوسوں کو لے کر واپس آ رہا ہوں۔'' اس نے بتایا۔ ''لینڈنگ کا انتظام کرو...... اوور......''

''بہتر...... کیا تم زون ون نہیں گئے...... اوور......'' کرنل کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''نہیں...... وہ دو جاسوسوں کو آپ کے پاس پہنچا کر بعد میں دوسرے جاسوسوں کو لینے جاؤں گا...... اوور اینڈ آل......''

''سہارن لال......ا'' اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے سہارن لال کو مخاطب کیا۔ ''کیا تم نے کرنل آنند کو اپنے ماتحتوں کے مرنے کی اطلاع دے دی تھی؟''

''نو سر......'' سہارن لال بولا۔ ''اتنا موقع ہی نہیں ملا۔ ہم نے ان جاسوسوں کو بے ہوش کیا ہی تھا کہ آپ آ گئے۔''

''خیر...... اب وہاں پہنچ کر انہیں بتا دینا تا کہ کرنل مرنے والوں کی لاشوں کا انتظام کر سکیں۔'' شنکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''ویسے تم نے ان خطرناک لوگوں پر قابو پا کر ان کے فرار کی کوشش جس طرح ناکام بنائی ہے اس پر میں بہت خوش ہوں۔ میں کرنل سے تمہاری ترقی کی سفارش کروں گا۔''

''تھینک یو سر......'' سہارن لال نے خوشی کا اظہار کیا۔

''تمہارے اس ماتحت کو بھی انعام ملنا چاہیے۔ کیا نام ہے اس کا؟'' شنکر نے عقب میں بیٹھے سپاہی کے بارے میں کہا۔

''رندھیر......'' سہارن لال نے بتایا۔ ''لانس نائیک ہے......''

تھوڑی دیر بعد کاپٹر ایک روشن وادی پر پہنچ گیا۔ اس وادی میں پروجیکٹ تھا۔ وسیع و عریض وادی میں اس جانب وسیع و عریض عمارتیں بنی ہوئی تھیں۔ عمارتوں کی چھتوں پر ایئر کرافٹ گنیں نصب تھیں۔ چاروں کونوں پر سرچ لائٹس گردش کر رہی تھیں۔ عمارتوں کے سامنے ایک کشادہ اور طویل ہیلی پیڈ بنا ہوا

تھا۔اس وقت وہاں پہلے سے دو ہیلی کاپٹر موجود تھے۔ ہیلی پیڈ کے ایک کنارے پر پاور ہاؤس تھا جبکہ دوسری طرف موٹر ورکشاپ اور پارکنگ تھا۔ جہاں کئی فوجی ٹرک اور دیگر گاڑیاں کھڑی تھیں۔ پروجیکٹ کے گرد خاردار تاروں کی دس بارہ فٹ بلند باؤنڈی وال بنائی گئی تھی۔ جس کی درمیان میں گاڑیوں کی آمدورفت کے لئے آہنی گیٹ نصب تھا۔ گیٹ کے ساتھ ہی ایک طویل عمارت تھی۔ احاطے کی باڑ میں ہر بیس گز پر ایک الیکٹرک پول تھا جس پر مرکزی بلب جل رہے تھے۔

ہر پول کے پاس ایک مسلح گارڈ مستعد کھڑا تھا۔ گیٹ بند تھا اور اس کے پاس دو گارڈ موجود تھے۔

ہیلی پیڈ پر ایک شخص کھڑا ٹارچ سے سرخ روشنی کا سگنل دے رہا تھا۔ جبکہ کچھ فاصلے پر چار پانچ مسلح گارڈ کھڑے منہ اٹھائے کاپٹر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میجر شنکر نے ایک لیور کو حرکت دی اور کاپٹر زمین پر اترنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ ہیلی پیڈ پر اتر چکا تھا اور میجر شنکر اس کا انجن بند کر رہا تھا۔ کچھ فاصلے پر کھڑے گارڈز کے ساتھ ایک افسر بھی تھا۔ پھر پہلے میجر شنکر اور سارجنٹ سریندر کاپٹر سے باہر آئے۔ اس کے بعد سہارن لال اور رندھیر اترے۔ گارڈز اور ان کا آفیسر قریب آ گئے تھے۔ آفیسر کیپٹن تھا۔ اس نے میجر شنکر کو سلام کیا۔

"کیپٹن...... اندر دونوں جاسوس بے ہوش پڑے ہیں۔ انہیں کرنل صاحب کے آفس میں لے جاؤ......" میجر شنکر نے کیپٹن کو ہدایت کی۔

پھر اس نے سہارن لال، رندھیر اور سارجنٹ سریندر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور احاطے کے گیٹ کے پاس بنی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ سب

عمارت کے ایک کشادہ کمرے میں داخل ہوئے اور آفس ٹیبل کے قریب صوفے پر بیٹھے ایک ادھیڑ عمر شخص کی آغوش میں موجود نوجوان لڑکی تیزی سے اٹھ کر اپنا اسکرٹ درست کرنے لگی۔ ادھیڑ عمر شخص سیکورٹی فورس کا چیف کرنل آنند تھا جبکہ لڑکی اس کی اسسٹنٹ کیپٹن پونم تھی۔ میجر شنکر بے ساختہ مسکرا دیا۔ کرنل جھینپتا ہوا اٹھا اور میز کی دوسری جانب کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"آؤ میجر...... میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا...... بیٹھو......" اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

جی ہاں...... میں دیکھ چکا ہوں انتظار کا انداز......" میجر شنکر نے مسکراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور وہ لڑکی شرماتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ میجر کی بات پر کرنل آنند بھی مسکرا دیا۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں ہیں میجر؟"

"آپ کے ماتحت انہیں اٹھا کر لا رہے ہیں۔ وہ دونوں بے ہوش ہیں۔" میجر نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور یہ دونوں کون ہیں......؟" کرنل نے سہارن لال اور رندھیر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"اوہ...... کیا آپ لیفٹیننٹ سہارن لال کو نہیں پہچانتے؟" میجر شنکر نے حیرت سے کہا۔ "انہوں نے زبردست کارنامہ انجام دیا ہے۔"

اس سے پہلے کہ کرنل جواب دیتا، کیپٹن اور چاروں مسلح گارڈز اندر آئے۔ دو محافظوں نے بے ہوش افراد کو کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔

میجر کے اشارے پر انہوں نے ان افراد کو فرش پر ڈال دیا۔ کرنل نے بے ہوش افراد کو دیکھا۔ "اچھا...... تو یہ ہیں وہ جاسوس......"

''نہیں...... یہ ہیں وہ......!'' میجر شنکر نے تیزی سے کہا۔

دوسرے ہی لمحے اس نے پھرتی سے اپنا ریوالور نکالا اور سہاران لال کی کنپٹی سے لگا دیا۔ ساتھ ہی وہ غرایا۔

''خبردار...... کوئی حرکت مت کرنا سہارن لال...... ورنہ ٹرائیگر دب جائے گا...... ہاتھ بلند کرلو......!''

میجر کی اس حرکت پر کرنل اور اس کے ماتحت بے اختیار اچھل پڑے......

سہارن لال نے گھبرا کر کہا۔ ''میں سمجھا نہیں سر......؟''

''رندھیر...... تم بھی ہاتھ اٹھالو......'' شنکر نے تحکمانہ لہجے میں سہارن لال کے ماتحت سے کہا۔

اسی لمحے سارجنٹ نے اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر رندھیر پر تان لیا۔

رندھیر نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ مگر اس کا چہرہ خوف کے تاثر سے عاری تھا۔ میجر شنکر نے کیپٹن کی طرف دیکھے بغیر اسے حکم دیا۔ ''کیپٹن انہیں حراست میں لے لو۔''

کرنل آنند نے جلدی سے میز سے اپنا چشمہ اٹھا کر لگایا اور سہارن لال کو غور سے دیکھتا ہوا حیرت سے بولا۔ ''اوہ...... واقعی...... یہ سہارن لال نہیں ہے۔''

''آپ کو اب پتا چلا...... میں نے اسے کاپٹر میں ہی پہچان لیا تھا کہ یہ سہارن لال نہیں ہوسکتا۔ ورنہ یہ زون تھری سے زون ون کا فاصلہ چار پانچ میل کی بجائے دس بارہ میل نہ بتاتا اور اسی وقت مجھے اس کا سپاٹ چہرہ دیکھ کر شک ہوا تھا کہ اس نے میک اپ کر رکھا ہے۔

کیپٹن کے اشارے پر چاروں محافظوں نے رندھیر اور سہارن لال پر

گنیں تان لیں۔ میجر شنکر نے سہارن لال کے ہولسٹر سے ریوالور کھینچا اور پیچھے ہٹ گیا۔ سارجنٹ سریندر نے بھی بڑھ کر رندھیر کے کندھے سے گن اتار لی۔

"تو...... پھر سہارن لال کہاں ہے؟" کرنل نے پریشان لہجے میں کہا۔

"یہ آپ اسی سے پوچھئے...... میں اب زون ون جا رہا ہوں دوسرے جاسوسوں کو لینے کے لئے۔" میجر شنکر نے کہا۔ "آؤ سارجنٹ......"

سارجنٹ سریندر نے ریوالور ہولسٹر میں ڈالا اور اس کے ساتھ کمرے سے نکل کر ہیلی پیڈ پر کھڑے کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ زون ون کی فضاء میں پہنچ کر میجر نیچے جھانکنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد سرچ لائٹ کی روشنی میں انہیں ایک جیپ دکھائی دی۔ جیپ کے باہر ایک فوجی کھڑا سرخ ٹارچ سے انہیں سگنل دے رہا تھا۔ جیپ کے قریب ہی ایک بڑی چٹان کی ہموار سطح دیکھ کر میجر شنکر نے اس پر کاپٹر اتارا اور ٹارچ بردار چٹان پر چڑھ کر کاپٹر کے قریب آ گیا۔ وہ یونیفارم سے میجر معلوم ہوتا تھا۔

"میجر کلیان...... پاکیشیائی ایجنٹوں کو کاپٹر میں بٹھاؤ۔" شنکر نے میجر سے کہا۔

"بہتر...... کیا باقی دونوں جاسوس بھی اندر ہیں؟" میجر کلیان نے پوچھا۔

"نہیں...... انہیں میں پروجیکٹ پر کرنل آنند کے حوالے کر آیا ہوں۔" میجر شنکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ...... تو پھر وہ کون ہے......؟" میجر کلیان نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کاپٹر کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

میجر شنکر اور سارجنٹ سریندر نے فوراً پلٹ کر کاپٹر کے دروازے کی طرف

دیکھا اور اسی لمحے میجر کلیان نے پھرتی سے اپنا ریوالور نکال کر میجر شنکر کی کمر سے لگا دیا۔ میجر چونکا۔

"ہالٹ......" میجر کلیان غرایا۔ "ہاتھ بلند کرلو میجر...... ورنہ کمر میں روشن دان کھول دوں گا۔"

سارجنٹ سریندر تیزی سے پلٹا اور میجر کلیان کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر بے ساختہ اچھل پڑا۔ اس نے فوراً ہی اپنے ہولسٹر کی طرف ہاتھ بڑھا۔

"نہیں سارجنٹ...... کوئی حرکت مت کرنا...... ورنہ تمہارا باس مارا جائے گا۔" میجر کلیان ایک دم غرایا۔ "ہاتھ اٹھالو۔"

سارجنٹ سریندر نے ہاتھ اٹھائے اور اسے گھورنے لگا۔ میجر شنکر نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے غصے سے کہا۔ "میں سمجھا نہیں میجر کلیان۔"

"کلیان جی کی بنائی ہوئی دھن کو صرف لتا یا مکیش ہی سمجھ سکتے ہیں۔" میجر کلیان نے سخت لہجے میں کہا۔

پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر شنکر کے ہولسٹر سے ریوالور نکالا ہی تھا کہ شنکر نے ایک دم ہاتھ نیچے کر کے دونوں کہنیاں پیچھے اچھالیں جو میجر کلیان کے سینے پر پڑیں اور اس کے ہاتھ سے ریوالور گر گئے۔ میجر کلیان ایک قدم پیچھے ہٹا اور اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی میجر شنکر نے اس پر چھلانگ لگادی۔ اگلے ہی لمحے وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹے چٹان پر گر گئے اور سارجنٹ سریندر نے تیزی سے ہاتھ گراتے ہوئے اپنا ریوالور نکال لیا۔

میجر کلیان نے اچانک پلٹا کھایا اور پھر شنکر کے جبڑے پر مکا رسید کرتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ میجر شنکر بھی پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''میجر کلیان ...... اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا ...... تم میرے ریوالور کی زد میں ہو۔'' سارجنٹ سریندر نے اسے للکارا۔ ''ہاتھ ......''

کلیان نے اس کا دوسرا جملہ سننے کی بجائے ایک دم ایڑیوں پر گھومتے ہوئے بایاں پاؤں اٹھا کر گھمایا۔ فلائنگ کک سارجنٹ کے ریوالور والے بازو پر پڑی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔ اسی لمحے شنکر نے اس پر حملہ کر دیا۔ کلیان کے جبڑے پر اس کا گھونسا پڑا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا عقب میں کھڑے سریندر سے ٹکرایا۔ سریندر نے فوراً ہی اسے بازو میں جکڑ لیا۔ لیکن کلیان نے ایک دم اپنا بدن ڈھیلا چھوڑا اور کسی چکنی مچھلی کی طرح اس کی گرفت سے نکل گیا۔ اسی لمحے شنکر نے اس کے پیٹ میں ٹھوکر رسید کر دی لیکن کلیان ایک طرف ہٹ چکا تھا۔ ٹھوکر سریندر کے پیٹ پر پڑی اور وہ درد سے کراہتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

کلیان نے فوراً ہی سنبھل کر میجر شنکر کے سینے میں ٹکر رسید کی اور وہ کراہتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ کلیان نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر اس پر چھلانگ لگا دی اور میجر شنکر لڑکھڑاتا ہوا چٹان کے کنارے پر جا گرا۔ کلیان تیزی سے اس کے قریب پہنچا اور اس نے جبڑے بھینچتے ہوئے میجر شنکر کے پہلو میں ٹھوکر رسید کر دی۔ شنکر کے حلق سے دبی دبی چیخ خارج ہوئی اور وہ کروٹ بدل کر اٹھ بیٹھا۔ میجر کلیان نے پینترا بدل کر اس کے چہرے پر ٹھوکر دے ماری۔ لیکن شنکر نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا پاؤں گرفت میں لیا اور کھینچ ڈالا۔

میجر کلیان توازن برقرار نہ رکھ سکا اور پیٹھ کے بل گر گیا۔ مگر گرتے ہی اس نے دوسرا پاؤں شنکر کے سینے میں رسید کر دیا۔ شنکر کے ہاتھوں سے اس کا پیر

چھوٹ گیا اور وہ پشت کے بل گرتا چلا گیا۔ سارجنٹ سریندر پیٹ دبائے کراہتا ہوا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے ریوالور نظر نہ آیا۔ تب وہ جبڑے بھینچتا ہوا ان کی طرف لپکا۔ وہ قریب پہنچا ہی تھا کہ میجر کلیان اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ سارجنٹ سریندر نے فوراً ہی اس کے جبڑے پر گھونسا رسید کر دیا۔ لیکن میجر کلیان نے چہرہ جھکایا اور سریندر کا گھونسا اس کے سر کے اوپر سے گزر گیا۔ وہ بے توازن ہوا ہی تھا کہ میجر کلیان نے ایک دم جھک کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور اسے اٹھا کر سر پر سے بلند کر دیا۔ سریندر نے اس کی گرفت سے نکلنا چاہا لیکن کلیان نے تیزی سے خود کو گھماتے ہوئے سریندر کو اچھال دیا۔

سریندر کا جسم چٹان کے ابھرے ہوئے کنارے پر گرا اور اس کے حلق سے ذبح ہوئے جانور کی سی ہولناک چیخ خارج ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کا تڑپتا ہوا جسم چٹان کے کنارے سے پھسل کر نیچے گہرائی میں گرتا چلا گیا۔ اس دوران میجر شنکر سنبھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔ سارجنٹ سریندر کا انجام دیکھ کر ایک لمحہ کے لئے اس کا وجود کانپ اٹھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے غضبناک درندے کی طرف غراتے ہوئے میجر کلیان پر جست لگا دی۔ میجر کلیان لڑکھڑاتا ہوا پشت کے بل گرا اور میجر شنکر اس کے اوپر آ رہا۔ میجر کلیان نے تیزی سے دونوں بازوؤں میں شنکر کو جکڑ لیا۔ شنکر نے تیزی سے کروٹ لی۔ مگر دوسری طرف چٹان کا کنارہ تھا۔ کروٹ لینے سے وہ کنارے پر سے نیچے گرنے لگا تھا کہ وہ کلیان کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر بری طرح اس سے لپٹ گیا۔ نتیجے میں اس کے ساتھ ہی کلیان بھی چٹان سے نیچے گہرائی میں گرتا چلا گیا۔

بلیک زیرو دل ہی دل میں میجر شنکر کی ذہانت کی داد دے رہا تھا کہ اس نے کس طرح غلط فاصلہ بتانے پر اسے ٹریس کرلیا تھا کہ وہ اصل سہارن لال کی بجائے کوئی ایسا شخص ہے جسے علاقے کے متعلق مکمل معلومات حاصل نہیں ہیں اور گفتگو کے دوران اس نے بلیک زیرو کے چہرے کو کسی قسم کے تاثر سے عاری دیکھ کر میک اپ کا بھی اندازہ کرلیا تھا۔ پھر اس پر کسی قسم کا شبہ ظاہر کئے بغیر وہ زون ون میں جانے کی بجائے پروجیکٹ کی طرف چلا آیا تھا اور انہیں اس پوزیشن میں گرفتار کیا تھا کہ وہ بے بس ہوکر رہ گئے تھے۔

میجر شنکر اور سارجنٹ سریندر کے جانے کے بعد کرنل آنند اسے گھورتا ہوا اپنے ماتحت کیپٹن سے بولا۔ ”کیپٹن کاکا...... ان کے ہاتھ باندھ دو۔“

فوراً ہی ایک گارڈ مضبوط نائلون کی رسی لے آیا اور دو سپاہیوں نے مل کر ان کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے۔ اس وقت وہ چار اسٹین گنوں کی زد میں بے بس کھڑے تھے۔ کیپٹن بابر اگرچہ ہاتھ باندھنے کے وقت ایکشن میں آنے کے لئے اس کی طرف دیکھتا رہا تھا کہ شاید وہ اسے سگنل دے۔ لیکن بلیک زیرو نے جوش کی بجائے ہوش سے کام لینے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ کیونکہ وہ اس وقت ویران چٹان کی بجائے پراجیکٹ کی حدود میں تھے جہاں قدم قدم پر سیکورٹی

گارڈز پہرہ دے رہے تھے۔ پھر فوری طور پر انہیں بھاگنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ وہ اپنی منزل پر پہنچنا چاہتے تھے اور پہنچ گئے تھے۔

"سہارن لال کہاں ہے؟" دفعتاً کرنل آنند نے سخت لہجے میں سوال کیا۔

"معلوم نہیں......" بلیک زیرو نے لاپروائی سے کندھے اچکائے۔

"سر...... میجر شنکر کہہ رہے تھے کہ یہ میک اپ میں ہیں۔" دفعتاً بائیں جانب کھڑے کیپٹن کاکا نے کرنل کو یاد دلایا۔

"ارے ہاں...... ایسا کرو...... تم ان کا میک اپ صاف کرو۔ میں میجر شام سے بات کرتا ہوں۔" کرنل آنند نے چونکتے ہوئے کہا۔

پھر اس نے میز پر رکھے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی سیٹ کی اور بٹن آن کر کے بولنے لگا۔ کیپٹن کاکا دو ماتحتوں کو ہدایت دے رہا تھا۔

"ہیلو میجر شام...... کرنل آنند کالنگ...... اوور......" کرنل ٹرانسمیٹر کی طرف منہ کئے کال کر رہا تھا۔

"یس چیف...... میجر شنکر ریسیونگ...... اوور......" چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز خارج ہوئی۔

بلیک زیرو نے کیپٹن بابر کی طرف دیکھا۔ دونوں کی نگاہیں چار ہوئیں اور بلیک زیرو آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے سمجھانے لگا کہ آئندہ لمحوں میں انہیں کیا کرنا ہے۔ اس آئی کوڈ کا موجد عمران تھا اور سیکرٹ سروس کے ہر ممبر کو آنکھوں کے اشاروں سے بات کرنے کی ٹریننگ بھی اس نے دی تھی۔

کرنل آنند اس دوران میجر شام سے سوال و جواب کر چکا تھا۔ اس نے میجر شام کو صورت حال بتائی تھی اور میجر شام نے وضاحت کی تھی کہ گرفتار شدہ

جاسوسوں کے ہمراہ سہارن لال، چار سپاہیوں اور ایک ڈرائیور کو بھیجا گیا تھا۔
کرنل نے بات کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ان دونوں کو پہلے ہوش میں لایا جائے۔" اس نے فرش پر پڑے بے ہوش افراد کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ صورت حال بتائیں گے۔"

ایک سپاہی پانی کا جگ اور تولیہ لئے اندر آیا تھا۔ کیپٹن کاکا نے اس سے پانی لے کر بے ہوش افراد پر چھڑکا۔ پھر تولیہ گیلا کر کے کیپٹن بابر کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن بابر نے بلیک زیرو کی طرف دیکھا۔ لیکن بلیک زیرو نے کوئی تاثر نہ دیا۔ اس نے کن انکھیوں سے اپنے دائیں جانب کھڑے سپاہی کی طرف دیکھا۔ اس سپاہی سمیت تمام لوگ کیپٹن کاکا اور کیپٹن بابر کی طرف متوجہ تھے۔ بلیک زیرو غیر محسوس انداز میں دونوں کلائیوں کو آپس میں رگڑنے لگا۔

کیپٹن کاکا نے کیپٹن بابر کے سامنے آ کر اس کا میک اپ صاف کرنے کے لئے تولیہ اس کے چہرے کی طرف بڑھایا تو کیپٹن بابر نے چہرہ پیچھے ہٹا لیا۔

"اسے قابو میں کرو......" کیپٹن کاکا نے قریب کھڑے گارڈز کو حکم دیا۔

دونوں گارڈز کیپٹن بابر کے دائیں بائیں آ گئے اور انہوں نے اس کے کندھے مضبوطی سے تھام لئے۔ اب کیپٹن بابر کوشش کے باوجود چہرہ پیچھے نہیں ہٹا سکتا تھا۔

کیپٹن کاکا نے دوبارہ تولیہ سے اس کا چہرہ صاف کرنا چاہا۔ لیکن اسی لمحے کیپٹن بابر نے تیزی سے گھٹنا اوپر اٹھا دیا۔ گھٹنے کی ضرب کیپٹن کاکا کی رانوں کے سنگم پر پڑی۔

اگلے ہی لمحے اس کے منہ سے کسی زخمی بیل کے ڈکرانے کی آواز خارج

ہوئی۔ اس کے ہاتھ سے تولیہ گر گیا اور وہ دونوں ہاتھوں سے رانوں کو دبائے پیچھے ہٹتا ہوا فرش پر گرتا چلا گیا۔

اس کے منہ سے عجیب وغریب قسم کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ بابر کو قابو کرنے والوں نے اسے اور مضبوطی سے جکڑ لیا۔ کرنل آنند غراتا ہوا اپنی کرسی سے اٹھا۔

"اس پاپی کی ہڈیاں توڑ ڈالو......" اس نے غضبناک لہجے میں سپاہیوں کو حکم دیا۔

تب دونوں سپاہیوں نے کیپٹن کے کندھے چھوڑ دیئے اور پھر خونخوار کتوں کی طرح غراتے ہوئے اس پر گھونسوں کی بارش کرنے لگے۔

صفدر، جولیا، تنویر، خاور اور کیپٹن شکیل جیپ میں بیٹھے اس جانب دیکھ رہے تھے جس طرف انہوں نے ہیلی کاپٹر کو لینڈ کرتے دیکھا تھا۔ درمیان میں دوسری چٹانیں حائل ہونے کے سبب انہیں وہ جگہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ عمران سرخ روشنی والی ٹارچ لے کر اس سمت گیا تھا اور وہ اس کے سگنل کے منتظر تھے۔ چند لمحوں بعد اچانک اس جانب سے ایک دلدوز چیخ ابھری اور وہ چونک پڑے۔

"اوہ...... شاید ادھر ہنگامہ ہو رہا ہے۔" صفدر تیزی سے بولا۔ "خاور تم میرے ساتھ آؤ۔"

"ہم سب چلتے ہیں۔" جولیا نے مضطرب لہجے میں کہا اور دوسروں سے پہلے ہی جیپ سے اتر پڑی۔ پھر دوسرے ممبرز بھی ہتھیار سنبھالے تیزی سے اس جانب بڑھتے چلے گئے۔ وہ راہ میں حائل چٹانوں کے درمیان سے گزر کر دوسری طرف پہنچے تو ان کے حلق سے بے ساختہ دبی دبی سی بے معنی آوازیں نکل گئیں۔ سامنے والی چٹان پر ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ اس کی سرچ لائٹس کی روشنی میں دو افراد آپس میں لپٹے پچاس ساٹھ فٹ بلند چٹان کی ڈھلان سے لڑھکتے ہوئے نیچے آ رہے تھے۔ جبکہ ڈھلان سے تھوڑے فاصلے پر ایک آدمی کی لاش پڑی تھی۔ جس کی کھوپڑی پاش پاش ہو چکی تھی۔ شاید وہ سر کے بل پتھریلی زمین پر گرا تھا۔

ان کی نگاہیں چٹان سے لڑھکنے والے اجسام پر مرکوز ہو کر رہ گئیں۔ جن میں سے ایک فوجی وردی والا عمران ہی تھا۔ وہ آپس میں بری طرح لپٹے ڈھلان پر پڑے پتھروں سے ٹکراتے ہوئے تیزی سے نیچے آ رہے تھے اور ڈھلان پر بھی ان کی باہم کشمکش جاری تھی۔ مگر ڈھلان زمین سے پندرہ سولہ فٹ کی بلندی پر ختم ہو رہی تھی اور اس سے نیچے چٹان کی دیوار بالکل عمودی تھی۔ اتنی بلندی سے گر کر ان کی ہڈیاں سلامت نہیں رہ سکتیں تھیں۔ میجر کلیان کی وردی میں ملبوس عمران اس بات سے بے خبر تھا کہ ڈھلان کہاں تک تھی۔ وہ میجر شنکر کو زندہ پکڑنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے میجر کو مضبوطی سے اپنے بازوؤں کی گرفتار میں لے رکھا تھا۔ میجر شنکر کا ایک بازو اس کی گرفت سے باہر تھا اور وہ لڑھکنے کے دوران بھی عمران کی گرفت سے آزاد ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔

عمران کے ساتھی سنسنی خیز نگاہوں سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ صفدر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے عمران کو چٹان سے گرنے سے بچائے۔ جولیا خوفزدہ تھی کہ عمران پتھریلی زمین پر گر کر زندہ نہیں رہ سکے گا۔

"عمران صاحب......!" دفعتاً خاور چیخا۔ "خود کو سنبھالئے...... نیچے عمودی دیوار ہے۔"

عمران نے اس کی آواز سنی اور ہوشیار ہو کر اس نے تیزی سے اپنے بدن کو سیکڑتے ہوئے ٹانگیں اوپر کھینچیں اور جسم کو قدرے گھمایا۔ صفدر نے جولیا کے سوا دوسرے ممبروں کو ساتھ لیا اور دوڑتا ہوا چٹان کے نیچے اس جگہ پہنچ گیا جہاں عمران اور دوسرا آدمی گرنے والے تھے۔

"عمران صاحب...... اسے چھوڑ دیں......" اس نے چیخ کر کہا۔ "ہم

آپ کو کیچ کر لیں گے۔"

پھر انہوں نے ان دونوں کے گرتے ہوئے جسموں کے عین نیچے حلقہ بنایا اور ہاتھوں کو اس طرح بلند کر لیا جیسے وہ کسی گیند کو کیچ کرنے والے ہوں۔

لیکن ڈھلان ختم ہونے سے چند فٹ پیچھے ہی عمران ایک سخت ہاتھ میجر شنکر کی کنپٹی پر مارنے میں کامیاب ہو گیا۔ میجر کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور عمران سے جدا ہوتے ہی اس کا جسم زیادہ تیزی سے لڑھکتا ہوا نیچے آیا۔

"پکڑنا صفدر......" عمران چیخا۔

اگلے ہی لمحے میجر شنکر کا نیم بے ہوش جسم عموداً گرتا ہوا ان کے اٹھے ہوئے ہاتھوں میں آ گرا اور ہاتھوں سے پھلستا ہوا زمین پر آ رہا۔ عمران نے تنہا ہوتے ہی خود کو سنبھالا اور پھر ایک دم اٹھتے ہوئے چٹان سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اگلے ہی لمحے وہ تیر کی طرح زمین کی طرف گرتا چلا گیا۔ جولیا کا دل اچھل کر حلق میں اٹکنے لگا۔ وہ دل ہی دل میں عمران کی سلامتی کی دعائیں مانگنے لگی۔ کیونکہ اٹھارہ بیس فٹ بلندی سے لگائی ہوئی چھلانگ عمران کی موت کا سبب بن سکتی تھی۔

ٹھیک اسی لمحے بلیک زیرو نے قریب کھڑے گن بردار کی گن پر ہاتھ ڈالتے ہوئے دوسرے ہاتھ کا گھونسا اس کے جبڑے پر رسید کیا اور وہ کراہتا ہوا کیپٹن بابر پر گھونسے برسانے والوں سے جا ٹکرایا۔ گن بلیک زیرو کے ہاتھ میں آ گئی۔ ابھی کیپٹن بابر نے سپاہیوں کا ایک ایک ہاتھ ہی کھایا تھا کہ دونوں سپاہی پیچھے سے ٹکرانے والے کی طرف متوجہ ہو گئے کرنل نے بھی چونکتے ہوئے بلیک زیرو کی طرف دیکھا اور اسی لمحے وہ جست لگا کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ گن کی نال کرنل کے پہلو سے لگا چکا تھا۔

چوتھے سپاہی نے جس کے ہاتھ میں پانی کا جگ تھا جگ پھینک کر کندھے سے گن اتارنے کی کوشش کی ہی تھی کہ بلیک زیرو غرایا۔

''خبردار...... اپنے چیف کی زندگی چاہتے ہو تو گن فرش پر ڈال دو...... کرنل تم بھی ہاتھ بلند کر لو۔''

سپاہی نے کندھے سے گن اتاری اور فرش پر ڈال دی۔ بلیک زیرو نے کرنل کی پشت پر آتے ہوئے دوسرے سپاہیوں کو بھی ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا اور انہوں نے کرنل کے اشارے پر ہاتھ بلند کر لئے۔ اسی لمحے فرش پر بیٹھے کیپٹن نے پھرتی سے اپنا ریوالور نکالا ہی تھا کہ کیپٹن بابر نے اچھل کر اس کے ہاتھ پر

ٹھوکر رسید کر دی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر دور جا گرا۔ دوسرے ہی لمحے کیپٹن بابر بھی اپنی بندشیں کاٹ چکا تھا۔ اس نے ایک گن اٹھائی اور بائیں جانب ہٹتے ہوئے سپاہیوں پر تان لی۔ بلیک زیرو غرایا۔ "کرنل...... ہاتھ بلند کرتے ہو یا میں فائر کھول دوں؟"

"تم...... تم بچ کر نہیں جا سکتے......" کرنل ہاتھ اٹھاتا ہوا غصیلے لہجے میں بولا۔

"دروازہ بند کر دو......" بلیک زیرو نے کیپٹن بابر سے کہا۔

کیپٹن بابر الٹے قدموں دروازے تک گیا اور اس نے دروازہ بند کر کے بولٹ چڑھا دیا۔ بلیک زیرو نے کرنل آنند کے کان میں سرگوشی کی۔

"کرنل...... اگر زندگی چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ تعاون کرو...... میں وعدہ کرتا ہوں کہ صرف تمہیں زندہ رہنے دوں گا۔"

"کیا...... کیا تم انہیں......" کرنل کی آواز گھبراہٹ سے کپکپانے لگی۔

"مجبوری ہے......" بلیک زیرو نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے کہا۔ "اور میں صرف تمہاری زندگی کی ضمانت دے سکتا ہوں۔"

"تت...... تم کیا چاہتے ہو؟" کرنل اسکے پراسرار انداز پر خوفزدہ لہجے میں بولا۔

"صرف تعاون...... اور چند سوالوں کے جوابات...... بس......" بلیک زیرو نے گن کی نالی اس کی پشت میں چبھوئی۔

"ٹھ...... ٹھیک ہے...... میں تیار ہوں......" وہ خوف سے ہکلایا۔

کرنل کے ماتحت بلیک زیرو کو گھور رہے تھے۔ ان کے چہروں پر خوف و پریشانی ہویدا تھی۔ بلیک زیرو کے لئے ان سب کو ہلاک کرنا آسان تھا لیکن خطرہ تھا کہ فائرنگ کی آواز عمارت سے باہر دوسرے محافظوں تک پہنچی تو وہ بھاگے

آئیں گے۔ جبکہ وہ کوئی ہنگامہ کئے بغیر پروجیکٹ کی عمارت تک پہنچنا چاہتا تھا۔ اس نے دروازے کے پاس کھڑے کیپٹن بابر کی طرف دیکھ کر انگلیوں سے مخصوص اشارہ کیا۔ پھر ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر اس نے ننھا سا پن پسٹل نکالا جو اس کی مٹھی میں چھپا ہوا تھا اور سائز میں نصف سگریٹ کے برابر تھا۔ اس نے غیر محسوس انداز میں بائیں جانب کھڑے سپاہی کی طرف مٹھی کھولی اور پن پسٹل کے عقبی حصے پر دباؤ ڈالا۔ دوسرے ہی لمحے پسٹل کے اگلے حصے میں ایک سوراخ سے ایک ننھی سی پن خارج ہوئی اور گولی کی طرح سپاہی کے سینے میں غائب ہوگئی۔ سپاہی نے بے اختیار ہی کی آواز خارج کرتے ہوئے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور تیورا کر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

کرنل اور اس کے دوسرے ماتحتوں نے چونک کر اس سپاہی کی طرف دیکھا اور اسی لمحے کیپٹن بابر نے بھی بلیک زیرو کی تقلید کر ڈالی۔ نتیجے میں ایک اور سپاہی اپنی پشت کھجاتا ہوا فرش بوس ہو گیا۔ کرنل پریشان ہو کر رہ گیا۔

''یہ...... یہ...... مر گئے......؟'' کرنل خوف سے ہکلایا۔

''نہیں، ابھی زندہ ہو جائیں گے......'' بلیک زیرو نے کہتے ہوئے پن فائر کی۔

کیپٹن کا کا بلیک زیرو کا جواب سن کر چونکا ہی تھا کہ اس کے منہ سے بے اختیار ہلکی سی کراہ خارج ہوئی اور اس نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھ لیا۔ اگلے ہی لمحے وہ بھی فرش پر ڈھیر ہو چکا تھا۔ چوتھا سپاہی کیپٹن بابر کا نشانہ بن گیا۔ اور خود کو دشمنوں کے درمیان تنہا پا کر کرنل آنند کا چہرہ خوف سے سیاہ پڑ گیا۔

''اوہ...... انہیں کیا ہو گیا ہے......'' وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولا۔

''اپنی فکر کرو کرنل......'' بلیک زیرو آہستہ سے غرایا۔ ''میں جو پوچھوں اس

کا جواب درست دو۔ ورنہ تمہارے مرنے کا بھی کسی کو پتا نہیں چلے گا۔''

پھر اس نے کیپٹن بابر سے کہا۔ ''ان دونوں کو بھی ختم کر ڈالو۔'' اس کا اشارہ ان افراد کی طرف تھا جنہیں وہ بے ہوش کر کے کاپٹر سے لائے تھے۔

کیپٹن بابر آگے بڑھا اور اس نے مٹھی میں دبے پن پسٹل سے ایک ایک پن ان دونوں پر خرچ کر ڈالی۔ تب بلیک زیرو نے کرنل کو حکم دیا۔

''کرنل...... ٹرانسمیٹر پر میجر شنکر سے رابطہ قائم کر کے اس کی پوزیشن معلوم کرو کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کتنی دیر میں واپس آئے گا؟''

کرنل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے لرزتے ہاتھوں سے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی تبدیل کی اور اسے آن کر دیا۔

''ہیلو میجر شنکر...... کرنل آنند کالنگ...... اوور......'' وہ لرزتی ہوئی آواز میں بولا تو بلیک زیرو آہستہ سے غرایا۔ ''اپنی آواز پر قابو رکھو......''

چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز خارج ہوئی۔ ''یس کرنل...... میجر شنکر ریسیونگ...... اوور......''

میجر شنکر کی آواز سن کر بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

عمران کو چھلانگ لگاتے دیکھ کر دوسرے ممبرز بھی بوکھلا گئے۔لیکن عمران پاگل نہیں تھا اور نہ ہی اس کا ابھی مرنے کا پروگرام تھا۔ چنانچہ کسی بے جان جسم کی مانند زمین کی طرف گرتے گرتے اس نے ایک دم فضاء میں قلابازی لگائی اور اس کا جسم سیدھا ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ پیروں کے بل زمین سے آ ٹکرایا اور پہلو کے بل گر گیا۔اس کی مہارت دیکھ کر کیپٹن کاشر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔صفدر اور خاور تیزی سے عمران کی خبر گیری کے لئے اس کی طرف جھپٹے لیکن ان کے قریب پہنچتے ہی عمران ایکدم اچھل کر کھڑا ہوا اور اس نے میجر شنکر پر جست لگا دی۔

دراصل صفدر اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں سے پھسل کر پتریلی زمین پر گرنے کے سبب نیم بے ہوش میجر شنکر کو ہوش آ گیا تھا اور اس نے انہیں عمران کی طرف لپکتے دیکھا تو جلدی سے اٹھ بیٹھا۔ پھر جونہی عمران پیروں کے بل زمین پر گرا، اس نے کھڑے ہو کر اس جانب دوڑ لگا دی جس طرف سے عمران چٹان پر چڑھ کر ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچا تھا۔لیکن عمران نے گرتے وقت اسے دیکھ لیا اور فوراً سنبھل کر اس کی طرف چھلانگ لگائی تھی۔زخمی ہونے کے سبب شنکر کی رفتار زیادہ نہ تھی۔عمران کے ساتھی بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

عمران نے دوسری جست لگائی اور شنکر کے قریب جا پڑا جو چٹان پر چڑھنے ہی والا تھا۔اس نے تیزی سے پلٹ کر عمران کی طرف دیکھا اور اس کے منہ پر گھونسہ رسید کر دیا۔

عمران کو ماننا پڑا کہ شنکر بہت سخت جسم کا مالک تھا۔اس کے ہاتھوں پٹنے اور ڈھلان پر لڑھکیاں کھانے کے باوجود بھی اس میں دم خم باقی تھا۔لیکن اس نے ایک دم اچھل کر ٹانگ بلند کی اور اس کا گھونسا پاؤں پر روکتے ہوئے گھوم کر دوسرے پاؤں سے اس کی کمر میں ٹھوکر رسید کی اور شنکر کراہتا ہوا عقب میں چٹان سے جا ٹکرا۔مگر دوسرے ہی لمحے وہ یوں تیزی سے عمران پر آ پڑا جیسے چٹان نے اسے اچھال دیا ہو۔اس بار عمران نے اسے دونوں ہاتھوں پر روکا اور اس کی پنڈلی پر ٹھوکر رسید کی۔ہڈی پر پڑنے والی فوجی بوٹ کی ٹھوکر نے شنکر کو چیخنے پر مجبور کر دیا اور وہ بے اختیار آگے کی طرف جھکا ہی تھا کہ عمران نے گھٹنا اٹھا دیا۔ضرب اس کی ٹھوڑی پر پڑی اور وہ کراہتا ہوا سیدھا ہوا ہی تھا کہ عمران نے اس کے پیٹ میں گھونسا رسید کر دیا۔وہ درد سے ڈکراتا ہوا پیٹ پکڑے پھر جھکا اور عمران نے اس کی گردن پر مکا رسید کر دیا۔

شنکر منہ کے بل زمین پر گرا اور پتھریلی زمین سے ٹکرا کر اس کا چہرہ لہولہان ہو گیا۔اس کے حلق سے اذیتناک چیخ نکلی اور وہ دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا کر اٹھنے لگا۔مگر پھر بے جان سا ہو کر گر پڑا۔عمران نے اس کے پہلو میں ٹھوکر رسید کی مگر میجر شنکر نے کوئی حرکت نہ کی۔وہ ہوش وحواس کی دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔

عمران کے ساتھی اتنے میں قریب آ چکے تھے۔صفدر نے تیزی سے کہا۔

"بس کریں عمران صاحب......وہ بے ہوش ہو چکا ہے۔"

''ہائیں......!'' عمران بے اختیار اچھل کر اس کی طرف پلٹا۔ ''تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا کہ وہ بے ہوش ہے۔''

''اس لئے کہ پہلے آپ ہوش میں نہ تھے۔'' صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کے انداز پر دوسرے ممبرز بھی مسکرا رہے تھے۔

''عمران صاحب......کون ہے؟'' کیپٹن کاشر نے پوچھا۔

''سالا صاحب......!'' عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ......آپ کا سالا......'' خاور نے تیزی سے پوچھا۔

''نہیں ...... جولیا کا بھائی......'' عمران بولا۔ ''باقی رشتہ تم خود ہی سوچ لو۔''

جولیا نے مصنوعی غصے سے اسے گھورا۔ ''کیا بک رہے ہو۔ کبھی تو درست جواب بھی دے دیا کرو۔''

''بہت بہتر ہے!'' عمران نے مسکین سے انداز میں کہا۔ ''قاضی صاحب کو میں بالکل درست جواب دوں گا جب وقت نکاح آیا۔''

صفدر اور خاور ہنسنے لگے۔ تنویر اسے گھورتا ہوا بولا۔ ''اتنا ہنگامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی، اسے گولی سے ختم کر دیتے۔''

''احمق جو ٹھہرا۔'' عمران نے منہ بنایا۔ ''اسے گولی سے مار دیتا تو پھر فائر کی آواز سن کر جو محافظ اس طرف یلغار کرتے، انہیں کیا تم روکتے؟''

تنویر لاجواب ہو کر رہ گیا۔ عمران نے صفدر سے کہا۔ ''اسے اٹھا کر اوپر لے چلو۔ باقی باتیں کابن میں ہوں گی۔''

''مگر یہ ہے کون......؟'' جولیا نے غصے میں پوچھا۔

"میجر شنکر...... جو ہمیں لینے آیا تھا...... مگر اب ہم اسے لے جائیں گے۔"

عمران مسکرایا۔ "وہ اس کا ماتحت سارجنٹ سریندر ہے۔"

اس نے کچھ فاصلے پر پڑی سارجنٹ سریندر کی لاش کی طرف اشارہ کیا جس کا بھیجہ بکھرا ہوا تھا۔ صفدر نے بے ہوش شنکر کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور چٹان پر چڑھنے لگا۔ عمران اور دوسرے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل دیئے۔ دو تین منٹ بعد وہ سب ہیلی کاپٹر میں بیٹھے تھے اور صفدر کسی ماہر ہواباز کی طرح کاپٹر کو فضا میں بلند کرر ہا تھا۔

کیپٹن بابر اور بلیک زیرو کی نگاہیں کرنل آنند پر مرکوز تھیں جو ٹرانسمیٹر پر میجر شنکر سے بات کر رہا تھا۔

"کیا تم زون میں پہنچ چکے ہو میجر......اوور......" کرنل آنند نے پوچھا۔

"یس سر......اوور......" میجر شنکر کی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"پاکیشیائی جاسوسوں کی کیا پوزیشن ہے......اوور......" کرنل نے دوسرا سوال کیا۔

"بہت خوبصورت اور پیاری ہے......اوور......" جواب ملا۔

"اوہ......کون پیاری ہے......اوور......" کرنل نے چونکتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔

"ان جاسوسوں کی ساتھی لڑکی......" میجر شنکر نے کہا۔ "مگر بے چاری بہت بے بس پڑی ہے اور مجھے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھتی ہوئی دانت پیس رہی ہے۔"

"میں پوچھ رہا ہوں تم ان لوگوں کو اپنی کسٹڈی میں لے چکے ہو......اوور" کرنل نے منہ بنایا۔

"یس کرنل...... اس وقت وہ کاپٹر میں میرے ساتھ بیٹھے چائے پی رہے ہیں......اوور......"

"کیا......؟" کرنل کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ "کاپٹر میں چائے کہاں سے آ گئی......اوور......"

"دراصل ان کی ساتھی جاسوسہ نے مجھے چائے کی پیشکش کر دی تھی اور میں نے یہ سوچ کر قبول کر لی کہ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا......!"

"روتا نہیں، ہوتا ہے کیا......" کرنل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے کیا پتا...... میں تو پہلی بار عشق کی سیڑھیوں پر چڑھ رہا ہوں...... اوور......"

"تم کتنی دیر میں یہاں پہنچو گے؟......اوور......" کرنل نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"دس پندرہ منٹ تو لگ ہی جائیں گے۔ دراصل چائے اتنی پیاری ہے کہ ختم کرنے کو جی نہیں چاہ رہا۔ اس لئے قطرہ قطرہ پی رہا ہوں......اوور......"

کرنل نے کچھ کہنا چاہا لیکن اسی لمحے بلیک زیرو غرایا۔ "وقت کم ہے...... جلدی چائے ختم کر کے یہاں پہنچو۔"

"اوہ...... کرنل...... یہ تمہاری آواز کو کیا ہو گیا...... کہیں جنس تو تبدیل نہیں ہو گئی۔ اگر ایسا ہے تو پھر میں پانچ منٹ میں پہنچتا ہوں......اوور......"

کیپٹن بابر حیرت سے بلیک زیرو کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ لیکن بلیک زیرو نے مزید کچھ کہے بغیر ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب تم ہمارے ساتھ پروجیکٹ کی طرف چلو گے۔" بلیک زیرو نے کرنل

سے کہا۔

''اوہ......تم وہاں کیوں جانا چاہتے ہو......'' کرنل نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہ تم وہاں پہنچ کر خود دیکھ لینا۔ ہمارا مقصد تو صرف اتنا ہے کہ تمہاری وجہ سے ہم بلا رکاوٹ اس لیبارٹری میں پہنچ جائیں جہاں ''انتھراکس'' تیار کیا جا رہا ہے۔'' بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

''لیکن......اس وقت لیبارٹری بند ہے......سارا عملہ آرام کر رہا ہے......اور......''

''شٹ اپ......!'' بلیک زیرو غرایا۔ ''اگر تم نہیں جاؤ گے تو میں تنہا ہی چلا جاؤں گا تمہیں ختم کر کے۔''

''نن......نہیں......نہیں......میں چلتا ہوں۔'' وہ بوکھلا کر کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔

''ٹھیک ہے......مگر ایک بات یاد رکھنا......باہر تم نے کسی کو کوئی سگنل دینے کی کوشش کی تو ایک ثانیہ میں موت کا شکار بن جاؤ گے۔ اپنے ماتحتوں کی لاش تم دیکھ چکے ہو۔''

پھر اس نے کیپٹن بابر سے کہا۔ ''ان لاشوں کو اٹھا کر باتھ روم میں بند کر دو۔''

کیپٹن بابر نے گن کندھے سے لٹکائی۔ پھر باری باری لاشیں اٹھا کر دائیں جانب بنے باتھ روم میں پہنچانے لگا۔ بلیک زیرو نے کیپٹن کا کالے ریوالور کی طرف دیکھا اور بڑھ کر اٹھالیا۔ پھر اسٹین گن کندھے سے لٹکائی اور

ریوالور جیب میں رکھتا ہوا بولا۔

''کرنل باہر چلو...... لیکن یہ ذہن میں رکھنا کہ میری جیب میں پڑے ریوالور کا رخ تمہاری طرف اور انگلی ٹرائیگر پر رہے گی۔''

کرنل نے خوف سے خشک ہونے والے ہونٹوں کو زبان سے تر کیا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ بلیک زیرو کے اشارے پر کیپٹن بابر نے باہر سے دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ کرنل اور بلیک زیرو بھی باہر آئے اور ہیلی پیڈ کی طرف بڑھنے لگے جس کی دوسری جانب پروجیکٹ کی وسیع وعریض عمارت تھی۔

وہ اطمینان سے چلتے ہوئے ہیلی پیڈ سے گزر کر دوسری جانب پہنچے۔ جہاں برآمدے کے باہر چار مسلح گارڈز موجود تھے۔ کرنل کو دیکھ کر وہ اٹینشن ہو گئے۔ انہوں نے سیلوٹ کیا۔ کرنل سر کے اشارے سے جواب دیتا ہوا آگے بڑھا اور برآمدے میں داخل ہو گیا۔ بلیک زیرو اور کیپٹن بابر اس کے پیچھے تھے۔ جونہی وہ ایک راہداری میں داخل ہوئے عمارت خطرے کے سائرن سے گونجنے لگی۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور جولیا کو آنکھ مار کر مسکرانے لگا۔ تم نے سنا۔ وہ چوہا کیا کہہ رہا تھا۔ تمہارے ہاتھوں کی چائے پینے کا سن کر وہ جل گیا۔"

"بکومت...... وہ تمہاری طرح گندا ذہن نہیں رکھتا...... نہ ہی اس کے پاس ایسی فضول باتیں سوچنے کا وقت ہے۔" جولیا نے غصے سے کہا۔

"عمران صاحب...... کیا وہ چیف کی ہی آواز تھی......؟" خاور نے پوچھا۔

"اور کیا میرے باپ کی تھی......" عمران نے ناگواری سے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ انہیں تو گرفتار کر لیا گیا تھا...... پھر انہوں نے کیسے بات کر لی آپ سے؟"

"یقیناً وہ کرنل آنند پر قابو پا چکا ہوگا۔" عمران بولا۔ "اور اب وہ ہمارے انتظار میں بیٹھا ہے؟"

"کہاں......؟" تنویر نے بے اختیار پوچھا۔

"انڈوں پر...... کیا تم نے بھی بیٹھنا ہے۔" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

اور تنویر اسے خونخوار نگاہوں سے گھورنے لگا۔ عمران اس کی پرواہ کئے بغیر صفدر سے بولا۔ ''صفدر...... رفتار بڑھا دو۔''

صفدر نے رفتار میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔ ''بہتر ہے کہ آپ میری جگہ سنبھالیں۔''

''کیوں...... کیا تم حج پر جا رہے ہو؟'' عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا اور وہ بے ساختہ ہنس پڑا۔

''نہیں...... ہو سکتا ہے میں کہیں بھٹک جاؤں۔'' وہ بولا۔

''کوئی بات نہیں...... میں تمہیں سیدھا کر لوں گا۔'' عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ ''بس اتنی مہربانی کرنا کہ کسی پہاڑی کے ساتھ نہ ٹکرا جانا۔''

صفدر کچھ نہ بولا۔ عمران نے اپنے لباس سے میک اپ بکس نکالا اور کاپٹر کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہاں پڑے میجر شنکر کا روپ دھار سکے۔ لیکن پھر اسے دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ شنکر کا بے ہوش جسم بالکل ساکت پڑا تھا۔ اس نے جلدی سے شنکر کی نبض دیکھی اور مایوسی سے سر جھٹک دیا۔ وہ مر چکا تھا اور اس کا خون میں لتھڑا ہوا چہرہ اس قابل نہ تھا کہ اسے دیکھ کر عمران خود کو اس کا ہمشکل بنا سکتا۔ وہ واپس جولیا کے پاس آ بیٹھا۔ تنویر اور خاور اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''وہ مر چکا ہے...... تم دونوں اس کی لاش اٹھا کر باہر پھینک دو۔'' عمران نے ان سے کہا۔

اور وہ اٹھ کر اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگے۔ لاش کاپٹر سے نیچے پھینک کر وہ واپس عمران کے پاس آ بیٹھے۔ عمران باہر جھانکنے لگا۔ چند منٹ بعد نیچے

غیر معمولی روشنیاں دیکھ کر صفدر نے عمران کو اطلاع دی۔ ''ہم غالباً پروجیکٹ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔''

''ہاں......'' عمران نے نیچے کچھ فاصلے پر واقع وادی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور ٹرانسمیٹر آن کر کے کرنل آنند سے رابطہ قائم کرنے لگا تاکہ لینڈنگ کے لئے اس سے بات کر سکے۔ لیکن کئی لمحے گزر گئے اور رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ کاپٹر وادی کے اوپر پہنچ چکا تھا۔ عمران کی ہدایت پر صفدر نے کاپٹر کا رخ نیچے کی طرف کر دیا۔ پروجیکٹ کی تیز روشنیوں میں نیچے کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں کا بیرونی نقشہ عمران کو زبانی یاد تھا۔ اس نے ہیلی پیڈ پر کھڑے دو کاپٹروں کو دیکھا اور صفدر کو ہدایت دی کہ بائیں سرے پر واقع پاور ہاؤس کے قریب کاپٹر اتارے۔ لیکن اسی لمحے اس نے احاطے کے گیٹ سے ملحقہ عمارت سے کئی محافظوں کو باہر نکلتے دیکھا اور بے اختیار چونک پڑا۔ ہیلی کاپٹر ابھی کافی بلندی پر تھا اور اس کی سرچ لائٹ کا دائرہ گردش کرتا ہوا ان محافظوں پر سے گزر رہا تھا۔ وہ عمارت سے دوڑتے ہوئے باہر آئے تھے اور اسٹین گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں۔

''اوہ...... عمران صاحب...... نیچے تو خطرے کا سائرن بج رہا ہے......'' دفعتاً صفدر نے اس کی طرف دیکھ کر تیزی سے کہا۔

''یقیناً کوئی گڑبڑ ہے......'' عمران بڑبڑایا۔ ''کاپٹر بلند کر لو۔''

پھر اس نے صفدر کے قریب آ کر دوربین ہک سے اتاری اور اس کے ذریعے نیچے کا جائزہ لینے لگا۔ سیکورٹی آفس کی عمارت سے پندرہ سولہ محافظ نکل

آ ئے تھے۔ان کے ساتھ ایک نوجوان لڑکی بھی دکھائی دے رہی تھی۔ جس نے سرخ رنگ کا اسکرٹ پہنا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔وہ پروجیکٹ کی عمارت کی طرف اشارہ کرتی ہوئی کچھ بول رہی تھی۔ اتنے میں سیکورٹی آفس سے ایک افسر دوڑتا ہوا باہر آیا۔اس نے ایک نظر اٹھا کر ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھا۔پھر لڑکی کے اشارے پر سیکورٹی آفس کے اس دروازے کی طرف لپکا جو احاطے کے گیٹ کے قریب تھا۔لڑکی بھی دوڑتی ہوئی اس کے پیچھے دروازے سے اندر گھس گئی۔

عمران کی ہدایت پر صفدر نے کاپٹر کافی بلند کرلیا تھا۔باقی ساتھی سنسنی آمیز نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے خطرے کی وجوہات جاننے کے لئے بے تاب ہو رہے تھے۔

چند لمحوں بعد عمران نے فوجی افسر اور لڑکی کو عمارت سے باہر آتے دیکھا۔فوجی کے کندھوں کے بیج اسے کیپٹن ظاہر کر رہے تھے۔اس نے باہر آتے ہی وہاں کھڑے محافظوں سے کچھ کہا۔پھر ان میں سے چند محافظوں کے ہمراہ ہیلی پیڈ کی دوسری سائیڈ پر واقع پروجیکٹ کی عمارت کی طرف دوڑنے لگا۔یہ دیکھ کر عمران بے تاب ہو گیا۔یقیناً بلیک زیرو اور کیپٹن بابر کی زندگیاں خطرے میں تھیں۔

"صفدر.. فوراً لینڈ کرو......" اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے مضطربانہ لہجے میں کہا۔"ہمارے ساتھی خطرے میں ہیں۔"

یہ سن کر اس کے ساتھی ممبرز پریشان ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔عمران نے تیزی سے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور کال کرنے لگا۔

''ہیلو چیف......عمران کالنگ......اوور......'' وہ بار بار جملہ دہرانے لگا۔

صفدر نے کاپٹر کارخ دوبارہ زمین کی طرف کر دیا تھا۔

کئی لمحے گزر گئے۔ مگر ٹرانسمیٹر سے جواباً کوئی آواز خارج نہ ہوئی تو اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر دوبارہ دوربین آنکھوں سے لگا کر نیچے کا جائزہ لینے لگا

ہیلی کاپٹر لمحہ بہ لمحہ ہیلی پیڈ کے قریب پہنچتا جارہا تھا اور آنے والے لمحات کے تصور سے عمران کے ساتھیوں میں ہیجان ساطاری ہوتا چلا جارہا تھا۔

بلیک زیرو نے سائرن سنا تو ایک لمحے کے لئے رک کر کرنل سے بولا۔
"یہ سائرن کیسے ہیں؟"
"پتا نہیں......" کرنل نے پلٹ کر کہا۔ "شاید باہر کوئی گڑ بڑ ہوئی ہے۔"
بلیک زیرو نے کیپٹن بابر کو اشارہ کیا۔ وہ پلٹا اور راہداری کی نکڑ پر رک کر برآمدے سے باہر کا منظر دیکھنے لگا۔ لیکن کچھ محسوس نہ ہوا۔ پھر ایک دو لمحوں بعد ہی اس نے سیکورٹی آفس کے دوسرے دروازے سے کچھ محافظوں کو دوڑ کر باہر آتے دیکھا تو پلٹ کر بلیک زیرو کو بتایا۔
"سیکورٹی آفس سے کئی محافظ بھاگ کر باہر آرہے ہیں۔"
بلیک زیرو نے تیزی سے ریوالور نکالا اور کرنل آنند کی پشت سے لگاتا ہوا غرایا۔ "چلو......جلدی کرو۔"
پھر اس نے کیپٹن بابر سے کہا۔ "تم یہیں رکو...... جو بھی ادھر آنے کی کوشش کرے بھون ڈالنا۔"
اس کے لہجے میں بے پناہ سفاکی محسوس کر کے کرنل آنند نے خوف سے جھرجھری لی اور آگے بڑھنے لگا۔ کیپٹن بابر راہداری کی نکڑ سے دوبارہ باہر کی

پوزیشن دیکھنے لگا۔ سائرن کی کرخت اور بھیانک آواز میں ایک نئی آواز شامل ہو چکی تھی۔ وہ کسی ہیلی کاپٹر کے پروں کی مخصوص پھڑ پھڑاہٹ تھی۔ کیپٹن بابر سوچنے لگا کہ یقیناً میجر شنکر اور سارجنٹ سریندران کے گرفتار شدہ ساتھیوں کو لا رہے ہوں گے۔

چند لمحوں بعد کاپٹر کی آواز دور ہونے لگی۔ اسی لمحے سائرن بھی خاموش ہو گیا۔ شاید خطرہ ٹل گیا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ دونوں طویل راہداری میں نظر نہ آئے۔ شاید وہ کسی دوسری راہداری میں مڑ گئے تھے۔ چند لمحوں کے وقفے کے بعد اس نے دوبارہ باہر جھانکا اور ہوشیار ہو گیا۔ اس نے اسٹین گن کندھے سے اتار کر ہاتھوں میں لے لی تھی۔ چند محافظ ہیلی پیڈ پر دوڑتے دکھائی دے رہے تھے۔ ان کا رخ برآمدے کی طرف ہی تھا جہاں پہلے ہی چار محافظ کھڑے تھے۔ آنے والے ان محافظوں کے پاس آر کے۔ ان میں ایک افسر معلوم ہوتا تھا۔

''چیف کہاں گئے ہیں؟'' اس افسر کی آواز سنائی دی اور کیپٹن بابر نے چہرہ پیچھے ہٹا لیا۔

وہاں پہلے سے موجود ایک محافظ نے برآمدے کی طرف رخ کر کے اس راہداری کی طرف اشارہ کیا۔ جس میں کیپٹن بابر موجود تھا۔

''وہ نئی لیبارٹری کی طرف گئے ہیں سر......'' محافظ کی آواز سنائی دی۔

اور کیپٹن بابر سمجھ گیا کہ وہ لوگ اب ادھر ہی ائیں گے۔ اس نے راہداری کا جائزہ لیا۔ چند قدم کے فاصلے پر ایک دروازے پر ''ٹائیلٹ'' کا لفظ لکھا دیکھ کر وہ تیزی سے اس طرف بڑھ گیا۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا اور اندر تاریکی تھی۔ وہ

دروازہ کھول کر اندر آیا اور دروازہ بند کر دیا۔ لیکن اس میں ذرا سی درز رہنے دی۔ پھر وہ اس درز سے باہر جھانکنے لگا۔ باہر سے بھاری قدموں کی آہٹیں بلند ہو رہی تھیں۔ یقیناً محافظ برآمدے میں داخل ہو چکے تھے۔ چند لمحوں بعد آہٹیں قریب آ گئیں اور پھر محافظ دکھائی دیئے۔ سب سے آگے ان کا افسر کیپٹن تھا۔ اس کے پیچھے چار سپاہی تھے۔ وہ تیز قدموں سے چلتے ہوئے باتھ روم کے سامنے سے گزرے۔ ایک لمحہ بعد کیپٹن بابر نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر تیزی سے باہر آ کر آگے جاتے محافظوں پر جہنم کا دہانہ کھول دیا۔

اسٹین گن گرجی اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ان پانچوں کی چیخوں سے راہداری گونجنے لگی۔ کیپٹن بابر پھرتی سے پلٹا اور دوبارہ باتھ روم میں گھس کر دروازہ پہلے کی طرح بند کر لیا۔ وہ جانتا تھا کہ فائرنگ کی آواز برآمدے کے باہر کھڑے محافظوں نے ضرور سنی ہو گی اور وہ آتے ہی ہوں گے۔ اسی لمحے سائرن ایک بار پھر چنگھاڑنے لگے۔ لیکن اب سائرن کا مرکز پروجیکٹ کی عمارت تھی۔ شاید اس عمارت کی چھت پر سائرن نصب تھا۔

وہ دروازے کی جھری سے باہر دیکھنے لگا۔ دوڑتے قدموں کی آہٹیں سائرن کے شور میں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ پھر چاروں محافظ دکھائی دیئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ باتھ روم کے سامنے پہنچتے ایک تیز مگر کربناک آواز سنائی دی۔ ”وہ......وہ......ادھر......باتھ روم میں......!“

یقیناً کیپٹن بابر کا نشانہ بننے والوں میں کوئی ابھی زندہ تھا۔ جس نے اس کی نشاندہی کر دی تھی۔ کیپٹن بابر نے وہ آواز سنتے ہی پھرتی سے تھوڑا سا دروازہ کھولا اور باتھ روم سے دو قدم پیچھے کھڑے محافظوں پر گولیوں کی بارش کر دی۔ اپنی جان

بچانے کے لئے اس کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا۔ وہ چاروں چیختے تڑپتے گر گئے۔ تب وہ باتھ روم سے نکلا اور پہلی لاشوں کی طرف دیکھا تو محافظوں کے ساتھ آنے والا کیپٹن شدید زخمی حالت میں کراہ رہا تھا۔ کیپٹن بابر کو دیکھ کر اس نے تیزی سے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن وہ اسے دیکھ چکا تھا۔ یقیناً اس نے محافظوں کو باتھ روم کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ کیپٹن بابر نے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی پر زوردار ٹھوکر رسید کی اور وہ کراہتا ہوا ساکت ہوتا چلا گیا۔

باہر سے ہیلی کاپٹر کی آواز اب پھر سنائی دے رہی تھی۔ وہ تیزی سے راہداری کی نکڑ پر آیا اور دیوار کی آڑ میں رک کر باہر دیکھنے لگا۔ اب برآمدے کے باہر کوئی محافظ موجود نہ تھا اور کاپٹر کی آواز بائیں جانب سے آ رہی تھی۔ شاید وہ اس طرف لینڈنگ کر رہا تھا۔ سیکورٹی آفس کے باہر جمع ہونے والے محافظ اب وہاں موجود نہ تھے۔ کیپٹن بابر راہداری سے نکل کر برآمدے میں آیا اور ایک ستون کی آڑ میں رک کر باہر کا جائزہ لینے لگا۔

ٹھیک اسی لمحے سائرن خاموش ہو گیا۔ ایک دو لمحے ہی گزر رہے تھے کہ اسے اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے بے اختیار پلٹنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے اس کی کمر پر کسی کی لات پڑی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا منہ کے بل فرش پر گرتا چلا گیا۔

صفدر نے پاور ہاؤس کے سامنے ہیلی کاپٹر اتارا۔ اتنے میں عمران اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے چکا تھا۔ صفدر، تنویر اور کیپٹن کاشر کو پاور ہاؤس کا ٹارگٹ دیا گیا تھا۔ جبکہ جولیا اور خاور نے عمران کے ساتھ پروجیکٹ کی عمارت کا رخ کرنا تھا۔ جولیا کے ساتھ تمام لوگوں نے فوجی وردیاں پہنی ہوئی تھیں۔ اس لئے ان کے فوری پہچان لئے جانے کا امکان نہ تھا۔ لینڈنگ کرتے ہی عمران نے ایک بار پھر واچ ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کو کال کرنے کی کوشش کی اور صفدر، تنویر اور کاشر کے اتر جانے کے بعد واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے کال کرنے لگا۔

''ہیلو چیف...... عمران کالنگ...... اوور......'' جولیا اور خاور باہر کا جائزہ لے رہے تھے۔

چند لمحے گزر گئے اور رابطہ قائم نہ ہوا۔ اسی لمحے خاور تیزی سے بولا۔

''عمران صاحب ایک گاڑی اس طرف آ رہی ہے۔''

عمران نے باہر جھانکا تو ہیلی پیڈ کی دوسری جانب سے ایک جیپ تیزی سے ان کی طرف دوڑی چلی آ رہی تھی۔ جلد ہی جیپ کاپٹر کے پاس آ رکی اور اس سے چھ سات مسلح محافظوں نے اتر کر کاپٹر کو گھیرے میں لے لیا۔ ان کے ساتھ

ایک میجر بھی تھا۔ کاپٹر کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ میجر دروازے کے پاس آیا اور کاپٹر میں جھانکنے لگا۔ اسی لمحے سائرن خاموش ہو گئے۔

''اوہ...... میجر شنکر کہاں ہے؟'' اس نے عمران، جولیا اور خاور کو دیکھتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

عمران کے جسم پر ابھی تک میجر کلیان کی یونیفارم تھی۔ اس نے ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''وہ سو رہے ہیں۔''

''تم کون ہو......؟'' میجر نے غور سے عمران کی طرف دیکھا۔ ''اور پاکیشیائی جاسوس کہاں ہیں؟''

''اوہ...... آپ نے نہیں دیکھا میجر سارجنٹ سریندر ابھی انہیں کرنل صاحب کے پاس لے گئے ہیں۔''

''اور یہ لڑکی......؟'' میجر نے جولیا کی طرف دیکھا۔ ''یہ کون ہے؟''

''یہ سیکرٹ سروس کی ممبر اور میجر شنکر کی ساتھی کیپٹن رادھا ہے...... اوپر آ جائیے نا۔''

میجر جھکا اور پھر کاپٹر میں داخل ہوا ہی تھا کہ عمران نے ایک دم ریوالوار نکال کر اس کے سینے سے لگا دیا۔ میجر چونکا اور اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ اسی لمحے خاور نے بیٹھے بیٹھے اسٹین گن کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

''کوئی حرکت مت کرنا میجر ٹیگور...... میجر شنکر کو تم پر پہلے ہی شک تھا کہ تم غیر ملکی ایجنٹ ہو......'' عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

میجر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھا۔ پھر غصے سے بولا۔ ''تم ہوش میں ہو مسٹر...... میرا نام ٹیگور نہیں، انیل کمار ہے۔''

"چلو میرے ساتھ...... میں دیکھتا ہوں کہ وہ اندر کیا کرنے گئے ہیں؟" ہاتھ نیچے کرلو......اور باہر کھڑے گارڈز کو واپس جانے کا حکم دو۔ اگر کوئی غلط حرکت کی تو مارے جاؤ گے...... چلو۔"

عمران کے اشارے پر پہلے خاور کاپٹر سے نکلا، پھر میجر اور عمران...... عمران نے اس طرح اس کی کمر سے ریوالور لگا رکھا تھا کہ سامنے کھڑے محافظوں کی اس پر نظر نہ پڑ سکتی تھی۔ عمران کے پیچھے جولیا تھی۔

"تم لوگ واپس اپنی ڈیوٹی پر جاؤ۔" میجر انیل نے محافظوں کو حکم دیا۔

وہ پانچوں محافظ جیپ کی طرف بڑھے اور جیپ میں بیٹھ کر واپس چل دیئے۔ جیپ کچھ فاصلے پر پہنچی تو عمران نے میجر کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور وہ پروجیکٹ کی پہلی عمارت کے برآمدے کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ جونہی وہ برآمدے کے پاس پہنچے، فائرنگ کی خوفناک آواز سے فضا تھرتھرانے لگی۔

بلیک زیرو نے فائرنگ کی آواز سنتے ہی سمجھ لیا کہ کیپٹن بابر نے اس کی ہدایت پر اندر آنے والے محافظوں کو ختم کرڈالا ہوگا۔ لیکن اب تیزی سے ایکشن لینے کی ضرورت تھی۔ وہ جانتا تھا کہ لیبارٹری کی حفاظت کے لئے عمارت کے اندر محافظ ہوں گے اور فائرنگ سے وہ ہوشیار ہو چکے ہوں گے۔ اس وقت وہ کرنل آنند کے ساتھ لیبارٹری کے قریب پہنچ چکا تھا۔ وہاں بڑے بڑے ساؤنڈ پروف ہال تھے۔ جن کے دروازے بند تھے۔ ہر دروازے پر نیم پلیٹ نصب تھی۔ ایک دروازے پر باتھ روم دیکھ کر اس نے کرنل کو روکا۔

''ادھر باتھ روم میں چلو......'' اس نے آہستہ سے حکم دیا۔

اور ایک ہاتھ سے دروازہ کھول دیا۔ کرنل نے اندر قدم رکھا تو اس نے فوراً ہی ریوالور کا دستہ اس کے سر پر رسید کر دیا۔ کرنل کراہتا ہوا لڑکھڑایا اور فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ بلیک زیرو نے دروازہ بند کیا۔ پھر تیزی سے اپنی پنڈلیوں کے ساتھ بندی ہوئی تھیلیاں کھول لیں۔ ان میں بغیر چین کی چھوٹی چھوٹی رسٹ واچز پیک تھیں جو دراصل جدید قسم کے تباہ کن ٹائم بن تھے۔ اس نے باری باری ان پر وقت سیٹ کیا۔ پھر جیبوں میں ڈال کر باتھ روم سے نکل آیا۔ اس کا رخ اس

دروازے کی طرف تھا جس پر لیبارٹری لکھا تھا۔ اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور جھانکنے لگا۔ وہاں کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ اسی طویل ہال میں بڑی بڑی میزیں رکھی تھیں۔ جن پر مختلف مشینیں نصب تھیں۔ اس نے دو ٹائم بم لیبارٹری کے مرکزی میزوں پر پڑی مشینوں کے نیچے ڈالے اور خاموشی سے باہر نکل آیا۔

اسی طرح اس نے تین دوسرے کمروں میں بھی ٹائم بم ڈالے پھر وہ چوتھے کمرے کی پاس پہنچا ہی تھا کہ اس کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھلا دیکھ کر رک گیا۔ اندر تاریکی تھی۔ وہ دبے پاؤں آگے بڑھا۔ قریب آ کر اس نے جونہی اندر جھانکنے کی کوشش کی ایک ٹامی گن کی نال اس کے سینے سے آ لگی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ پورا کھل گیا۔ بلیک زیرو نے تیزی سے اپنا ریوالور نکالنے کے لئے ہولسٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ گن بردار غرایا۔ ''خبردار...... ہاتھ بلند کرلو...... ورنہ......''

بلیک زیرو نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ ایک فوجی تھا جس کے بیج اسے کیپٹن ظاہر کر رہے تھے۔ بلیک زیرو نے ہاتھ اٹھا دیا۔ اسی لمحے کمرے میں روشنی پھیل گئی۔ اس کمرے میں میجر کے علاوہ چھ سات گارڈ زوردیوں سمیت فرش پر سو رہے تھے جبکہ ایک سپاہی سوئچ بورڈ کے پاس اسٹین گن لئے کھڑا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ گن کا رخ بلیک زیرو کی طرف ہی تھا۔

''تم کون ہو اور یہاں کیا کرنے آئے ہو؟'' میجر نے بلیک زیرو کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

اسی لمحے بلیک زیرو کو کلائی پر گھڑی کا ارتعاش محسوس ہونے لگا۔ یہ دراصل

سگنل تھا کہ واچ ٹرانسمیٹر پر کوئی کال کر رہا ہے۔ مگر وہ اس وقت کال ریسیو کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا۔ اس کی نگاہیں فرش پر موجود فوجیوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔ جن میں سے ایک روشنی ہونے سے بیدار ہو گیا تھا۔

''بولو...... ہری اپ......!'' میجر چند لمحوں بعد دوبارہ سخت لہجے میں بولا۔

''میں چیف کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں۔'' بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''کون چیف...... کرنل آنند؟'' میجر چونکتا ہوا بولا۔ ''مگر تم تو اس کے ساتھ ہی تھے۔''

پھر اس نے سپاہی کی طرف دیکھے بغیر کیا۔ ''انہیں بیدار کر دو...... اور تم باہر ٹھہرو......''

فرش پر بیٹھا سپاہی تیزی سے اٹھا اور دوسرے سپاہیوں کو جگانے لگا۔ گن بردار سپاہی راہداری میں چلا گیا۔ چند لمحوں میں تمام سپاہی گنیں سنبھالے میجر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میجر کی نگاہیں بلیک زیرو سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ہٹی تھیں۔ اس کے اشارے پر ایک سپاہی نے عقب سے آ کر بلیک زیرو کے ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا۔

''تم اور تمہارا ساتھی کرنل آنند کے ساتھ بلکہ اسے یرغمال بنا کر اس طرف آئے تھے۔'' میجر نے بلیک زیرو کو گھورتے ہوئے کہا۔

''تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے؟'' بلیک زیرو نے لاپرواہی سے کہا۔

''غلط فہمی ہوتی تو میں تمہیں دیکھتے ہی شوٹ کر دیتا۔'' وہ غرایا۔ ''یا پھر سویا ہی رہتا۔ مجھے ٹرانسمیٹر پر کیپٹن پونم نے ابھی تمہارے بارے میں بتایا تھا اور

برآمدے کی طرف ہونے والی فائرنگ کی اطلاع بھی دی ہے۔ جلدی بتاؤ کرنل آنند اور تمہارا ساتھی کہاں ہیں؟''

''بتایا نا...... میں خود انہیں تلاش کر رہا ہوں...... شاید کسی کمرے میں ہوں گے......'' بلیک زیرو نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

''چلو...... ادھر دیوار کے پاس کھڑے ہو جاؤ......'' میجر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو دیوار کے پاس پہنچ گیا۔

''سر...... کیا یہ ہمارے محکمے کے نہیں ہیں؟'' ایک سپاہی نے میجر سے پوچھا۔

''نہیں...... یہ ہمارے آدمیوں کی وردیوں میں پاکیشیائی جاسوس ہیں۔'' میجر نے کہا۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ کرنل آنند کی محبوبہ اسسٹنٹ کیپٹن پونم نے میجر کو ساری تفصیل بتائی ہوگی۔

''تم اس پر نظر رکھو۔ اگر یہ فرار ہونے کی کوشش کرے تو چھلنی کر ڈالنا۔ میں کرنل کو دیکھتا ہوں۔'' میجر نے ساتھیوں کو ہدایت کی۔ پھر پلٹا اور کمرے سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد بلیک زیرو سپاہیوں کی طرف دیکھتا ہوا کیپٹن بابر کے بارے میں سوچنے لگا کہ کہیں وہ تنہا پھنس نہ جائے۔

دفعتاً ایک سپاہی نے اپنی جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ایک سگریٹ سلگا کر کش لینے لگا۔ باقی چھ سپاہی بلیک زیرو کی طرف متوجہ رہے۔

''کیا میں بھی سگریٹ پی سکتا ہوں دوستو......'' بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں...... '' ایک سپاہی سختی سے بولا۔ ''تم دشمن جاسوس ہو۔''

''میجر صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ابھی کرنل صاحب آئیں گے تو میں ان کی شکایت کروں گا۔ پھر دیکھنا وہ کیسے شرمندہ ہوتے ہیں۔''

''سگریٹ ہے تمہارے پاس؟'' سگریٹ پینے والے سپاہی نے پوچھا۔

''ہاں...... اگر تمہارے ساتھی اجازت دے دیں...... ورنہ کرنل صاحب......!''

''ٹھیک ہے...... پی لو...... مگر کوئی غلط حرکت مت کرنا...... ورنہ ہم اپنے افسر کے حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔'' سپاہی تیزی سے بولا۔

''پرواہ مت کرو...... کرنل صاحب کے آنے پر سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر ہاتھ نیچے کر کے جیبوں سے سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر نکالا۔ اس نے ایک سگریٹ منہ میں دبایا اور پیکٹ ایک سپاہی کی طرف پھینکا۔ ''لو...... تم لوگ بھی پیو۔''

پھر اس نے لائٹر سے سگریٹ سلگاتے ہوئے کن انکھیوں سے سپاہیوں کا جائزہ لیا۔ پیکٹ کیچ کرنے والا پیکٹ سے سگریٹ نکال رہا تھا۔ جس میں پانچ چھ سگریٹ تھے۔ اس نے باقی ساتھیوں کو ایک ایک سگریٹ دیا اور پیکٹ جیب میں رکھ لیا۔ پھر وہ سب سگریٹ سلگا کر کش لینے لگے۔ مگر دوسرے تیسرے کش پر ہی ان کے ذہنوں پر عجیب سی دھند طاری ہونے لگی اور وہ جھومنے لگے۔ پہلے سپاہی نے ان کی حالت دیکھ کر چونکتے ہوئے بلیک زیرو کی طرف دیکھا اور گن اس کی طرف سیدھی کر لی۔

''اوہ......دھوکا......ان سگریٹوں میں کیا تھا؟'' وہ غرایا۔

''کچھ بھی نہیں...... یہ لو چکھ کر دیکھو......'' بلیک زیرو نے اپنا سگریٹ اس کی طرف اچھالا۔

ایک لمحہ کے لئے سپاہی کی توجہ سگریٹ کی طرف ہوئی اور اسی لمحے بلیک زیرو اڑتا ہوا اس پر جا پڑا۔ سپاہی کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جاٹکرایا۔ بلیک زیرو نے اس کے سنبھلنے سے پہلے اس کی گن اٹھائی اور اس پر تان لی۔ اسی لمحے ایک سپاہی لڑکھڑاتا ہوا فرش پر آ رہا۔ اس کے بعد دوسرے سپاہی بھی یکے بعد دیگرے فرش بوس ہوتے چلے گئے۔ بلیک زیرو تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن دروازہ کھولتے ہی راہداری سے دوڑتے قدموں کی آہٹیں بلند ہونے لگیں۔

اس کے ہاتھ سے اسٹین گن چھوٹ گئی تھی۔فرش پر گرتے ہی وہ پھرتی سے پلٹا اور پھر اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ گیا۔سامنے ایک میجر اور ایک سپاہی اس پر اسٹین گنیں تانے کھڑے تھے۔کیپٹن بابر کو لات رسید کرنے والا میجر ہی تھا۔

''ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ۔'' میجر نے اسے گھورتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کیا۔

''اوہ...... مگر میرا قصور کیا ہے سر......؟'' کیپٹن بابر نے اٹھتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا اور ہاتھ بلند کر لئے۔

''شپ اپ...... تمہارا ساتھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔'' میجر غرایا۔''راہداری میں آٹھ نو لاشیں تمہارے جرم کا ثبوت ہیں۔جنہیں تم نے قتل کیا ہے۔جلدی بتاؤ، کرنل کہاں ہے؟ جھوٹ بولا تو چھلنی کر دوں گا۔''

وہ...... وہ راہداری میں ہی ہے...... ایک کمرے میں۔'' کیپٹن بابر نے خود پر خوف طاری کرتے ہوئے کہا۔

ایکسٹو کی گرفتاری کا سن کر وہ ہوشیار ہو گیا تھا۔میجر لاشیں دیکھ کر غضبناک ہو گیا تھا اور اس کی ذرا سی غلط حرکت پر وہ اسے چھلنی کرنے میں ذرا بھی تساہل سے کام نہ لیتا۔اس لئے اس نے حکمت عملی سے کام لینے کا فیصلہ کیا تھا۔

''چلو...... دکھاؤ مجھے وہ کمرہ...... ہری اپ......'' میجر نے اس کے پیچھے آ کر گن اس کی پشت سے لگا لی۔

کیپٹن بابر راہداری کی طرف چل دیا۔ گن بردار محافظ بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔ راہداری میں باتھ روم کے قریب لاشیں پڑی تھیں اور فرش پر مرنے والوں کا خون پھیلتا جا رہا تھا۔ کیپٹن بابر آگے بڑھتا ہوا ان پر قابو پانے کی ترکیب سوچ رہا تھا۔

''کون سے کمرے میں ہے......؟'' میجر نے چلتے چلتے پوچھا۔

''ادھر...... اس راہداری میں......!'' کیپٹن بابر نے ایک ہاتھ سے اس راہداری کی طرف اشارہ کیا۔ جس میں اس نے ایکسٹو اور کرنل کو مڑتے دیکھا تھا۔ وہ اس راہداری میں آئے اور کیپٹن بابر دائیں جانب کے پہلے دروازے پر رک گیا۔ ''اس میں ہے۔''

''چلو...... پہلے تم اندر چلو......!'' میجر نے حکم دیا۔

پھر اس نے پلٹے بغیر پیچھے آنے والے سپاہی سے کہا۔ ''تم باہر ٹھہر۔''

کیپٹن بابر نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا، اندر تاریکی تھی۔ میجر اس کی پشت سے گن لگائے اندر آیا۔ کیپٹن بابر کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میجر نے دروازے کے عقب میں دیوار پر نصب سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور دوسرے ہی لمحے کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی۔ ٹھیک اسی لمحے کیپٹن بابر نے پھرتی سے مڑتے ہوئے میجر پر حملہ کر دیا۔ اس کا گھونسا میجر کے جبڑے پر پڑا اور وہ اچھل کر دروازے سے ٹکرا گیا۔ دروازہ دھماکے سے بند ہو گیا اور کیپٹن بابر نے اس کے سنبھلنے سے پہلے اس کے پیٹ پر لات رسید کر دی۔

میجر کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی اور اس نے کراہتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے پیٹ پکڑ لیا۔ کیپٹن بابر نے فوراً ہی جست لگائی اور دروازے کا بولٹ چڑھا دیا۔ اسی لمحے میجر نے سنبھل کر اس کے پہلو میں گھونسا رسید کر دیا۔ کیپٹن بابر لڑکھڑایا اور میجر نے اپنی گن کی طرف جست لگا دی۔ کیپٹن بابر نے خود کو گرنے سے بچاتے ہوئے س کی طرف دیکھا اور اس سے پہلے کہ میجر گن اٹھا کر مڑتا اس نے میجر کے ہاتھوں پر فلائنگ کک رسید کر دی۔ گن ایک بار پھر اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔

اس کمرے میں ان دونوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ دیواروں کے ساتھ ساتھ آہنی الماریاں رکھی تھیں۔ کمرے کے وسط میں ایک آفس ٹیبل اور چند کرسیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ اسی لمحے باہر سے دروازہ پیٹا جانے لگا۔ کیپٹن بابر نے میجر کو سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور اچھل کر اس کے سینے میں ٹھوکر رسید کر دی۔ میجر کراہتا ہوا پیچھے لڑکھڑایا اور عقب میں ایک کرسی سے ٹکرا کر فرش پر گر گیا۔ باہر سپاہی دروازہ پیٹ رہا تھا۔

غالباً کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے زیادہ آواز پیدا نہیں ہو رہی تھی۔

میجر سنبھل کر اٹھا اور ساتھ ہی اس نے کرسی اٹھا کر کیپٹن بابر پر دے ماری۔ کیپٹن بابر ایک دم اپنی جگہ سے ہٹا اور کرسی اس کے عقب میں جا گری۔ اسی لمحے میجر نے اس پر چھلانگ لگا دی اور کیپٹن بابر کو رگیدتا ہوا دیوار تک لے گیا۔ کیپٹن بابر نے اپنا ایک بازو اس کی گرفت سے نکالا اور اس کی ناک پر مکا رسید کر دیا۔ میجر کے منہ سے بلبلاہٹ خارج ہوئی اور وہ کیپٹن بابر کو چھوڑتا ہوا ناک پکڑے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ کیپٹن بابر نے فوراً ہی اس کے پیٹ میں لات

جمائی اور وہ اچھل کر میز سے جاٹکرایا۔ کیپٹن بابر نے اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور اس پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن وہ ایک دم نیچے بیٹھ گیا اور کیپٹن بابر میز پر سے پھسلتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ گرتے ہوئے اس نے میز کے بائیں جانب پڑی میجر کی گن دیکھ لی۔

چنانچہ اس نے پھرتی سے گن اٹھائی اور میجر پر فائر کھول دیا جو اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال رہا تھا۔ مگر اس کی کوشش کامیاب نہ ہو سکی اور ریوالور نکالنے سے پہلے ہی اس کے بدن میں کئی روشندان کھل گئے۔ وہ تڑپتا چیختا ہوا فرش پر گرا اور بے حس و حرکت ہوتا چلا گیا۔ کیپٹن بابر فرش سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میجر کے ہولسٹر سے ریوالور نکالا اور گن کندھے سے لٹکا کر آہستہ سے بولٹ گرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اسے امید تھی کہ باہر کھڑا سپاہی دروازہ کھولے گا مگر دروازہ نہ کھلا تو چند لمحوں بعد اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکنے کی کوشش کی۔ مگر اسی لمحے کوئی دروازہ دھکیلتا ہوا اندر گھس آیا اور کیپٹن بابر نے فوراً ہی اس کے پہلو سے ریوالور لگا دیا۔

آنے والے نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا اور کیپٹن بابر پر بوکھلاہٹ طاری ہوتی چلی گئی۔

عمران نے پلٹ کر پاور ہاؤس کی طرف دیکھا۔ فائرنگ کی آواز اسی جانب سے آئی تھی۔ شاید پاور ہاؤس کے محافظوں نے صفدر، تنویر، کیپٹن کاشر پر فائر کیا تھا۔ لیکن اس وقت وہاں ان کی مدد کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ پروجیکٹ کی دو عمارتوں میں سے ایک میں بلیک زیرو اور کیپٹن گئے تھے اور دوسری میں اسے اپنا کام مکمل کرنا تھا۔ چنانچہ وہ میجر انیل کے ساتھ عمارت کے برآمدے میں داخل ہو گیا۔ خاور اور جولیا اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ آگے ایک طویل راہداری تھی۔ اسی کے درمیان سے دائیں بائیں راہداریاں پھوٹ رہی تھیں۔

وہ راہداری میں داخل ہوئے۔ راہداری میں کوئی نہ تھا۔ ابھی وہ راہداری میں پندرہ سولہ قدم ہی چلے تھے کہ اچانک راہداری میں ایک غراہٹ آمیز آواز گونجی۔

"میجر انیل...... رک جاؤ...... مزید ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنا۔"

وہ آواز سن کر عمران، خاور اور جولیا بے اختیار اچھل پڑے۔ آواز چھت سے آئی تھی۔ انہوں نے اوپر دیکھا تو چھت کے قریب دیوار پر چھوٹا سا اسپیکر نصب تھا۔ آواز اس سے آئی تھی اور وہ سب رک گئے۔

''یہ تینوں کون ہے میجر انیل ......اور تم انہیں کہاں لے جا رہے ہو؟'' وہ آواز دوبارہ سنائی دی۔

عمران کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ عمارت کے کسی کمرے میں انہیں اسکرین پر دیکھا جا رہا تھا۔ یقیناً راہداری میں خفیہ کیمرے نصب تھے۔

''میجر......سوچ کر جواب دینا...... ورنہ'' عمران دھمکی آمیز انداز میں آہستہ سے بڑبڑایا اور ریوالور کی نال اس کی کمر میں چبھوئی۔

''یہ میجر شنکر کے ساتھ آئے ہیں سر......ان کا تعلق زون ون کے عملہ سے ہے۔'' میجر انیل نے قدرے بلند آواز میں کہا۔

''اوہ......مگر تم انہیں ادھر کیوں لائے ہو......؟'' اسپیکر سے چونکتی ہوئی آواز خارج ہوئی۔ ''اور یہ لڑکی کون ہے؟''

''یہ سیکرٹ سروس کی ممبر اور میجر شنکر کی ماتحت کیپٹن رادھا ہے۔ میجر شنکر نے اسے آپ کے پاس بھیجا ہے۔'' میجر انیل نے جواب دیا۔

''سر...... میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں......'' دفعتاً عمران نے بلند آواز سے کہا۔ ''مجھے تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔''

''نہیں...... میں تمہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ صرف میجر انیل کو پہچانتا ہوں۔'' سخت لہجے میں کہا گیا۔ ''تم کون ہو؟''

''میں زون ون کا کیمپ انچارج میجر کلیان ہوں۔ کیپٹن رادھا پاکیشیائی جاسوسوں کا پیچھا کرتی ہوئی زون ون میں پہنچی تھی۔ اس نے بڑی چالاکی اور ذہانت سے دشمن جاسوسوں کے چند کاغذات چرائے جن سے ان کے مشن کا پتا چلتا ہے۔ میجر شنکر نے کیپٹن رادھا کو میرے ساتھ آپ کی طرف بھیجا ہے کہ وہ

کاغذ آپ کی حوالے کرے اور......''

''اوہ......مگر خود میجر شنکر اور پاکیشیائی جاسوس کہاں ہیں؟ تیزی سے سوال کیا گیا۔

''میجر شنکر زون ون میں ہی ہے۔ جاسوسوں نے فرار ہونے کی کوشش کی تھی اور چند ایک میجر شنکر اور میرے ہاتھوں مارے گئے۔ میجر خود بھی زخمی ہوا، البتہ اس کا ماتحت سارجنٹ سریندر مارا گیا۔ کیا وہ کاغذات آپ کو دکھاؤں نکال کر؟''

''نہیں ...... مجھے صرف تمہاری آواز سنائی دے رہی ہے۔ کیونکہ تم لوگ کیمرے کے سامنے نہیں ہو۔ تقریباً دس قدم آگے آجاؤ گے تو میں تمہیں دیکھ سکوں گا......یا پھر تم آخری کمرے میں آجاؤ۔''

''بہت بہتر......'' عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

پھر اس نے انیل کو ریوالور کی نال سے آگے دھکیلا اور اس کے کان کے پاس آہستہ سے بولا۔ ''آخری کمرے میں کیا ہے اور یہ کون بات کر رہا تھا؟''

''کنٹرول روم...... جنرل ساون کمار پراجیکٹ انچارج ہے۔'' وہ بھی سرگوشی کے انداز میں بولا۔

''کنٹرول روم میں جنرل کے علاوہ کتنے افراد ہوں گے؟'' عمران نے سوال کیا۔

''شاید چھ سات ہوں...... باقی لوگ تو سو رہے ہوں گے۔'' میجر انیل نے بتایا۔

''اوہ......تو کیا انہیں باہر کے ہنگاموں کا علم نہیں ہے؟'' عمران چونکا۔

"شاید نہ ہو ... کیونکہ تمام کمرے ساؤنڈ پروف بنائے گئے ہیں تاکہ بیرونی آوازوں سے سائنسدانوں اور ماہرین کی یکسوئی متاثر نہ ہو۔

وہ رکے بغیر آخری کمرے کی طرف بڑھتے رہے جو کنٹرول روم تھا۔ وہاں پہنچنے تک عمران میجر انیل سے کئی باتیں معلوم کر چکا تھا۔ وہ کنٹرول روم کے دروازے پر رکے ہی تھے کہ دروازہ خود بخود کھل گیا اور عمران نے میجر انیل کی کمر سے ریوالور ہٹا کر ہولسٹر میں اڑس لیا۔ وہ میجر کو دھمکی دے چکا تھا کہ جنرل کے سامنے اس نے ان کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو خاور اسے چھلنی کر ڈالے گا جس کے پاس اسٹین گن تھی۔ دروازہ کھلنے پر وہ اندر داخل ہوئے۔ یہ کافی وسیع و عریض کمرہ تھا۔ دیواروں پر کئی اسکرین نصب تھے۔ مگر صرف ایک روشن تھی اور اس پر برآمدے کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک آفس ٹیبل رکھی تھی۔ دیواروں کے پاس متعدد میزوں پر کنٹرول پینل نصب تھے۔ جن میں سے ایک کے پاس کرسی پر ایک دراز قد اور ادھیڑ عمر شخص فوجی یونیفارم میں بیٹھا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ دائیں جانب کی دیوار کے پاس ایک بینچ پر چھ مسلح محافظ بیٹھے تھے۔ بائیں جانب کی دیوار کے پاس ایک بیڈ رکھا تھا جو خالی پڑا تھا۔

میجر انیل نے ادھیڑ عمر جنرل کو سیلوٹ کیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی تقلید کی۔ وہ میز کے پاس رک گئے۔ جنرل اٹھ کر میز کی دوسری جانب پڑی کرسی پر آ بیٹھا اور غور سے جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران نے اس کی سرخ اور موٹی موٹی آنکھوں میں چمک پیدا ہوتے دیکھی تو سمجھ گیا کہ وہ جولیا کے حسن سے متاثر ہو چکا ہے۔ بینچ پر بیٹھے سپاہی کھڑے ہوئے کمرے میں پھیل

گئے تھے۔

''کیپٹن رادھا...... وہ کاغذات کہاں ہیں؟'' جنرل نے جولیا کو مخاطب کیا۔

''کاغذات میرے پاس ہیں سر......'' عمران نے کہا۔

اور جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا جنرل کے قریب آ گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے جیب سے ریوالور نکال کر جنرل کی کنپٹی سے لگا دی۔ جنرل بے اختیار اچھل پڑا۔

''خبردار...... کوئی اپنی جگہ سے ہلا تو میں فائر کر دوں گا۔'' وہ محافظوں کی طرف دیکھ کر غرایا۔

محافظوں نے کندھوں سے اپنی گنیں اتارنے کی کوشش کی مگر عمران کی دھمکی سن کر اپنی جگہ ساکت ہوتے چلے گئے۔

صفدر تنویر اور کیپٹن کاشر کے ساتھ پاور ہاؤس کی عمارت کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ان کی گنیں کندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں اور وہ آرام سے چل رہے تھے۔ عمارت کے دروازے پر کھڑے دو مسلح محافظ ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ تینوں ان کے پاس جا رکے۔

''تمہیں میجر صاحب بلا رہے ہیں کاپٹر میں۔'' صفدر نے ان دونوں سے کہا۔

''کیوں...... خیریت تو ہے؟'' ایک محافظ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''کیا یہیں بتا دوں یا اندر چل کر بتاؤں؟'' صفدر نے پلٹ کر تنویر کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

''پاگل ہوئے ہو...... اندر چل کر بتانا۔ ورنہ خواہ مخواہ بے چاروں کی شامت آ جائے گی۔'' تنویر نے غصے سے کہا۔

''اوہ...... کیا کوئی راز کی بات ہے؟'' دوسرے محافظ نے حیرت سے انہیں گھورا۔

''ہاں...... اندر چلو...... بتاتا ہوں۔'' صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھے۔ ایک نے دروازہ کھولا اور وہ سب اندر داخل ہوئے۔ راہداری میں پاور ہاؤس سوئچ روم اور دوسرے کمرے تھے۔ صفدر نے تیزی سے گن اتارتے ہوئے ایک محافظ کے سر پر گن کا کندہ رسید کیا اور وہ کراہتا ہوا لڑکھڑا گیا۔ دوسرا چونک کر پلٹا ہی تھا کہ تنویر نے اس پر چھلانگ لگائی اور اس نے بوکھلاہٹ میں خود کو فرش پر گرا دیا۔ تنویر اس کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ اس محافظ نے فوراً ہی اپنی گن سیدھی کر کے بولٹ کھینچ ڈالا۔ تڑتڑاتی گولیوں کے بوچھاڑ تنویر کی طرف لپکی اور اس کے اوپر سے گزر گئی۔ مگر تنویر کی بدقسمتی تھی کہ ایک گولی اس کے بازو کو زخمی کر گئی۔ پھر اس سے پہلے محافظ دوبارہ فائر کرتا، کیپٹن کاشر نے اس پر فائر کر ڈالا۔ وہ چیختا تڑپتا ساکت ہوتا چلا گیا۔ اسی لمحے ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی نے باہر نکل کر ان کی طرف دیکھا۔ صفدر نے فوراً اس پر گن تان لی۔

وہ غالباً کوئی آپریٹر تھا اور اس کے جسم پر سادہ لباس تھا۔ شاید وہ فائرنگ کا سبب معلوم کرنے کے لئے کمرے سے نکلا تھا۔ وہ بوکھلا کر واپس اندر جانے کے لئے لپکا ہی تھا کہ صفدر غرایا۔ ''ٹھہرو...... ورنہ چھلنی کر دوں گا۔''

اس کی دھمکی سن کر وہ آدمی اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔ صفدر لپک کر اس کے قریب آیا اور گن کی نال اس کے سینے سے لگا دی۔

''کیپٹن ...... تم تنویر کو دیکھو......'' اس نے کن انکھیوں سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو بازو پکڑے اٹھ رہا تھا اور بازو سے خون بہہ رہا تھا۔

کیپٹن کاشر نے تنویر کے زخم کا جائزہ لیا۔ گولی جلد پر خراش ڈالتی نکل گئی تھی۔ اس نے فوراً اپنا رومال نکال اور لمبائی میں کر کے اس کے زخم پر باندھ دیا۔

تب تنویر نے فرش سے گن اٹھا کر ایک ہاتھ میں لے لی۔

''کیپٹن تم دروازے پر ٹھہرو...... کوئی باہر سے اندر آنے نہ پائے۔'' صفدر نے دوبارہ کہا۔

اور کیپٹن کاشر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ صفدر کے اشارے پر تنویر نے آگے بڑھ کر اس کمرے میں جھانکا جس سے آپریٹر نما شخص نکلا تھا۔ اندر اور کوئی نہ تھا۔ ایک میز کرسی دیوار کے پاس رکھی تھی اور میز پر رکھے ٹی وی اسکرین پر پاور ہاؤس کے عقبی حصے کا منظر روشن تھا۔ جس میں دو بڑے اور ہائی پاور جنریٹرز چل رہے تھے۔ اس نے پلٹ کر صفدر کو اندر کی صورتحال بتائی۔

''ہاتھ اٹھا کر اندر چلو۔'' صفدر نے آپریٹر سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

وہ خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔ کمرے میں داخل ہو کر صفدر نے دروازہ بند کیا اور بائیں جانب دیوار پر نصب بورڈ کے پاس آیا۔ اسی بورڈ پر بڑے بڑے کٹ آؤٹ اور سوئچ نصب تھے جن کے نیچے مختلف نمبر لکھے تھے۔

''کیا تم یہاں تنہا کام کرتے ہو......؟'' اس نے پلٹ کر آپریٹر سے پوچھا۔

''نہیں...... دوسرے دو آپریٹر دن میں آتے ہیں اور شام کو واپس شہر چلے جاتے ہیں۔'' آپریٹر نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''تمہارا یہاں کیا کام ہے؟'' صفدر نے دوسرا سوال کیا۔

''مانیٹرنگ...... میں یہاں سے جنریٹروں کی دیکھ بھال کرتا ہوں تاکہ کسی جنریٹر میں خرابی ہو جائے تو دوسرا جنریٹر چالو کر دوں۔ مگر تم کون ہو؟'

''فی الحال آرام سے بیٹھ جاؤ...... تھوڑی دیر بعد تعارف کرائیں گے۔''

صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔ ''شور مچانے یا کسی کو خطرے کا سگنل دینے کی کوشش کی تو مارے جاؤ گے۔ اگر تعاون کرو گے تو زندہ رہو گے۔''

پھر اس نے آپریٹر کی تلاشی لی اور آپریٹر اس کے اشارے پر کرسی پر جا بیٹھا۔ تنویر کو اس کی نگرانی پر چھوڑ کر صفدر کمرے سے نکلا اور سوئچ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے وہاں رک کر عمران کی کال کا انتظار کرنا تھا۔

دوڑتے قدموں کی آہٹیں سن کر بلیک زیرو نے باہر جھانکا اور جلدی سے سر پیچھے ہٹالیا۔ ایک گن بردار محافظ دوڑا چلا آ رہا تھا۔ بلیک زیرو تیزی سے دروازے کی آڑ میں ہو گیا۔ آہٹیں قریب آ گئیں۔ پھر جھٹکے سے دروازہ کھلا اور وہ محافظ اندر گھس آیا۔ لیکن اندر کا منظر دیکھتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسی لمحے بلیک زیرو نے ایک ہاتھ سے دروازہ بند کرتے ہوئے اس کی کمر سے گن لگا دی۔

''خبردار...... گن پھینک دو...... ورنہ میں فائر کر دوں گا۔'' وہ غرایا۔

اور محافظ نے بوکھلا کر گن پھینک دی۔ تب بلیک زیرو اس کے سامنے آیا اور گن اس کے سینے سے لگا دی۔ ''کیا بات ہے...... کیسے آئے ہو؟''

''وہ...... وہ میجر صاحب کی جان خطرے میں ہے۔'' وہ ہکلایا۔ ''پاکیشیائی جاسوس نے دھوکے سے انہیں......''

اس نے مختصراً بتایا اور بلیک زیرو سمجھ گیا کہ وہ کیپٹن بابر ہی ہو سکتا ہے۔ اس نے تیزی سے کہا۔ ''چلو...... مجھے دکھاؤ۔''

محافظ دروازے کی طرف پلٹا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے اس کے سر پر اسٹین

گن کا کندہ رسید کیا اور وہ کراہتا ہوا فرش پر آ رہا۔ بلیک زیرو اسے بے ہوش کر کے کمرے سے نکلا اور تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا جدھر سے اس نے محافظ کو آتے دیکھا تھا۔ وہ راہداری کے موڑ سے چند قدم پیچھے ہی تھا کہ دائیں جانب کے دروازے میں حرکت ہوئی۔ بلیک زیرو چونکتا ہوا رکا۔ پھر اس نے ایک دم ہینڈل گھماتے ہوئے دوازہ کھولا اور اندر گھس گیا۔ مگر دوسرے ہی لمحے دروازے کی آڑ میں کھڑے کسی شخص نے اس کے پہلو سے ریوالور لگا دیا۔

بلیک زیرو نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا۔ وہ کیپٹن بابر تھا۔ اسے دیکھ کر کبیٹن بابر بوکھلا گیا اور اس نے "سوری سر" کہتے ہوئے ریوالور ہٹا لیا۔ بلیک زیرو مسکرایا اور فرش پر پڑی لاش دیکھ کر سمجھ گیا کہ محافظ نے اسی میجر کے متعلق بتایا تھا۔

"کیپٹن...... اب نکلنے کی کوشش کرو...... ہمیں ایک ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

اس نے ایک ٹائم بم اس کمرے میں میز کے نیچے پڑی ردی کی ٹوکری میں ڈالا اور کیپٹن بابر کے ساتھ باہر آ گیا۔ وہ تیزی سے چلتے ہوئے دوسری راہداری میں آئے جہاں ابھی تک کیپٹن بابر کے ہاتھوں مرنے والے محافظوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ بلیک زیرو نے وہاں رکتے ہوئے کیپٹن بابر سے کہا۔

"تم برآمدے اور ہیلی پیڈ کا جائزہ لو...... میں عمران کو کال کر لوں۔"

کیپٹن بابر آگے بڑھ گیا اور بلیک زیرو واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے عمران سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

"ہیلو عمران...... ایکسٹو کالنگ...... اوور......" وہ بھرائی ہوئی آواز میں

بولا۔

''لیس چیف ...... عمران اٹینڈ نگ ...... اوور ......'' چند لمحوں بعد عمران کی آواز ٹرانسمیٹر سے خارج ہوئی۔

''تم کہاں ہو......؟'' اس نے پوچھا۔

''پراجیکٹ انچارج جنرل ساون آئے، ساون جائے ......اوہ نہیں ...... ساون برسے رم جھم رم جھم......!''

''کیا بک رہے ہو احمق ...... میرے پاس وقت نہیں ہے۔'' بلیک زیرو مسکراتا ہوا غرایا۔

''اوہ...... سوری ...... میرا مطلب ہے جنرل ساون کمار کے کمرے میں......'' عمران کی بوکھلاہٹ آمیز آواز ابھری۔

''کیا تم نے وہاں اپنا کام مکمل کر لیا ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''نہیں ...... اب شروع کروں گا۔ صفدر، تنویر اور کاشر پاور ہاؤس میں ہیں۔ آپ ان کی خیریت معلوم کریں۔ میں ادھر کام مکمل کرتا ہوں۔''

''جلدی کرو...... وقت کا خیال رکھنا...... ہمارے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں۔'' بلیک زیرو نے بتایا۔

''رائٹ سر...... ہم پانچ چھ منٹ میں باہر نکلیں گے۔ کاپٹر پاور ہاؤس کے پاس کھڑا ہے۔'' عمران نے بتایا۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ اسے عمران وغیرہ سے پہلے کاپٹر تک پہنچنا ہے۔ اس نے سلسلہ منقطع کیا اور صفدر کو کال کرنے لگا۔

''کیا پوزیشن ہے صفدر...... اوور......'' رابطہ قائم ہونے پر اس نے

پوچھا۔

"صفدر نے پاور ہاؤس پر قبضہ کرنے کے بارے میں بتایا۔ بلیک زیرو نے اسے چند ہدایات دیں اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر کے کیپٹن بابر کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اس نے پلٹ کر تیزی سے کہا۔

"سر...... کیپٹن پونم دس بارہ محافظوں کے ساتھ ادھر آ رہی ہے۔"

بلیک زیرو نے تیزی سے آگے بڑھ کر باہر کا جائزہ لیا۔ دس بارہ محافظوں کے ساتھ وہ لڑکی ہیلی پیڈ سے گزر کر عمارت کی طرف آ رہی تھی۔

اس نے پلٹ کر کیپٹن بابر سے کہا۔ "ان میں سے ایک بھی نہیں بچنا چاہئے۔"

کیپٹن بابر نے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دی۔ "رائٹ سر......"

بلیک زیرو دیوار کی آڑ سے دوبارہ آنے والے محافظوں کو دیکھنے لگا۔ "سب سے آگے کیپٹن پونم تھی۔ پھر جونہی وہ برآمدے میں داخل ہو کر آگے بڑھے، بلیک زیرو نے ایک دم آڑ سے نکل کر ان پر فائر کھول دیا۔ چھ سات محافظوں سمیت کیپٹن پونم گرتی نظر آئی اور اسی لمحے کیپٹن بابر نے بقیہ محافظوں پر جہنم کا دروازہ کھول دیا۔

"آؤ...... ہمیں ہیلی کاپٹرز پر قبضہ کرنا ہے۔" بلیک زیرو نے تیزی سے کہا۔

وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے برآمدے سے باہر آئے۔ اسی لمحے احاطے کا گیٹ کھلا اور ایک جیپ اندر آتی دکھائی دی۔ بلیک زیرو آرام سے پاور ہاؤس کی طرف بڑھنے لگا۔ مگر اس کی نگاہیں جیپ پر مرکوز رہیں۔ جیپ سیکورٹی

آفس کے قریب رکی اور اس میں سے چھ سات فوجی اتر کر لیبارٹری والی عمارت کی طرف دوڑنے لگے۔ بلیک زیرو اور کیپٹن بابر اطمینان سے آگے بڑھتے رہے۔ وہ پروجیکٹ کی دوسری عمارت کے قریب پہنچے اور اتنے میں وہ فوجی لیبارٹری والی عمارت کے برآمدے کے پاس پہنچ گئے۔ پھر جونہی وہ برآمدے میں داخل ہوئے، بلیک زیرو تیزی سے قدم اٹھانے لگا۔ نصف منٹ پہلے وہ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ چکے تھے۔ اسی لمحے ایک بار پھر پروجیکٹ کی فضاء خطرے کے سائرن سے گونجنے لگی۔

بلیک زیرو نے گھڑی پر وقت دیکھا۔ پھر واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے صفدر کو کال کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے کہا۔ ''اوکے......''

اتنا کہہ کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر وہ کیپٹن بابر کے ہمراہ ہیلی کاپٹر کے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ایک دم پروجیکٹ گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

جنرل ساون کمار دہشت زدہ نگاہوں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ جس نے کسی خفیہ ٹرانسمیٹر پر اپنے چیف سے بات کی تھی۔ چونکہ عمران واچ ٹرانسمیٹر والا ہاتھ سر پر رکھے بات کرتا رہا تھا اس لئے کسی کو اندازہ نہ ہو سکا کہ ٹرانسمیٹر اس کی رسٹ واچ میں فٹ ہے۔

"تو..... تو کیا تم علی عمران آف پاکیشیا ہو؟" وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولا۔

"تم ٹھیک سمجھے جنرل ساون کا مہینہ....." عمران نے اس کا نام بگاڑتے ہوئے کہا۔ "اس لئے اب پون شور کرنے لگی ہے۔"

دوسرے ہی لمحے اس نے ریوالور کا دستہ اس کے سر پر رسید کر دیا۔ جنرل ساون کراہتا ہوا کرسی سے نیچے آ رہا اور اس پر بے ہوشی طاری ہوتی چلی گئی۔ اس کے ماتحت محافظوں کو ایکسٹو کی کال آنے سے پہلے ہی عمران کی ہدایت پر خاور باری باری ضربیں لگا کر بے ہوش کر چکا تھا۔

"جولیا..... تم یہاں ٹھہرو اور اسکرین پر باہر کا منظر دیکھتی رہو۔ میں اور خاور اپنا کام کر لیں۔" عمران نے پنڈلی سے بندھی ٹائم بموں کی تھیلی کھولتے ہوئے ہدایت کی۔ "اگر باہر سے کوئی عمارت میں داخل ہوتا دکھائی دے تو مجھے

واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل دے دینا۔"

عمران کی تقلید میں خاور نے بھی ٹائم بموں کی تھیلی پنڈلی سے کھولی اور عمران کی طرح ان پر بارہ منٹ کا وقت سیٹ کرنے لگا۔ پھر عمران اور وہ کنٹرول روم سے نکل آئے اور جولیا کمرے میں تنہا رہ گئی۔ اسکرین پر عمارت کے برآمدے کا منظر روشن تھا۔ مگر برآمدے میں کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد عمران اور خاور فارغ ہو کر واپس آ گئے۔ عمران نے گھڑی پر وقت دیکھا۔ ٹائم بم پھٹنے میں سات منٹ رہ گئے تھے۔

"آؤ...... جلدی کرو ....." اس نے جولیا سے کہا۔

"اب کہاں جانا ہے؟" جولیا نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"پیار کی وادی میں...... ہم تم ملے تھے جہاں...... وہی ہے ہمارا آشیاں...... ہو جائے گی منزل آساں......" عمران گنگنایا۔

اور خاور مسکرانے لگا۔ جولیا عمران کو گھور کر رہ گئی۔ وہ کنٹرول روم سے نکل کر تیزی سے باہر کو چل دیئے۔ ٹھیک اسی لمحے وہاں ایک دم تاریکی پھیل گئی۔ یقیناً ان کے ساتھیوں نے پاور ہاؤس میں بجلی کی رو منقطع کر دی تھی۔

"اوہ...... یہ کیا ہوا......" جولیا بے اختیار رک گئی۔

"آؤ......" عمران نے اندھیرے میں ٹٹول کر اس کی کلائی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے دیوار کا سہارا لے کر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ خاور ان کے پیچھے آ رہا تھا۔ وہ تیزی سے مگر احتیاط سے چلتے ہوئے برآمدے میں پہنچے تو باہر بھی تاریکی تھی اور ستاروں کی مدھم روشنی میں وہ بمشکل دیکھ سکتے تھے۔ دفعتاً

عمران کی واچ پر سگنل موصول ہوا اور اس نے برآمدے میں رکتے ہوئے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہیلو عمران...... ایکسٹو کالنگ...... اوور......'' ٹرانسمیٹر سے آواز خارج ہونے لگی۔

''یس چیف...... عمران اٹینڈنگ...... اوور......'' عمران نے جواب دیا۔

''ہم کاپٹر میں پہنچ چکے ہیں...... صفدر، تنویر اور کیپٹن کاشر بھی آ چکے ہیں۔ تم کہاں ہو...... اوور......؟'' ایکسٹو نے پوچھا۔

''ہم برآمدے سے باہر آنے والے ہیں سر۔'' عمران نے بتایا۔

''جلدی پہنچو...... فضاء میں کئی ہیلی کاپٹروں کی روشنیاں نظر آ رہی ہیں۔ شاید مزید فورس طلب کی گئی ہے...... اوور اینڈ آل...'' ایکسٹو نے کہا۔

عمران نے بھی تیزی سے واچ ٹرانسمیٹر آف کیا۔ پھر برآمدے سے نکل کر وہ تینوں پاور ہاؤس کی سمت دوڑنے لگے۔ دوڑتے دوڑتے انہوں نے مشرق کی سمت دیکھا تو افق پر دو ہیلی کاپٹروں کی روشنیاں دکھائی دیں۔ عمران نے ان کی رفتار کا اندازہ کیا۔ پھر ایکدم جھکا اور دوسری پنڈلی سے بندھا راکٹ پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اسے یقین تھا کہ ہیلی کاپٹر چند لمحوں بعد ہی پروجیکٹ پر آ پہنچیں گے۔ اس کا اندازہ درست نکلا۔ ابھی وہ اپنے کاپٹر کے پاس پہنچے ہی تھے کہ ہیلی کاپٹر قریب آ پہنچے اور ان کی سرچ لائٹس ہیلی پیڈ اور عمارتوں پر گردش کرنے لگیں۔ اسی لمحے اس کے ساتھیوں کے کاپٹر کا انجن بھی اسٹارٹ ہو گیا۔

''جولی...... خاور...... تم جلدی سوار ہو جاؤ......'' عمران غرایا۔

پھر اس نے دوبارہ ان دونوں کاپٹروں کی طرف دیکھا اور چونک پڑا۔ ہیلی پیڈ کی دسری جانب ایک جیپ کی ہیڈ لائٹس روشن ہوئیں اور وہ ان کی طرف دوڑتی دکھائی دی۔ آنے والے کاپٹر لینڈنگ کے لئے پرتول رہے تھے۔ عمران کے لبوں پر درندگی آمیز مسکراہٹ پھیل گئی۔

اس نے راکٹ پسٹل کا رخ ایک ہیلی کاپٹر کی طرف کیا اور بٹن دبا دیا۔ پسٹل سے سگار نما راکٹ نکلا او دوسرے ہی لمحے ایک ہولناک دھماکے سے اس کاپٹر کے پرخچے اڑ گئے۔ دوسرا کاپٹر تیزی سے واپس بلندی کی طرف اٹھنے لگا۔ لیکن عمران نے فوراً ہی اسے بھی نشانہ بنا ڈلا۔ پھر اس کی نگاہیں اپنی طرف آنے والی والی جیپ پر مرکوز ہو گئیں۔ جیپ سے اس پر فائرنگ شروع کر دی گئی تھی۔ عمران نے تیسرا راکٹ جیپ کی ہیڈ لائٹس کا نشانہ لے کر فائر کیا اور خوفناک دھماکے کے ساتھ جیپ تباہ ہوئی۔

وہ پلٹا اور کاپٹر پر سوار ہو گیا۔ صفدر نے تیزی سے دروازہ بند کیا اور بلیک زیرو کاپٹر کو زمین سے بلند کرتا چلا گیا۔ کافی بلندی پر پہنچ کر اس نے کاپٹر کا رخ بارڈر کی طرف موڑ دیا۔ خاور، جولیا اور تنویر نیچے دیکھ رہے تھے۔ چند لمحے ہی گزرے تھے فضا پے در پے دھماکوں سے لرزنے لگی۔ صفدر نے نیچے جھانکا۔ بہت پیچھے زمین پر غیر معمولی چکا چوند ہو رہی تھی۔ یقیناً پروجیکٹ فائیو میں ٹائم بم پھٹ کر تباہی مچا رہے تھے۔ عمران جولیا کے سامنے بیٹھا تھا جو نیچے جھانک رہی تھی۔

''بس کرو...... آنکھیں خراب ہو جائیں گی اور تم انہیں دیکھ نہ سکو گی۔'' اس نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

''کن کو......؟'' جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''اپنے ہونے والے بچوں......نہیں نہیں......میرے بچوں کو......'' عمران ایکدم بوکھلا گیا۔

اس کے ساتھی بے اختیار مسکرانے لگے۔ بلیک زیرو نے کاپٹر میں سوار ہوتے ہی چہرے پر سیاہ نقاب لگا لیا تھا، وہ بھی زیر نقاب مسکرا رہا تھا۔

''بکومت......میں چیف سے......!'' جولیا غصے سے بولی۔ مگر عمران نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

''خدا کے لئے ایسا مت کرنا......کیوں پردیس میں جوتے کھلاتی ہو......؟'' وہ بوکھلاہٹ آمیز انداز میں بولا۔

اور اس بار اس کے ساتھی ہنسنے پر مجبور ہو گئے۔ جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچے اور اسے گھورنے لگی۔ بلیک زیرو ٹرانسمیٹر پر پاکیشیا ایئر فورس سے رابطہ قائم کر کے اپنی واپسی کی اطلاع دینے لگا۔

ابھی وہ بارڈر سے دور ہی تھے کہ دائیں بائیں سے بیک وقت چار ہیلی کاپٹر نمودار ہوئے اور انہوں نے ان کے کاپٹر کو گھیرے میں لے لیا۔ پھر وائرلیس پر آواز سنائی دی۔

''ہیلو پائلٹ......تم کہاں جا رہے ہو کاپٹر لے کر......کیا تم بارڈر کراس کرنا چاہتے ہو؟''

عمران نے جلدی سے کوپائلٹ کا ہیڈ فون لے کر کانوں پر چڑھایا اور غصے سے بولا۔

''تمہارا دماغ خراب ہوا ہے۔ ہم نے کیا بارڈر پر مچھلیاں پکڑنی ہیں۔

میرے ساتھ سیکرٹ سروس کے میجر شنکر ہیں اور وہ پاکیشیائی جاسوسوں کو پکڑنے کے لئے بارڈر کے پاس پیراشوٹ سے اتریں گے۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے وائرلیس آف کر کے ہیڈ فون اتارا اور صفدر، خاور اور تنویر سے بولا۔

"اپنے راکٹ پسٹل نکال لو۔ اگر ان کا پٹروں نے پیچھا نہ چھوڑا تو ایک ایک راکٹ استعمال کر ڈالنا۔"

بارڈر قریب آتا جا رہا تھا مگر چاروں کاپٹرز انہیں گھیرے میں لئے ساتھ ساتھ اڑ رہے تھے۔

چنانچہ عمران نے اپنا راکٹ پسٹل نکال لیا۔ پھر نہ جانے کیا ہوا کہ وہ چاروں کاپٹر سمت بدل کر ان سے دور ہوتے چلے گئے۔ اس کی وجہ جلد ہی ان کی سمجھ میں آ گئی۔ بائیں جانب سے دو بمبار طیارے ان کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔

"ان میں سے کوئی بچ کر نہ جائے...... ورنہ ہمیں تباہ کر ڈالیں گے۔"

عمران چیخا۔

پھر اس نے تیزی سے کھڑکی کھولی اور آنے والے ایک طیارے کا نشانہ لے کر فائر کر ڈالا۔ فضاء میں ایک ہولناک دھماکا ہوا اور اس طیارے کا ملبہ فضا میں بکھر گیا۔ دوسرے کو صفدر نے نشانہ بنا ڈالا۔ اس کے چند سیکنڈ بعد ان کا ہیلی کاپٹر پاکیشیا کی حدود میں داخل ہو چکا تھا اور پاکیشیا ایئر فورس کے چار طیارے ان کے کاپٹر کو گھیرے میں لے چکے تھے۔

اگلے روز دوپہر کے وقت سلیمان نے عمران کو جھنجھوڑ کر جگایا۔

''کیا ہے......؟'' عمران نے آنکھیں نکالیں۔ ''دیکھتے نہیں میں سو رہا ہوں۔''

''صاحب...... آپ تو شاید گھوڑے بیچ کر سوئے ہیں لیکن سر سلطان چار بار فون کر چکے ہیں۔'' وہ منہ بنا کر بولا۔

مجبوراً عمران کو بیڈ چھوڑنا پڑا۔ اس نے میز کے پاس آ کر ریسیور اٹھایا اور بولا۔ ''ساما لیکم!''

''وعلیکم السلام......'' دوسری طرف سے سر سلطان کی نرم آواز سنائی دی۔ ''میں تمہیں زحمت نہ دیتا بیٹے لیکن ابھی صدر صاحب کی کال ملی تھی۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ تمہارے مشن کا کیا بنا...... وہ بہت بے چین ہیں۔''

''آپ انہیں بتا دیں کہ ہم نے کامیابی کے قدم چومے ہیں

''کیا مطلب......؟'' سر سلطان نے حیرت سے پوچھا۔

''مطلب یہ کہ کامیابی نے ہمارے قدم ہی نہیں ماتھے بھی چومے ہیں...... ہم نے وہ پروجیکٹ مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے جہاں خطرناک جراثیمی بم ''انتھراکس'' تیار ہو رہے تھے۔ اب ہمیں پڑوسی دشمن سے انتھراکس میزائلوں کا

کوئی خطرہ نہیں ہے۔ باقی تفصیلات انہیں دشمن کے ریڈیو یا وہاں کے ٹی وی چینلو سے معلوم ہو جائیں گی۔ تحریری رپورٹ شام تک بیک زیرو آپ کو پہنچا دے گا۔ اب اجازت دیجئے کہ نیند سے میری آنکھیں قل ہو اللہ کا ورد کر رہی ہیں......ٹاٹا!''

اسی کے ساتھ اس نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور سامنے کھڑے سلیمان کو آنکھ مار کر مسکرانے لگا۔

......☆......☆......☆......

صفدر شاہین کی عمران سیریز کے شاہکار ناول

- مرڈر نائٹ
- بمب فورٹین
- ڈاکٹر ژوگو
- عمران اور شیطان
- ڈیتھ کیچرز
- ورلڈ ان ڈینجر
- لیڈی مارشیا
- پلان ایکسٹو
- بلیو اسکائی
- مس مارشل
- فائیو پوائنٹ
- ہنٹر وومن
- سیکرٹ گرل
- آپریشن ریڈیو بانڈ
- ڈبل ایکسٹو
- کیمپ جی ٹی فور
- آپریشن آملیٹ
- مرڈرر ریز
- سلور ڈک
- ڈالرز ڈیتھ
- بلگارنیہ میں ہنگامہ
- ڈیتھ فائٹ
- کولڈ کیمپ
- عقابوں کا نشیمن

عالمی ہنگامہ

آپریشن انزچمنٹ

مرڈر سروس

سیکرٹ ایڈونچر

کرنل کنکارڈ

مس بلیکی

موت کی تلاش

موت کے متلاشی

مرڈر راؤنڈ

سیکرٹ مین

میزائل کا ہنگامہ

پروفیسر ڈینجر

عمران ان ایکشن

ڈیتھ پلے

سیکٹر ڈبل نائن

عمران کی محبوبہ

ڈیتھ مرچنٹ

چوہوں کا نشیمن

ڈھمپ ہاؤس

وولف آف شکاگو

ایکس تھرٹی

یروشلم کلب

ڈیتھ ان سرکل

خوبصورت لمیٹڈ

ڈینجرس فورٹ

انتقام کے دیوانے

خونی لمحات

جولیا کی موت

ڈیتھ ہنٹرز

نائٹ ایگل

کلرفورس

سیکرٹ آرمی

جولیا کا اغوا

ٹائیگرز آف پاکیشیا

بیگم علی عمران

جولیا کا انتقام

کلیور گرلز

بلیک کوئین

ڈیتھ ریموورز

احمق اعظم

ڈینجرس بریگیڈ

سیکرٹ سٹارز

موت کا بازار

ڈسکو ایجنٹ

عمران بمقابلہ سنگ ہی

لانگ آئی لینڈ

بلیک واٹر مین

ریڈ کوبرا

لاش کا ہنگامہ

ہانگ کانگ کا فتنہ

جولیا پر حملہ

جب عمران وحشی بنا

وحشی گوریلے

ماسکو گولڈ

لیڈی یونین

تھریسیا ان ایکشن

کلمی عمران
وچ لینڈ
پرنس آف ڈیتھ
اٹالک لینڈ
جیکالز آف راجیشیا
ایکسٹو ان ٹربل
آپریشن ٹومارو
اسکائی پوسٹ
کرش وائٹ ہاؤس
بلڈی اینجلز
جوزف دی گریٹ
ڈیتھ ویوز
ٹی ٹو پارٹی
ڈیتھ سیریز

موت کا فرشتہ
جولیا خطرے میں
احمق کمانڈر
بلیک پراجیکٹ
ایکشن ان بیروت
جولیا کی واپسی
بلیک ڈیول
کیمپ کی تباہی
سنسنی خیز
فیوچر کنگ
ڈیتھ سسپنس
ڈھمپ پروڈکشن
سینڈل والی
بلگارنیہ کی جاسوسہ

مغرور احمق
عمران کا ہنگامہ
ہینڈز اپ
ہتھیار ڈال دو
مرڈر اسکواڈ
ڈینجرس مشن
سائبیریا سے فرار
ٹارگٹ آف مرڈر
سائبیریا کے قیدی
پروفیشنل فائٹرز
بلیک گولڈ
ریڈ پاور
مارشل ڈریلے
ڈاگ ایونیو

گولڈن شپ
ٹائیگر شارک
جولیا کی تلاش
مغرور سیکرٹ سروس
سلور مین
کولڈ ڈیتھ
برف کی چیخیں
ڈرپوک درندہ
مشن ٹرائی اینگل
عمران کی تلاش
ڈیتھ سینٹر
مسخرہ جاسوس
ڈیتھ ٹریک
جوزف کا انتقام

عمران اور اس کے ساتھیوں کا ایک اور کارنامہ

قیامت خیز

صفدر شاہین

☆ ورلڈ ٹریڈ ٹاورز کی تباہی پر عمران جولیا کے ''پچھلوں'' کا ماتم کرنے لگا۔

☆ زیرو لینڈ کے جاسوس خاموشی سے اپنا مشن مکمل کرنا چاہتے تھے۔ مگر......؟

☆ سنگ ہی اور عمران کا خونی ٹکراؤ کیا رنگ لایا؟

☆ سلیمان نے جلے ہوئے شامی کباب عمران کو پیش کیے۔ مگر......؟

☆ عمران اچھلا اور اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر تک پہنچنے کی کوشش کی۔ لیکن؟

☆ سنگ ہی نے تھریسیا کو عمران سے ملنے سے روک دیا۔ کیوں؟

☆ زیرو لینڈ نے پاکیشیا کو ایک قیمتی سرمایہ سے محروم کرنے کی کوشش کی۔ مگر؟

☆ تھریسیا اور سنگ ہی کس مشن پر عمران کے ملک میں وارد ہوئے؟

شروع تا آخر سسپنس ہی سسپنس۔ ایکشن اور مزاح سے بھرپور جاسوسی ناول

شائع ہو گیا ہے

شاہین پبلشرز ==== اردو بازار ==== کراچی

عمران سیریز میں پر مزاح اور فل ایکشن ایڈونچر

بلیک ایوننگ

مصنف : صفدر شاہین

☆ عمران ہیرو بننے کے لیے تل ابیب کے ٹی وی سینٹر میں جا پہنچا۔اس کا ڈرامہ کیا رنگ لایا؟

☆ اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف کی بیٹی کو اغوا کر لیا گیا۔کیوں؟

☆ ایک نئی لبنانی عسکری تنظیم کا قیام کیوں ناگزیر ہو گیا؟

☆ کرنل موشے لبنان کو تباہ کرنا چاہتا تھا۔مگر؟

☆ فلسطین پر اسرائیلی حملے رکوانے کے لیے عمران کو کیا پاپڑ بیلنے پڑے؟

☆ بلیک ایوننگ کے مطالبات تسلیم کر لیے گئے یا......!

☆ اسرائیل کے ظالم ترین شخص کو عمران نے آنسو بہانے پر مجبور کر دیا۔کیسے؟

قدم قدم پر ہنگامے، ہر صفحہ ایکشن اور سسپنس سے لبریز۔عمران کی حماقتیں اور ایکسٹو کے ماتحتوں کی بوکھلاہٹیں۔ایک یادگار جاسوسی و مہماتی ناول۔

آئندہ ماہ شائع ہو رہا ہے

شاہین پبلشرز == اردو بازار == کراچی

صفدر شاہین